بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسماء المہدی علیہ السلام

اوران کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے

مرتّبہ

بشیر احمد قمر (شاہد)

فہرست مضامین

الف

ب

پ

ت

- اس نام میں مسیح موعودؑ کے دو کام بیان کیئے گئے ہیں

1۔ خدا کی توحید کو زمین پر پھیلانا

2۔ حَکَم ہو کر امّت محمدیہ کو باہمی عدل پر قائم کرنا

ج

- یہ نام رکھ کر بتلایا گیا ہے کہ یہ زمانہ جامع کمالاتِ اخیار اور کمالاتِ اشرار ہے

- عمر زندہ شد ہر نبی بآمدنم

- مہدی کے اس نام سے موسوم ہونے کی وجہ اس کا لوگوں کو جمع کرنا ہے

- اس کی طرف اہل حق اور صادق لوگ جمع ہوں گے

- وہ تمام دینوں کو ایک دین پر جمع کرے گا

- کسوف وخسوف کا اجتماع

- وَاِذَاالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ اور وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ بھی ایک جمع ہے
- مسیح موعود کے لئے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیئے گئے
- اس کے ذریعہ سارے ادیان کو دین واحد پر جمع کیا جائے گا
- وہ بہت دُور افتادہ دلوں کو بھی خدا کی طرف کھینچ لائے گا
- سلسلہ احمدیہ کا قیام تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کو جمع کرنے کے لئے عمل میں آیا ہے

ح

- ہر زمانہ کا ماموراپنی جماعت کے لئے حجراسود کا رنگ رکھتا ہے
- اس زمانہ میں روحانی سنگ اسود مسیح موعودؑ ہیں

= حَرْبَةُ مَوْلَى الرحمان 186

= حِرْزُ المَذْعُوْرِ 187

= حِصْنٌ حَصِيْنٌ 188

- اس زمانہ کا حِصْنِ حَصِیْن میں ہوں
- جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا
- ''ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار''

= حَکَم 190

- جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ اُسے قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حَکَم مقرر فرمایا ہے
- حَکَم نام میں پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود امّت کے اختلاف کے وقت میں ظاہر ہوگا
- اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ اس کی مخالفت ہوگی
- حَکَم اور حاکم میں فرق
- اختلافات کے وقت وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر حَکَم قائم کیا جائے گا
- جو شخص میری باتوں کو عزت سے نہیں دیکھتا، آسمان پر اس کی عزت نہیں
- اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو

خ

- دنیا میں روحانی حرکتیں خلیفۃ اللہ کی برکات ہوتی ہیں
- اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا تو سمجھ لینا کہ کوئی آسمان سے نازل نہیں ہوا

= خلیفۃ اللہ السلطان 209

= خلیل اللہ 210

د

= **داعیاً اِلَی اللّٰہ** 211

- ایک امّتی کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء دینے میں حکمت
- میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں۔
- میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔
- خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں لوگوں پر ظاہر کروں کہ ابنِ مریم کو خدا ٹھہرانا ایک باطل اور کفر کی راہ ہے۔
- میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے ...... مجھے ...... ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے ...... وہ ہیرا کیا ہے؟ سچّا خدا۔
- میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں، کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ یہ تمہارا خدا ہے تا لوگ سن لیں۔
- خدا کی طرف آجاؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو۔

= داؤد 218

- ؎ اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

= درّ 220

- کَمِثْلِکَ دُرٌّ لَایُضَاعُ

ذ

= ذوالقرنین 221

- ذوالقرنین وہ ہوتا ہے جو دو صدیوں کو پانے والا ہو
- ذوالقرنین کا قصّہ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ایک پیشگوئی اپنے اندر رکھتا ہے
- اس میں بتایا گیا ہے کہ ذوالقرنین کے لئے جو مسیح موعود ہے تین قسم کا دورہ ہوگا۔ اوّل اس قوم پر جو آفتاب ہدایت کو کھو بیٹھے ہیں۔ دوسرے جو نرے ظاہر پرست ہیں۔ تیسرے جو غلط خیالات میں مبتلا ہوں گے مگر آخرکار ہدایت پائیں گے
- ذوالقرنین کے زمانہ میں جو مسیح موعود ہے ہر ایک قوم اپنے مذہب کی حمایت میں اٹھے گی
- قرآن شریف میں ذوالقرنین کے پیرایہ میں مسیح موعود ہی کا ذکر ہے
- مبارک وہ جوان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھے

ر

س

ش

ص

ط

ظ

ع

- نزول کا لفظ محض اجلال و اکرام کے لئے ہے
- عیسیٰ کے متبعین کے لئے غلبہ کی پیشگوئی
- روحانی غلبہ کے سلسلہ میں جماعت متّبعین کی ذمّہ داریاں

= عیسیٰ ابن مریم 325

- عیسیٰ بن مریم کہلانے میں حکمت
- امّت محمدیہ کے مسیح موعود کو عیسیٰ بن مریم کا نام دے کر توحید الٰہی کا جلال ظاہر کیا گیا ہے
- ایک امّتی کا نام عیسیٰ بن مریم اس لئے رکھا گیا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو

= عین اللہ 331

- اس نام میں آپ کے فنافی اللہ ہونے کا بیان ہے

غ

= غازی 333

= غلام احمد قادیانی 334

- اس نام میں علم الاعداد کے اعتبار سے آپؑ کے وقتِ ظہور کی بھی خبر دی گئی ہے
- غلام احمدؐ کی جے

ف

= فرقان 337

ق

= قدم الرسول 338

= قمر 339

- میرا نور خدا تعالیٰ سے فیضیاب اور مستفاد ہے

ک

= کاسر الصلیب 340

- میں صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں

- اس زمانہ میں مجدد کی خاص خدمت کسر شوکت صلیب ہے

- صلیبی مذہب پر غلبہ پانے اور کسر صلیب کے اسباب جن کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں

= کرشن 348

- جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنے والا اور غریبوں کی دلجوئی کرنے والا اور ان کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں

- روحانیت کی رو سے کرشن اور مسیح موعود ایک ہی ہیں

= کلمۃ الازل 352

= کلمۃ اللہ 353

- مسیح محمدی کو کلمۃ اللہ و روح اللہ کہہ کر مسیح موسوی کے متعلق غلط عقائد کی تردید کی گئی ہے

- انسان کلمۃ اللہ کب بنتا ہے

- انسان جب نفسانی ظلمتوں اور تیرگیوں سے نکل آتا ہے اس وقت وہ کلمۃ اللہ ہوتا ہے

گ

= گورنر جنرل 355

ل

= لولاک 356

- یہ دراصل رسول کریم ﷺ کے حق میں تھا لیکن ظلّی طور پر ہم پر اس کا اطلاق ہوتا ہے

م

ن

= نذیر 471

– نبی نیکوں کے لئے بشیر ہوتے ہیں اور بدوں کے لئے نذیر

– چند انذاری پیشگوئیاں

= نُور 477

– جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں

= نوح 480

– اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی طبیعتیں نوح کی قوم سے ملتی ہیں

و

= وارث الانبیاء 482

= واصف 483

= وجیہ 484

= وقاراللہ 485

= ولی اللہ 486

– مبارک وہ جو دہشت ناک دن سے پہلے مجھے قبول کرے کیونکہ وہ امن میں آئے گا

ہ

ی

”یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ
کبھی ناموں میں بھی اُس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 275۔ایڈیشن اوّل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ”لجّۃالنّور“، میں فرمایا ہے:

”اَنَاالْمُسَمّٰی مِنَ اللّٰہِ بِاَحْمَدَ مَعَ اَسْمَاء اُخْرٰی ذَکَرْتُھَا فِیْ مَوَاضِعِھَا“۔

(روحانی خزائن جلد16، صفحہ 343۔ لجّۃ النور)

کہ میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے احمد رکھا گیا ہے۔ علاوہ اَور بہت سے ناموں کے جن کو مَیں نے متفرق مقامات پر اپنی اپنی جگہ بیان کیا ہے۔

حضور علیہ السلام کی اس تحریر سے میرے دل میں حضورؑ کے ناموں کی تلاش اور یکجا کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ دوران مطالعہ حضور علیہ السلام کی مندرجہ ذیل عبارت میری نظر سے گزری جس کی بنا پر ان ناموں کو حضرت اقدس علیہ السلام کے ہی بیان فرمودہ فلسفہ وحکمت کے ساتھ آپؑ ہی کے الفاظ میں اکٹھا کرنے کی مزید تحریک ہوئی۔

حضور انور نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”براہین احمدیہ“ حصہ سوم میں جو آپ نے اپنے دعویٰ سے کئی سال پہلے شائع فرمائی ہے، چند ایسے الہامات لکھنے

کے بعد، جن میں آپؑ کو بہت سی تعریف کے بعد دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ اور سِرَاجًا مُنِیْرًا کے خطابات جلیلہ سے نوازا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہاں سوال ہوسکتا ہے کہ کیوں ایک امّتی کی اس قدر تعریف کی گئی ہے اور اس میں کیا مصلحت اور حکمت ہے۔ اس کے دو بزرگ فائدے ذکر کرنے کے بعد حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب خداوند تعالیٰ عزّ اسمہٗ مصلحتِ مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندہ کی جس کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے، کچھ تعریف کرے تو اس بندہ پر لازم ہے کہ اس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیّت سے اچھی طرح مشتہر کرے اور اس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہیں گے...... درحقیقت یہ تعریفیں عوام النّاس کے حق میں موجبِ بہبودی ہیں اور گو ابتدا میں عوام النّاس کو وہ تعریفیں مکروہ اور کچھ افترا سا معلوم ہوں لیکن انجام کار خدائے تعالیٰ ان پر حق الامر کھول دیتا ہے۔ اور جب اس ضعیف بندہ کا حق بجانب ہونا مؤیّد من اللہ ہونا عوام پر کھل جاتا ہے۔ تو وہ تمام تعریفیں ایسے شخص کی کہ جو میدان جنگ میں کھڑا ہے، ایک فتحِ عظیم کا موجب ہوجاتی ہیں۔ اور ایک عجیب اثر پیدا کر کے خدا کے گم گشتہ بندوں کو اصلی توحید اور تفرید کی طرف کھینچ لاتے ہیں۔ اور اگر تھوڑے دن ہنسی اور ملامت کا موجب ٹھہریں تو ان ٹھٹھوں اور ملامتوں کا برداشت کرنا خادمِ دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے۔''

(روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 273-272 ۔ براہین احمدیہ حصہ سوم۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

حضور اقدس علیہ السلام نے مصلحت مذکورہ کی بناء پر ان تعریفوں کا ذکر

متفرق مقامات پر کیا ہے۔ چنانچہ جو تعریفیں اسماء و خطابات کی صورت میں کی گئی ہیں، ان کو حضور علیہ السلام کے بیان فرمودہ فلسفہ و حکمت میں اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بعض لوگ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے کثرت اسماء پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اعتراض یا تو محض تعصّب سے کیا جاتا ہے یا عدم تدبّر اور علمی فقدان کا نتیجہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کثرت اسماء، کثرت اوصاف و کمالات پر دلالت کرتا ہے۔ خود اُس خدائے واحد و یگانہ کے صفاتی نام اَن گنت ہیں۔ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (طٰہٰ:9)۔ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّی لَنَفِدَالْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّی وَلَوْجِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (الکہف:110)۔ پھر اس کی ان صفات میں سے بعض بظاہر ایک دوسرے کے بالکل متضاد بھی ہیں۔ مثلاً وہ محیی بھی ہے اور ممیت بھی۔ معزّ بھی ہے اور مذلّ بھی۔ غفور و رحیم بھی ہے اور شدید العذاب بھی۔

بایں ہمہ یہ مسلّمہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کی کثرت کوئی قابل اعتراض شے نہیں بلکہ یہ اس کی عظمت اور کمال پر دلالت کرتے ہیں۔ ایسے ہی صفات باری تعالیٰ کے مظہر اتم، سید الاوّلین والآخرین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کے بھی سینکڑوں نام قرآن و حدیث اور علماء ربّانی نے بیان کئے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عام آدمی کے بھی عمر اور زمانہ کے لحاظ سے نام و مقام بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً وہ بیک وقت کسی کا بیٹا ہوگا، کسی کا پوتا، نواسہ، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، بھائی وغیرہ۔ اور شادی شدہ ہونے کی صورت

میں خاوند، داماد، پھوپھا، خالو، بہنوئی وغیرہ۔ اولاد ہونے کی صورت میں باپ، دادا، نانا، خسر وغیرہ۔ الغرض ایک ہی شخص کے مختلف نسبتوں سے اس کے مختلف درجات و مقامات و خطاب و القاب ہو سکتے ہیں۔ اور بسا اوقات اسے مختلف ہی نہیں بلکہ متضاد نام بھی دیئے جاتے ہیں مثلاً وہ باپ بھی ہے اور بیٹا بھی۔ دادا بھی ہے اور پوتا بھی۔ نانا بھی ہے اور کسی کا خود نواسہ بھی۔ ماموں بھی ہے اور بھانجا بھی۔ چچا بھی ہے اور کسی کا بھتیجا بھی وغیرہ ذٰلک۔ اور ظاہر ہے کہ بسا اوقات ایک آدمی کو یہ سب مقامات حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کاروبار اور پیشوں کے لحاظ سے الگ نام ہیں۔ لیکن اس پر کوئی عقلمند اعتراض نہیں کرتا۔ بلکہ یہ چیز اس کے بڑے خاندان، لمبی عمر اور وسیع برادری پر دلالت کرتی ہے۔

یہی حکمت حضرت مہدی علیہ السلام کے ناموں کی ہے۔ آپ قرآنی پیشگوئی وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (سورۃ المرسلات:12) کے مصداق اور موعود اقوام عالم ہیں۔ اس لئے آپ کو بہت سے ناموں سے پکارا گیا ہے۔ اور ان ناموں میں بہت سے حقائق بیان کئے گئے ہیں جو آپ کی صداقت کا ثبوت ہیں۔

کتاب ''الصِّرَاطُ السَّوِيّ فِي اَحْوَالِ المَهْدِيْ'' میں لکھا ہے کہ مہدی کے بے شمار نام ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''بوجہ مظہر اوصاف الٰہی و خلیفہ ہونے کے وَجْهُ اللّٰه، عَيْنُ اللّٰه، يَدُاللّٰه، يَمِيْنُ اللّٰه، قوّۃ اللّٰه، حبيب اللّٰه کے القاب سے پکارے جاتے ہیں۔''

(الصراط السوی فی احوال المہدی صفحہ 443)

چونکہ مہدی آخرالزماں فنافی الرسولؐ ہونے کی وجہ سے وارث اوصاف محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔اس لحاظ سے بھی آپ کے بے شمار نام ہیں۔چنانچہ صاحب کتاب ''الصِّراطُ السَّوِيُّ فِی اَحْوالِ المَهْدِي'' لکھتے ہیں:

''اور آنحضرتؐ جامع جمیع اوصاف انبیاء ہیں اور مہدی آخرالزماں وارث اوصاف محمد مصطفیٰ۔لہٰذا وہ بھی جمیع اوصاف انبیاء حاوی و جامع ہیں۔اور خلیفۂ خدا و حجۃ اللہ۔اس لئے ان کے اسماء و القاب بھی بلحاظ کثرت اوصاف بہت ہی زیادہ ہیں بلکہ ہم سب پر احاطہ بھی نہیں کر سکتے۔''

(الصراط السوی فی احوال المہدی مصنفہ سید محمد سبطین السرسوی،صفحہ 442)

حضرت مہدی معہود علیہ السلام مختلف انبیاء کے نام دیئے جانے کی ایک اور وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ان ناموں میں موجودہ زمانہ کے لوگوں کی حالت بیان کی گئی ہے اوران کے انجام کی طرف بھی اشارہ ہے۔چنانچہ آپ اپنے ایک الہامی خطاب جَرِيُّ اللّٰهِ فِی حُلَلِ الاَنْبِيَاءِ یعنی رسول خدا تمام گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے پیرایوں میں،کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''......ایک بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا۔ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔......اس میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے جانی دشمن اور سخت مخالف جو عناد میں حد سے بڑھ گئے تھے،جن کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا گیا،اس زمانہ کے اکثر لوگ بھی ان سے

مشابہ ہیں اگر توبہ نہ کریں۔
غرض اس وحی الٰہی میں یہ جتلانا منظور ہے کہ یہ زمانہ جامع کمالاتِ اخیار اورکمالاتِ اشرار ہے۔ اوراگر خدا تعالیٰ رحم نہ کرے تو اس زمانہ کے شریر تمام گزشتہ عذابوں کے مستحق ہیں۔ یعنی اس زمانہ میں تمام گزشتہ عذاب جمع ہوسکتے ہیں ...... اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے گزشتہ نبیوں کے ساتھ رنگارنگ طریقوں میں نصرت اور تائید کے معاملات کئے ہیں۔ ان معاملات کی نظیر بھی میرے ساتھ ظاہر کی گئی ہے اور کی جائے گی۔......''
(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد21۔ صفحہ 117-116)

ان اسماء وخطابات کی تشریح کے مطالعہ سے حضور علیہ السلام کی حیات طیّبہ ایک نئے رنگ میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ انہی صفات کے ذریعہ آپ کے عالی مقام و بلند مرتبہ، فرائض و ذمہ داریوں اور ایسے ہی اس زمانہ کے سیاسی وسماجی، معاشرتی وتمدّنی اور جسمانی وروحانی حالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ نیز دوستوں اور دشمنوں کا انجام بتایا گیا ہے۔ آپ پر کئے جانے والے اعتراضات والزامات کی پیشگوئی اور پھر انہی ناموں کے ذریعہ ان الزامات کی تردید یا بالفاظ دیگر ہر قسم کے اعتراضوں اور الزاموں کی تردید یا جواب صرف نام کے ذریعہ دیا گیا ہے۔

نیز اس کے مطالعہ سے کثرت اسماء کا فلسفہ بھی معلوم ہوگا اور معترضین کے اس اعتراض کا جواب بھی کہ کیا مانیں، کبھی مرزا صاحب آدم بنتے ہیں، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب، کبھی مسیح ومہدی، کبھی مریم، کبھی نبی، کبھی مجدّد ومحدّث، کبھی ظلّی و بروزی نبی وغیرہ؟

الغرض ان ناموں کے ذریعہ بہت بڑے حقائق کو بیان کیا گیا ہے جیسا کہ قارئین کرام اس کے مطالعہ سے معلوم کرلیں گے۔جن اسماء کی تشریح نہیں کی گئی،اسی اصول پران سے بھی بہت سے حقائق کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔فَافْهَمْ وَ تَدَبَّرْ۔

مختلف دعاوی

آپؑ کے مختلف دعاوی بھی اپنے اندرایک حقیقت رکھتے ہیں مثلاً آپؑ مجدّد ہیں ان معنوں میں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہرایک صدی پرمجدّد آئے گا جومفاسد موجودہ کی تجدید واصلاح کرے گا اور ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ جس سے لاکھوں کروڑوں انسان روحانی لحاظ سے ہلاک ہوئے وہ پادریوں کا فتنہ تھا۔اس لحاظ سے اس صدی کے مجدّد کا سب سے بڑا کام اور فریضہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ وہ کسر صلیب کرے اور عقیدۂ تثلیث کو پاش پاش کرے۔حضرت مہدی معہود اور مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کام عظیم الشان رنگ میں کرکے دکھایا جس کا شدید مخالفین کوبھی اقرار ہے۔اس کی تفصیل آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے اور عملاً آپؑ کی جماعت کا تمام دنیا میں عیسائیت سے کامیاب مقابلہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ آپؑ مجدّد برحق ہیں ......اور...... جس صدی کے مجدّد کا یہ کام ہے وہی مسیح موعود اور عیسیٰ بھی ہے کیونکہ اسی کوحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث میں مسیح اور عیسیٰ کرکے ذکر فرمایا ہے۔

نبی: آپؑ کواللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بار بار نبی کرکے بھی پکارا ہے۔

نبی کے نام میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ نے کثرت سے آپ کے ساتھ مکالمہ ومخاطبہ فرمایا ہے اور آپؑ نے تجدید دین الہام الٰہی اور وحی آسمانی کی راہنمائی میں کی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو صداقت اور معانی ومفہوم وحی والہام کے ذریعہ قائم ہوا اس کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپؑ نے قرآنی صداقتوں کو اپنے مخالفین اور غیر مسلموں کے سامنے بڑی تحدّی سے پیش کیا اور ان صداقتوں کو توڑنے والوں کے لئے بھاری انعامات مقرر فرمائے جس کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔

آنحضرت ﷺ نے بھی آپؑ کا نام نبی رکھ کر (مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ باب ذکر الدجال و صفتہ و ما معہ۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال) مہدی معہود اور مسیح موعود کی صداقت کی یہ علامت بتائی تھی کہ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا۔ اور اخبار غیبیہ کے اظہار میں غلبہ بخشے گا۔ اس نام میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس کے فیصلے اپنے اجتہاد اور قیاس سے نہ ہوں گے بلکہ وحی والہام کی بناء پر ہوں گے۔ اس نام میں ایک اور بھی خبر دی گئی ہے کہ اس کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوگا کیونکہ نبوت کی برکات کو ہمیشہ خلافت کے ذریعہ سے قائم رکھا جاتا ہے اور اس نام میں یہ بتایا گیا تھا کہ حسب پیشگوئی مخبر صادق ﷺ خلافت علی منہاج نبوت ہوگی۔ اور امامت بصورت خلافت ہوگی۔

خلیفہ: آپؑ کو خلیفہ کا بھی لقب دیا گیا ہے۔ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں جو اپنے آقا ومطاع کی برکتوں کا وارث ہوتا ہے۔ پس خلیفہ کہہ کر اس غلطی کا ازالہ کیا

گیا ہے جو نبی کے نام سے ہوسکتی تھی کہ آپ نے کوئی مستقل اور حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جونئی شریعت یا نیا کلمہ لانے والا ہوتا ہے اور براہ راست یہ مقام حاصل کرتا ہے۔ کسی پہلے نبی کی پیروی کے نتیجے میں نہیں ہوتا۔ اسی کی تشریح میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ میں امّتی اور ظلّی نبی ہوں یعنی مَیں نے جو کچھ پایا ہے، حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی برکت سے پایا ہے۔

نوٹ: سیدنا حضرت مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے اسماء وصفات احادیث وروایات میں بیان کئے گئے ہیں۔ ایسے ہی علماء واولیائے امّت نے بھی بیان کئے ہیں۔ خاکسار نے ان کا ذکر اس مقالہ میں نہیں کیا۔ اس مقالہ میں صرف ان صفات وخطابات والقاب کا ذکر کیا گیا ہے جو حضور علیہ السلام نے اپنی کتب میں تحریر فرمائے ہیں۔ جن کے ذریعہ آپؑ کے عالی مقام ومرتبہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور جو اپنے اندر ایک حقیقت رکھتے ہیں۔ اور ابھی مزید تحقیق کی گنجائش موجود ہے۔ یہ اتنا وسیع مضمون ہے کہ آگے ایک ایک نام یا صفت پر مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔

اس مقالہ کا خاکسار نے ''اسماء المہدیؑ'' نام رکھا ہے لیکن یہاں اسماء سے مراد صفات، خطاب اور القاب وغیرہ ہیں۔ اسماء کا لفظ خود اس مفہوم کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

خاکسار

بشیر احمد قمر

2/دسمبر 1979ء

ہمارا مذہب اور عقائد

''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لبّ لباب یہ ہے کہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُولُ اللّٰـهِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیّین و خیرالمرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اِتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔

اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی ﷺ کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اس امام الرسلؐ کے حاصل ہوسکیں۔

کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچّی اور کامل متابعت اپنے نبی ﷺ کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے، ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد سوم۔ صفحہ 170-169۔ ازالہ اوہام حصہ اوّل)

نیز حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اپنے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے، ہم اُس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر **حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہ** ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو، قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے، وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض

اور اباحت کی بنیاد ڈالے، وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیّبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ اور اسی پر مریں۔اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 323۔ایام الصلح)

اغراض بعثت

میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو

''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں ......۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں، حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 180۔ لیکچر لاہور)

''خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کے ساتھ بھی اس نے میرے پر تجلّی کی اور میرے لئے وہ کام دکھلائے اور دکھلائے گا کہ جب تک کسی پر خدا کا خاص فضل نہ ہو، اس کے لئے یہ کام دکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔

کون ہے جو ان نشانوں کے دکھلانے میں میرے مقابل پر آسکتا ہے۔
میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا۔ مگر اب اس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 620-619۔ تتمہ حقیقۃ الوحی......)

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔''

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 307-306۔ الوصیت)

''خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔''

(روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 143۔ تریاق القلوب)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے۔ اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی

میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے مدّت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 11۔ کشتیٔ نوح)

نیز فرمایا:

’’ کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوش خبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے بازاروں میں منادی کروں کہ یہ تمہارا خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کُھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ

تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 22-21۔ کشتی نوح)

بے خدا بے زہد و تقویٰ بے دیانت بے صفا
بَن ہے یہ دنیائے دُوں طاعوں کرے اس میں شکار
تیرے بِن اے میری جاں یہ زندگی کیا خاک ہے
ایسے جینے سے تو بہتر مَر کے ہو جانا غبار
چھٹ گئے شیطاں سے جو تھے تیری الفت کے اسیر
جو ہوئے تیرے لئے بے برگ و بر۔ پائی بہار

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 138-139۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ مَیں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں

’’مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں۔ اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹّی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم، صفحہ 9۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

’’ہمارا مدّعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے، یہی ہے کہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی نبوّت قائم کی جائے جو

ابد الآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے۔ اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے جو ان لوگوں نے بدعتوں کے ذریعہ قائم کی ہیں۔ ان ساری گدّیوں کو دیکھ لو اور عملی طور پر مشاہدہ کرو کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر ہم ایمان لائے ہیں یا وہ" ...... "تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی اللہ تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی کہ رسول اللہ ﷺ کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے جو اُن جھوٹی نبوتوں کے بُت کو توڑ کر نیست و نابود کرے۔ پس اسی کام کے لئے خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم، صفحہ 65-64 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

"دنیا میں ایک عظیم الشان نبی انسانوں کی اصلاح کے لئے آیا۔ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اور اس نے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو بلایا جس کو دنیا بھول گئی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں اس کامل نبی کی ایسی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے جس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ پھر خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے بھیجا تا اس نبی کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے اور خدا کی توحید اور تقدیس کو دنیا میں پھیلا وے۔"

(روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 367-366۔ نسیم دعوت)

"وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اس نے اس آخری زمانہ کے لئے مجھے مسیح موعود کیا ...... اور اُسی نے میرے ساتھ

ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا وہ سچا نبی ہے اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے نجات ہے۔ اور بجز اس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نُور حاصل نہیں ہوگا۔ اور جب میرے خدا نے اس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو مَیں کانپ اٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ ان کو خدا بنا دیا اسی طرح اس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہئے لوگوں کو اب تک اس کی عظمتیں معلوم نہیں۔ وہی ایک نبی ہے جس نے توحید کا تخم ایسے طور پر بویا جو آج تک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دنیا بگڑ گئی تھی۔ اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دنیا میں پھیلا گیا۔ اور وہی ایک نبی ہے جس کے لئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی غیرت دکھلاتا رہا ہے۔ اور اس کی تصدیق اور تائید کے لئے ہزار ہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لئے خدا کی غیرت نے جوش مارا اور سب گزشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ مَیں اس کی نبوت کے لئے تمام دنیا میں گواہی دوں۔''

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 619-618۔ تتمہ حقیقۃ الوحی)

حضور علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سوتم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو۔ اوراس کے غیر کواس پرکسی نوع کی بڑائی مت دوتا آسمان پرتم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔............نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔"

(روحانی خزائن جلد19،صفحہ 14-13۔کشتیٔ نوح)

مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید کے لئے بھیجا ہے

"خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں۔ اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے۔ اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے۔سو یہی ہو رہا ہے۔قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں۔ لطائف اور دقائق کلام ربّانی کے کھل رہے ہیں۔نشان آسمانی اور خوارق

ظہور میں آرہے ہیں۔ اور اسلام کے حسنوں اور نوروں اور برکتوں کا خدا تعالیٰ نئے سرے سے جلوہ دکھلا رہا ہے۔ جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جس میں سچا جوش ہے وہ طلب کرے۔ اور جس میں ایک ذرّہ حُبّ اللہ اور رسول کریمؐ کی ہے وہ اٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جس کی بنیادی اینٹ اس نے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد6، صفحہ 24۔ برکات الدعا)

"مَیں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پُرآشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں، ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدّنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد6، صفحہ 34۔ برکات الدعا)

"مسیح موعود دنیا میں آیا ہے تا کہ دین کے نام سے تلوار اٹھانے کے خیال کو دُور کرے اور اپنی حجج اور براہین سے ثابت کر دکھائے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں۔ بلکہ اس کی تعلیم کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقائق و معارف و حجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں

جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں۔اس لئے وہ تمام لوگ آگاہ رہیں جو اسلام کے بزورشمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔اسلام کی تاثیرات اپنی اشاعت کے لئےکسی جبر کی محتاج نہیں ہیں۔اگرکسی کوشک ہےتو وہ میرے پاس رہ کر دیکھ لے کہ اسلام اپنی زندگی کا ثبوت براہین اور نشانات سے دیتا ہے۔اب خدا تعالیٰ چاہتا ہےاوراس نے ارادہ فرمایا ہے کہ ان تمام اعتراضوں کو اسلام کے پاک وجود سے دُورکردے جو خبیث آدمیوں نے اس پر کئے ہیں۔تلوار کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا اعتراض کرنے والے اب سخت شرمندہ ہوں گے......اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک درخشاں چہرہ سے یہ سب گردوغبار دُور کرےاوراس کی خوبیوں اورحسن وجمال سے دنیا کواطلاع بخشے۔چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لئے اس وقت جبکہ اسلام دشمنوں کے نرغے میں پھنساہواہے بےکس اوریتیم بچہ کی طرح ہورہا تھا اُس نے اپنا یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے تامَیں عملی سچائیوں اورزندہ نشانات کے ساتھ اسلام کوغالب کروں‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 130-129 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

’’اس بات کوبھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علّت غائی کیا ہے؟ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اورتائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت

سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت ﷺ پر شریعت اور نبوّت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 553 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

”آہ میں تم کو کیونکر دکھاؤں جو اسلام کی حالت ہو رہی ہے۔ دیکھو! مَیں پھر کھول کر کہتا ہوں کہ یہی بدر کا زمانہ ہے۔ اسلام پر ذلّت کا وقت آچکا ہے۔ مگر اب خدا نے چاہا ہے کہ اس کی نصرت کرے۔ چنانچہ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ مَیں اسلام کو براہین اور حجِ ساطعہ کے ساتھ تمام ملّتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دکھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے“۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 432 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اک بڑی مدّت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے ہیں کفر کو کھانے کے دن

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے مجھے بھیجا ہے

’’اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (الحجر:10) قرآن شریف کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے چودھویں صدی کے سر پر مجھے بھیجا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 433 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

’’مَیں اس لئے ہی بھیجا گیا ہوں کہ ہر اعتقاد کو اور قرآن کریم کے قصص کو علمی رنگ میں ظاہر کروں‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 174 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اِسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔......‘‘

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13۔ کشتیٔ نوح)

’’سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے

ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ اور باقی سب اس کے ظِل تھے۔ سوتم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اوراس سے بہت ہی پیار کرو، ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس اُن لوگوں پر جوکسی اَور چیز کواس پر مقدّم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔“

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27-26۔ کشتیٔ نوح)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس قدر نام دیئے گئے ہیں وہ سب آنحضرت ﷺ کے طفیل ہیں

ہر کہ در راہ محمدؐ زد قدم
انبیاء را شد مثیل آں محترم

جس نے محمد ﷺ کے طریقے پر قدم مارا، وہ قابلِ عزت شخص نبیوں کا مثیل بن جاتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس قدر اسماء وخطابات سے سرفراز کیا گیا ہے۔ دراصل ان سب کا حقیقی مصداق سیدنا وسیدالوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔اور آپ کے کسی امّتی کو اِن ناموں سے پکارا جانا اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ فنا فی الرّسول کا مقام رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آدم نام کی حقیقت اور وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"آخری زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ہیں۔ ﷺ۔اور میری نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی ہے"۔

(روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 258-257 ترجمہ از خطبہ الہامیہ)

سچ ہے ؎

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمدؑ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

ایک اَور جگہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ اشارہ فرماتا ہے فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ یعنی اے رسول اللہ! تُو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمدؐ کا نام ﷺ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ محمدؐ کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصوّر ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصّہ آنحضرت ﷺ میں جمع ہوں ...... آنحضرت ﷺ کی ذاتِ پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعۂ انبیاء تھی اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پا کر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد پنجم۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ 343)

میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے، نہ کچھ غرض کہ مَیں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: **قُلْ اُجَرِّدُ نَفْسِیْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ** یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے۔ میرا اس میں دخل نہیں ہے...... میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو۔ مجھے اس بات کی ہرگز تمنّا نہ تھی۔ مَیں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ مَیں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تُو نے کیوں کیا''۔

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 152-153۔ حقیقۃ الوحی)

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

پر مجھے تُو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
مَیں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار
اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
کون ہوں تا ردّ کروں حکم شہِ ذی الاقتدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد21،صفحہ 128)

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مرورِ روزگار
کھول کر دیکھو براہیں جو کہ ہے میری کتاب
اس میں ہے یہ پیشگوئی پڑھ لو اس کو ایک بار
اب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے
اس قدر امرِ نہاں پر کس بشر کو اقتدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد21 صفحہ 136)

مسیح موعود کے تمام اسماء وخطابات صفاتی ہیں

روایت وآثار میں امام مہدی کے بہت سے نام گنائے گئے ہیں لیکن ایسی روایت بھی ملتی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ومہدی کا ذاتی نام سوائے خدا ورسول اور حضرت علی کرم اللہ وجھہٗ کے کسی کو علم نہیں۔ چنانچہ ذیل میں بحارالانوار

کی ایک روایت درج کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا ذاتی نام کسی کو معلوم نہیں ہے۔ حضرت امام جعفرؒ سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امام مہدی کا نام دریافت فرمایا تو آپؓ نے جواب میں فرمایا:

''اَمّاَ اسْمُہ فَلا، اِنَّ حَبِیْبِيْ وَ خَلِیْلِیْ عَھِدَ اِلَیَّ أن لَّا اُحَدِّث بِاسْمِهٖ حَتَّی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ، وَھُوَ مِمَّا اسْتَوْدَعَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ رَسُوْلَہٗ فِی عِلْمِہٖ۔''

(بحارالانوار جلد51 باب النھی عن التسمیة صفحہ 34-33 داراحیاء التراث العربی۔ بیروت طبع ثالث 1983ء)

یعنی اس کا نام تو مَیں نہیں بتاتا کیونکہ میرے حبیب اور میرے دوست نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ مَیں اس کا نام کسی کو نہ بتاؤں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے مبعوث کرے اور یہ ان امور میں سے ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسولؐ کو دیا ہے۔

پس اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی مسعود علیہ السلام کے تمام نام صفاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ایک امّتی کی تعریف وتوصیف کرنے میں حکمت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ سوم میں اپنے بہت سے الہامات لکھے ہیں جن میں آپ کی تعریف کی گئی ہے۔ اس تعریف کی حکمت وفلسفہ بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام لکھتے ہیں:

''اس جگہ بعض خاموں کے دلوں میں یہ وہم بھی گذر سکتا ہے کہ اس مندرجہ بالا الہامی عبارت میں کیوں ایک مسلمان کی تعریفیں لکھی ہیں۔سو سمجھنا چاہئے کہ ان تعریفوں سے دو بزرگ فائدے متصوّر ہیں جن کو حکیم مطلق نے خلقُ اللہ کی بھلائی کے لئے مدّ نظر رکھ کر ان تعریفوں کو بیان فرمایا ہے۔

ایک یہ کہ تا نبی متبوع کی متابعت کی تاثیریں معلوم ہوں اور تا عامۂ خلائق پر واضح ہو کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے۔اور اس آفتابِ صداقت کی کیسی اعلیٰ درجے پر روشن تاثیریں ہیں۔جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے۔کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے۔کسی کو آیت اللہ اور حجّۃ اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔

دوسرے یہ فائدہ کہ نئے مستفیض کی تعریف کرنے میں بہت سی اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح متصوّر ہے۔کیونکہ جس حالت میں اکثر جاہلوں نے گزشتہ اولیاء اور صالحین پر صدہا اس قسم کی تہمتیں لگا رکھی ہیں کہ گویا انہوں نے آپ یہ فہمائش کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھہراؤ اور ہم سے مرادیں مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر اور متصرّف فی الکائنات سمجھو۔تو اس صورت میں اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں ان کو اپنے پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں تب تک وعظ اور پند اس مصلح جدید کا بہت ہی کم مؤثر ہوگا۔کیونکہ وہ لوگ ضرور دل میں

کہیں گے کہ یہ حقیر آدمی ہمارے پیروں کی شانِ بزرگ کو کب پہنچ سکتا ہے۔ اور جب خود ہمارے بڑے پیروں نے مرادیں دینے کا وعدہ دے رکھا ہے تو یہ کون ہے اور اس کی کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت۔ تا ان کو چھوڑ کر اِس کی سنیں۔ سو یہ دو فائدے بزرگ ہیں جن کی وجہ سے اس مولیٰ کریم نے کہ جو سب عزّتوں اور تعریفوں کا مالک ہے اپنے ایک عاجز بندہ اور مشتِ خاک کی تعریفیں کیں۔ ورنہ درحقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف۔ سب تعریفیں اور تمام نیکیاں اسی ایک کی طرف راجع ہیں کہ جو رَبُّ الْعَالَمِین اور اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم ہے۔

اور جب خداوند تعالیٰ عزّ اسمہٗ مصلحتِ مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندہ کی جس کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے، کچھ تعریف کرے تو اس بندہ پر لازم ہے کہ اس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیّت سے اچھی طرح مشتہر کرے۔ اور اس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہیں گے...... درحقیقت یہ تعریفیں عوام الناس کے حق میں موجبِ بہبودی ہیں۔ اور گو ابتداء میں عوام الناس کو وہ تعریفیں مکروہ اور کچھ افترا سا معلوم ہوں لیکن انجام کار خدائے تعالیٰ ان پر حق الامر کھول دیتا ہے۔ اور جب اس ضعیف بندہ کا حق بجانب ہونا اور مُؤَیَّدْ مِنَ اللّٰہ ہونا عوام پر کھل جاتا ہے تو وہ تمام تعریفیں ایسے شخص کی کہ جو میدانِ جنگ میں کھڑا ہے ایک فتح عظیم کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور ایک عجیب اثر پیدا کر کے خدا کے گم گشتہ بندوں کو اصلی توحید اور تفرید کی طرف کھینچ لاتے ہیں۔ اور

اگر تھوڑے دن ہنسی اور ملامت کا موجب ٹھہریں تو ان ٹھٹھوں اور ملامت کا برداشت کرنا خادم دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے“۔
(روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 273-270۔ براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ در حاشیہ نمبر 1)

یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت ﷺ ہی کی ہے

”کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری طبیعت اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں کہ میں اپنے آپ کو کسی تعریف کا خواہشمند پاؤں اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں۔ میں ہمیشہ انکساری اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا ہوں لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے باہر نکالا اور جس قدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اس نے اپنے پاک کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے، کیا، یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت ﷺ ہی کی ہے۔ احمق اس بات کو نہیں سمجھ سکتا مگر سلیم الفطرت اور باریک نگاہ سے دیکھنے والا دانشمند خوب سوچ سکتا ہے کہ اس وقت واقعی ضروری تھا کہ جبکہ آنحضرت ﷺ کی اس قدر ہتک کی گئی ہے اور عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اُس سید الکونین کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔ اور ایک عاجز مریم کے بچے کو خدا کی کرسی پر جا بٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے آپؐ کا جلال ظاہر کرنے کیلئے یہ مقدّر کیا تھا کہ آپ کے ایک ادنیٰ غلام کو مسیح

ابن مریم بنا کے دکھا دیا۔ جب آپ کی امّت کا ایک فرد اتنے بڑے مدارج حاصل کرسکتا ہے تو اس سے آپؐ کی شان کا پتہ لگ سکتا ہے۔ پس یہاں خدا تعالیٰ نے جس قدر عظمت اس سلسلہ کی دکھلائی ہے اور جو کچھ تعریف کی ہے، یہ درحقیقت آنحضرت ﷺ ہی کی عظمت اور جلال کیلئے ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 10-9 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کو انبیاء سابقہ کے نام دینے کی حکمت وفلسفہ

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ جلّشانہٗ کی اس عادت قدیمہ سے انکار نہیں ہوسکتا کہ وہ روحانی مناسبت کی وجہ سے جو ایک کا نام ہے وہ دوسرے کا رکھ دیتا ہے۔ ابراہیمی المشرب اس کے نزدیک ابراہیم ہے اور موسوی المشرب اس کے نزدیک موسیٰ ہے اور عیسوی المشرب اس کے نزدیک عیسیٰ ہے۔ اور جو ان تمام مشربوں سے حصہ رکھتا ہے وہ ان تمام ناموں کا مصداق ہے''۔

(روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 314۔ ازالہ اوہام حصہ اوّل)

گویا کسی امّتی کو متفرق انبیاء کے نام دینے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ انبیاءِ گزشتہ کی کسی نہ کسی صفت وخُلق کا مظہر ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا سکھلا کر مثیل انبیاء بننے کی امید دلائی ہے کہ تم مثیل بننے کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہو، وہاں مثیل بننے کا طریق بھی

بتایاہے۔جیسا کہ آنحضرت ﷺ کومخاطب کرتے ہوئے فرمایا: **قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ** یعنی ان کو کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہوتو آؤ میری پیروی کروتا خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت رکھے اور تمہیں اپنا محبوب بنالیوے۔پس جس طرح آنحضرت ﷺ جامع جمیع کمالات وصفات انبیاء ہیں اسی طرح آپ کے کامل پیروکار بھی حسب وعدہ انبیاء سابقہ کے کمالات رکھنے والے ہیں اوراسی حقیقت کی طرف آنحضرت ﷺ نے یہ کہہ کراشارہ فرمایا ہے کہ **عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ کَأَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل** میری امّت کے علماءانبیائے بنی اسرائیل کے مثیل ہیں۔چنانچہ حضرت امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آج تک جس قدر اکابر متصوّفین گزرے ہیں ان میں سے ایک کو بھی اس میں اختلاف نہیں کہ اس دینِ متین میں مثیل الانبیاء بننے کی راہ کھلی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ روحانی اور ربّانی علماء کے لئے یہ خوشخبری فرما گئے ہیں کہ **عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِیْل**۔اورحضرت بایزید بسطامی قدّس سرّہ کے کلمات طیبہ مندرجہ ذیل جو تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فریدالدین عطار صاحب نے بھی لکھے ہیں اور دوسری معتبر کتابوں میں بھی پائے جاتے ہیں اسی بناء پر ہیں۔جیسا کہ فرماتے ہیں کہ میں ہی آدم ہوں، میں ہی شیث ہوں، میں ہی نوح ہوں، میں ہی ابراہیم ہوں، میں ہی موسیٰ ہوں، میں ہی عیسیٰ ہوں، میں ہی محمد ہوں ﷺ **وَعَلٰی اِخْوَانِہٖ اَجْمَعِیْن**“۔

(روحانی خزائن جلد3،صفحہ 230۔ازالۂ اوہام حصہ اوّل)

خدائی خطاب میں ایک حقیقت ہوتی ہے اور وہی فخر کے لائق ہے

''اگر چہ انسانوں کے لئے بادشاہوں اورسلاطینِ وقت سے بھی خطاب ملتے ہیں مگر وہ صرف ایک لفظی خطاب ہوتے ہیں جو بادشاہوں کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اَوراسباب سے کسی کوحاصل ہوتے ہیں۔ اور بادشاہ اس کے ذمہ دار نہیں ہوتے کہ جو خطاب انہوں نے دیا ہے اس کے مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئیں ہمیشہ رکھے جس کوایسا خطاب دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ اس بات کا متکفل نہیں ہوسکتا کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ ایسا شخص ضعفِ قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اٹھتا ہو چہ جائیکہ وہ کسی میدان میں شیر کی طرح بہادری دکھلاوے۔ لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ سے شیر بہادر کا خطاب ملے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو۔ کیونکہ خدا انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے یا دھوکہ کھاوے یا کسی پولیٹیکل مصلحت سے ایسا خطاب دیدے جس کی نسبت وہ اپنے دل میں جانتا ہے کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے لائق وہی خطاب ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 502۔ تریاق القلوب)

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے تمام خطابات و القاب اپنے اندر عظیم الشان صداقتیں اور اسرار لئے ہوئے ہیں جن کو ایک حد تک حضور علیہ السلام نے خود ظاہر فرمایا ہے اور بعض خطاب و اسماء کا صرف ذکر کیا ہے۔ ہم نے بھی ان کو اسی طرح لکھ دیا ہے۔ ان میں بھی عظیم الشان حقائق کی طرف اشارہ ہے۔ ہر شخص حسب استعداد ان سے استنباط و استدلال کر کے حضور علیہ السلام کے عالی مقام کا اندازہ کر سکتا ہے۔

آدم

''أَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 54)

سیدنا امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے ناموں سے پکارا ہے۔ ان ناموں میں سے ایک نام آدم ہے۔ حضور اقدسؑ نے ان تمام اسماء وصفات کا حقیقی مصداق آنحضرت ﷺ کو قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے آدم ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بے شک ہمارے نبی ﷺ دنیا کے خاتمہ کے آدم اور زمانہ کے دنوں کے منتہی تھے۔ اور آنحضرت ﷺ آدم کی طرح پیدا کئے گئے اس کے بعد کہ زمین پر ہر طرح کے کیڑے مکوڑے اور چار پائے، درندے پیدا ہو گئے۔ اور جس وقت خدا نے اس مخلوق یعنی حیوانوں، درندوں اور چیونٹیوں کو زمین پر پیدا کیا یعنی فاجروں اور کافروں اور دنیا پرستوں کے ہر گروہ کو پیدا کیا اور آسمان میں ستارے اور چاندوں اور سورجوں یعنی پاک نفوس مستعدہ کو ظہور میں لایا۔ تو بعد اس کے اس آدم کو وجود کا خلعت پہنایا جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور وہ آدم کی اولاد کا سردار اور خلقت کا امام اور سب سے زیادہ تقی اور سعید ہے۔

پس شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ آخرزمانہ کے آدم ہیں اور امّت اس نبی محمود کی ذریت کی بجاہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد16،صفحہ 261-259۔ترجمہ ماخوذ از خطبہ الہامیہ)

1۔ آدم نام میں آئندہ فتنوں اور ان سے براءت اور موجودہ زمانہ کی حالت بیان کی گئی ہے۔

خدائے علام الغیوب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آدم نام دے کر اوران آیات کو آپؑ پر وحی کر کے جو آدمؑ کے حق میں قرآن کریم میں نازل ہو چکی ہیں، جن میں حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فتنہ وفساد اور خونریزی کا خدشہ ظاہر کیا گیا تھا اور بالآخراللہ تعالیٰ نے اِنِّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کہہ کران کا جھوٹا ہونا ظاہر فرمایا تھا، یہ پیشگوئی فرمائی کہ آپؑ پر بھی ایسے ہی الزامات لگائے جائیں گے۔ چنانچہ حضورعلیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اور (لوگوں نے۔ناقل) کہا کہ فلاں مظلوم مارا گیا اور فلانے عیسائی کے قتل کا ارادہ کیا گیا ہے۔اور قتل کو میری طرف منسوب کیا تا کہ مجھے ان لوگوں میں داخل کریں جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور ظلم اور فساد سے لوگوں کو مار ڈالتے ہیں۔‘‘...... ’’یہ باتیں ان کی زبان پر اس لئے جاری ہوئیں تا کہ خداتعالیٰ کی اس خبر کو پورا کریں جو پہلے مذکور ہو چکی اور اس لئے کہ میری مشابہت آدم سے فساد اور خونریزی کی تہمت میں ثابت

کریں۔ پس خدا نے ان کو اپنی وحی کے ذریعہ جواب دیا اور یہ وحی اس مشرک (لیکھرام۔ ناقل) کے قتل سے پہلے جس کی نسبت ان کا گمان ہے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ اور اس نصرانی (عبداللہ آتھم) کی موت سے پہلے جس کی نسبت ان کا گمان ہے کہ میرے دوستوں نے اس کے قتل کے لئے اس پر حملہ کیا، چھپ کر شائع ہو چکی تھی۔

پس تعریف ہو اس خدا کی جس نے میری طرف سے ان باتوں کے ساتھ مدافعت کی جو آدم کے حق میں کہی گئی تھیں اور خدا سب دفاع کرنے والوں سے بہتر ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 253-251۔ ترجمہ از خطبہ الہامیہ)

2۔ آدم نام رکھ کر اس زمانہ کے لوگوں کی دینی و اخلاقی حالت کو بیان کیا گیا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بے شک میرے پروردگار کے نزدیک میری مثال آدم کی مثال ہے اور مَیں پیدا نہیں کیا گیا مگر اس کے بعد کہ زمین پر چوپائے اور درندے اور چیونٹیاں اور بوڑھے بھیڑیئے کثرت سے پھیل گئے اور ہر ایک قسم کے وحشیوں نے جہاں تک ان سے ہو سکا ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑے کی بنیاد ڈالی ...... لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب

چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سیدالمرسلین کا بروز بنایا......آخری زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ہیں۔ ﷺ۔ اور میری نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے''۔

(روحانی خزائن جلد16۔صفحہ 258-253۔ماخوذ از خطبہ الہامیہ)

؎ شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمدؑ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

(کلام محمود، صفحہ 184 نظم نمبر 123۔بحوالہ الفضل 28/دسمبر 1946ء)

نیز فرمایا:

''کیا اس زمانہ کے آدم کا کفر کرتے ہیں۔حالانکہ زمین کی پیٹھ پر ہر ایک قسم کا دابّہ پیدا ہو گیا ہے۔کیا نہیں دیکھتے بعض لوگ کتوں کی طرح ہو گئے ہیں۔بعض بھیڑیوں کی طرح اور بعض سؤروں کی طرح اور بعض گدھوں کی طرح اور بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مارتے ہیں اور ایسا کوئی جانور نہیں کہ لوگوں میں سے ایک گروہ اس جیسا نہ ہو گیا ہو۔اور افعال میں اس کے مشابہ نہ ہو......آیا اب تک وقت نہیں آیا کہ ان حیوانات کے بعد خدا آدم کو پیدا کرے اور اپنی روح اس میں پھونکے۔''

(روحانی خزائن جلد16،صفحہ 239-237۔ماخوذ از خطبہ الہامیہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک ایسے رؤیا کا ذکر فرماتے ہیں جس میں انسان کو مختلف حیوانوں کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔چنانچہ آپؑ اپنی کتاب ''نزول المسیح''میں اس رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''بالآخر مَیں ایک اَور رؤیا لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور وہ

یہ کہ مَیں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر منہ آدمی کے منہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور مَیں نے دیکھا کہ وہ یوں ہی قدرت کے ہاتھ سے پیدا ہوگیا اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بَن ہیں جن میں بیل گدھے، گھوڑے کتے، سؤر بھیڑیئے اونٹ وغیرہ جانور ہر ایک قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بدعملوں سے ان صورتوں میں ہیں۔

اور پھر مَیں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض قدرت سے زمین میں سے پیدا ہوگیا ہے، وہ میرے پاس آبیٹھا ہے اور قطب کی طرف اس کا منہ ہے خاموش صورت ہے۔ آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد ان بنوں میں سے کسی بَن کی طرف دوڑتا ہے اور بَن میں داخل ہوتا ہے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور قیامت اٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کو چابنے کی آواز آتی ہے۔ تب وہ فراغت کر کے پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بَن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش آتی ہے جو پہلے آئی تھی۔ اور پھر میرے پاس آبیٹھتا ہے۔ آنکھیں اس کی بہت لمبی ہیں اور مَیں اس کو ہر دفعہ جو میرے پاس آتا ہے خوب نظر لگا کر دیکھتا ہوں اور وہ اپنے چہرہ کے اندازہ سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اس میں کیا قصور ہے،

مَیں ماموُرہوں......''

حضورؑ اس کی تعبیر فرماتے ہیں کہ:

''تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون ہے اور یہی وہ دآبّۃ الارض ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔''

(روحانی خزائن جلد18، صفحہ 416-415۔ نزول المسیح)

اور اپنے منظوم کلام میں فرمایا:

وہ خدا جس نے بنایا آدمی اور دیں دیا
وہ نہیں راضی کہ بے دینی ہو ان کا کاروبار
بے خدا بے زہد و تقویٰ بے دیانت بے صفا
بَن ہے یہ دنیائے دوں طاعوں کرے اس میں شکار
صیدِ طاعوں مت بنو پورے بنو تم متّقی
یہ جو ایماں ہے زباں کا کچھ نہیں آتا بکار
بَن کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے رُوبہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد21 صفحہ 138)

نیز فرمایا:

''سو یہ زمانہ جو آخرالزمان ہے، اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو

آدم علیہ السلام کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے اور اس کا نام بھی آدم رکھا جیسا کہ مندرجہ بالا الہامات سے ظاہر ہے اور پہلے آدم کی طرح خدا نے اس آدم کو بھی زمین کے حقیقی انسانوں سے خالی ہونے کے وقت میں اپنے دونوں ہاتھوں جلالی اور جمالی سے پیدا کر کے اس میں اپنی روح پھونکی کیونکہ دنیا میں کوئی روحانی انسان موجود نہ تھا جس سے یہ آدم روحانی تولّد پاتا۔اس لئے خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا''۔

(روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 478-477۔تریاق القلوب)

3۔ تیسری بات جو آدم نام رکھ کر بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا ہے

تیسری بات جو آدم نام رکھ کر بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا ہے اور آپ کو علم وفضل میں برتری دی گئی ہے۔اس نام میں یہ پیشگوئی بھی تھی کہ لوگ آپ کو بے علم اور جاہل کہیں گے۔لیکن آپ خدا تعالیٰ کی تعلیم اور اس کے سکھائے ہوئے علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے رو سے سب پر غالب آئیں گے اور دوسروں کی کم علمی ظاہر ہوگی۔

چنانچہ آپ اپنے مخالفوں کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جس وقت ان سے کہا جائے کہ بہت جلد خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوجاؤ اور اس کے الہاموں کی پیروی کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ان کی

آنکھیں غصہ سے سرخ ہو جاتی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ہوا کہ ہم جاہل کی پیروی کریں۔ حالانکہ ہم اس سے زیادہ عالم ہیں...... کیا ہم ایسے شخص کی بیعت کریں کہ اس کو علم سے کچھ حصہ نہیں اور ہم عالم ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد16، صفحہ 239۔ خطبہ الہامیہ)

لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں قبل از وقت آپ کا نام آدم رکھ کر اس الزام کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ لوگ آپ پر بے علمی کا الزام لگائیں گے وہاں اس نام سے ہی بے علمی کے اعتراض کی تردید بھی فرمادی تھی۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اَور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا، خدا سے براہ راست ہدایت پائے گا جس طرح آدم نے خدا سے ہدایت پائی۔ اور وہ ان علوم اور اسرار کا حامل ہوگا جن کا آدم خدا سے حامل ہوا۔''

(روحانی خزائن جلد15، صفحہ 480-479۔ تریاق القلوب)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف ''ایام الصلح'' میں ان علوم واسرار کے سلسلہ میں تحریر فرمایا کہ:

''براہین احمدیہ سے لے کر آج تک جس قدر متفرق کتابوں میں اسرار اور نکاتِ دینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ ہونے کسی استاد کے جاری کئے ہیں اور جس قدر مَیں نے اپنی عربیت میں باوجود نہ پڑھنے علم

ادب کے بلاغت اور فصاحت کا نمونہ دکھایا ہے اس کی نظیر اگر موجود ہے تو کوئی صاحب پیش کریں۔ مگر انصاف کی پابندی کے لئے بہتر ہوگا کہ اوّل تمام میری کتابیں براہین احمدیہ سے لے کر ''فریادِ درد''یعنی ''کتاب البلاغ'' تک دیکھ لیں اور جو کچھ ان میں معارف اور بلاغت کا نمونہ پیش کیا گیا ہے اس کو ذہن میں رکھ لیں۔ اور پھر دوسرے لوگوں کی کتابوں کو تلاش کریں اور مجھ کو دکھلاویں یہ تمام امور دوسرے لوگوں کی کتابوں میں کہاں اور کس جگہ ہیں۔ اور اگر نہ دکھلا سکیں تو پھر یہ امر ثابت ہے کہ محمدی برکتیں اس زمانہ میں خارق عادت کے طور پر مجھ کو عطا کی گئی ہیں جن کے رو سے مہدی موعود ہونا میرا لازم آتا ہے''۔

(روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 406۔ ایام الصلح)

حضور علیہ السلام کی اس علمی قابلیت کا اقرار آپ کے مخالفین نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ فرقہ اہل حدیث کے مشہور عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضور علیہ السلام کی تصنیف ''براہین احمدیہ'' پر اپنے ریویو میں لکھا کہ:

''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں ...... ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفینِ اسلام خصوصاً آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو''۔

(اشاعۃ السنۃ جلد ہفتم۔ نمبر 6۔ صفحہ 169)

اخبار کرزن گزٹ کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے حضورؑ کی وفات پر لکھا:

''مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی، کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں......بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔''

(کرزن گزٹ دہلی۔یکم جون 1908ء۔بحوالہ تاریخ احمدیہ جلد 2 صفحہ 565 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

4۔ چوتھی بات آدم نام میں یہ بتائی گئی ہے کہ اس کی ذرّیت و نسل تمام دنیا میں پھیل جائے گی۔

چوتھی بات آدم نام میں یہ بتائی گئی ہے کہ اس کی ذریت و نسل تمام دنیا میں پھیل جائے گی اور مخالفوں کے منصوبے اور پیشگوئیاں پوری نہ ہوسکیں گی۔آپؑ فرماتے ہیں:

''خدا نے جو میرا نام آدم رکھا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں عام طور پر بنی آدم کی روحانیت پر موت آ گئی تھی۔پس خدا نے نئی زندگی کے سلسلہ کا مجھے آدم ٹھہرایا اور اس مختصر فقرہ میں یہ پیشگوئی پوشیدہ ہے کہ جیسا کہ آدم کی نسل تمام دنیا میں پھیل گئی، ایسا ہی یہ میری روحانی نسل اور نیز

ظاہری نسل بھی تمام دنیا میں پھیلے گی‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد21، صفحہ 112)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو کثرتِ اولاد کا وعدہ دیا جس کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ نے تحریر فرمایا:

’’میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی‘‘۔

(اشتہار 20 فروری 1886ء۔ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 96۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

’’آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابوالبشر ہے، مراد نہیں بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلۂ ارشاد اور ہدایت کا قائم ہو کر روحانی پیدائش کی بنیاد ڈالی جائے۔ گویا وہ روحانی زندگی کی رو سے حق کے طالبوں کا باپ ہے اور یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں روحانی سلسلہ کے قائم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایسے وقت میں جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 586-585۔ حاشیہ نمبر 3)

اسی سلسلہ میں حضور علیہ السلام نے 1906ء میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ ......۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا۔ اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء

آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا۔ اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا......سواے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔‘‘
(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 410-409۔ تجلّیات الٰہیہ)

5۔ پانچویں بات آدم نام رکھ کر یہ بتائی گئی ہے کہ آپ کے مخالفین اور عیب جوئی کرنے والے حق کو تسلیم کر لیں گے

پانچویں بات آدم نام رکھ کر یہ بتائی گئی ہے کہ آپ کے مخالفین اور عیب جوئی کرنے والے حق کو تسلیم کر لیں گے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام الہام أَرَدْتُ اَنْ أَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ کی تشریح کرتے ہوئے اپنی تصنیف ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’مَیں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں۔ پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ الہام مدت پچیس برس سے براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اس جگہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کی عیب جوئی کی تھی اور اس کو ردّ کر دیا تھا مگر آخر خدا نے اسی آدم کو خلیفہ بنایا اور سب کو اُس کے آگے سر جھکانا پڑا۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میرے مخالف علماء اور ان کے ہم جنسوں نے عیب جوئی میں

کمی نہ کی اور تباہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ مکر کا اٹھا نہیں رکھا۔مگر آخر کار خدا نے مجھے غالب کیا۔اور خدا بس نہیں کرے گا جب تک جھوٹ کو اپنے پیروں کے نیچے نہ کچلے"۔

(روحانی خزائن جلد 22،صفحہ 269۔حقیقۃ الوحی)

آریوں کا بادشاہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔ایسے لفظ خدا کے کلام میں آجاتے ہیں۔مگر معنی روحانی ہوتے ہیں۔سو میں اس تصدیق کے لئے کہ وہی کرشن آریوں کا بادشاہ میں ہوں۔ دہلی کے ایک اشتہار کو جو بالمکند نام ایک پنڈت نے ان دنوں میں شائع کیا ہے مع ترجمہ حاشیہ میں لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آریہ ورت کے محقق پنڈت بھی کرشن اوتار کا زمانہ یہی قرار دیتے ہیں۔اوراس زمانہ میں اس کے آنے کے منتظر ہیں۔گو وہ لوگ ابھی مجھ کو شناخت نہیں کرتے ۔مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ مجھے شناخت کرلیں گے کیونکہ خدا کا ہاتھ انہیں دکھائے گا کہ آنے والا یہی ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 523-522۔تتمہ حقیقۃ الوحی)

ابراھیم

''سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ''

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلداول صفحہ 666 حاشیہ نمبر 4)

''میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے''۔

''اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرمایا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ زَادَمَجْدَکَ یَنْقَطِعُ آبَاؤُکَ وَ یُبْدَأُ مِنْکَ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ وہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کر دے گا اور ابتداء خاندان کا تجھ سے کرے گا۔ اور ابراہیم سے خدا کی محبت ایسی صاف تھی جو اس نے اس کی حفاظت کے لئے بڑے بڑے کام دکھلائے اور غم کے وقت اس نے ابراہیم کو خود تسلی دی''۔

(براہینِ احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 115-114)

''وَاتَّخِذُوْا مِن مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلّٰی۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے

اوراس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا ہے تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کواس کی طرز پر بجالاؤ۔ اور ہرایک امر میں اس کے نمونہ پراپنے تئیں بناؤ............ یہ آیت **وَاتَّخِذُوْا مِن مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلّٰی** اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجائیں گے تب آخرزمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اوران سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد17، صفحہ 68-69)

اِبْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ

''اِنّی مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰہِ اے رسول اللہ کے بیٹے میں تیرے ساتھ ہوں۔سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علٰی دِینٍ وَاحِدٍ''۔

(تذکرہ صفحہ 490 ایڈیشن چہارم)

''آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے ہیں۔اور اب کمالِ نبوت صرف اس شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا۔اور اس طرح پر وہ آنحضرت ﷺ کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا''۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 214۔ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی)

''یہ امر جو ہے کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِینٍ واحِدٍ۔یہ ایک خاص قسم کا امر ہے۔احکام اور امر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک شرعی رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، خون نہ کرو وغیرہ۔اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض ایسے بھی ہوں گے جو اس کی خلاف ورزی کریں گے جیسے یہود کو کہا گیا کہ توریت کو محرّف و مبدّل نہ کرنا۔ یہ بتاتا تھا کہ بعض ان میں سے کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔غرض یہ امر شرعی ہے اور یہ اصطلاح شریعت ہے۔

دوسرا امر کونی ہوتا ہے۔ اور یہ احکام اور امر قضا وقدر کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ جیسے قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْداً وَ سَلَاماً ۔ اور وہ پورے طور پر وقوع میں آ گیا۔ اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے یہ بھی اسی قسم کا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسلمانانِ روئے زمین عَلٰی دِیْنٍ وَاحِدٍ جمع ہوں اور وہ ہو کر رہیں گے۔ ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں کوئی کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رہے۔ اختلاف بھی رہے گا مگر وہ ایسا ہوگا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں''۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 490۔ حاشیہ)

حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف ''اعجاز احمدی'' میں ابن رسول اللہؐ ہونے کی حقیقت اپنے منظوم کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں: ؎

وَ اِنِّیْ وَرِثْتُ الْمَالَ مَالَ مُحَمَّدٍ
وَ مَا اَنَا اِلَّا آلُهُ الْمُتَخَيَّرُ
وَ كَيفَ وَرِثْتُ وَ لَسْتُ مِنْ اَبْنَائِهٖ
فَفَكِّرْ وَ هَلْ فِی حِزْبِكُم مُتَفَكِّرُ
أَ تَزْعُمُ اَنَّ رَسُولَنَا سَيِّدُالْوَرىٰ
عَلٰی زَعْمِ شَانِئِهٖ تُوُفِّیَ اَبْتَرُ
فَلَا وَالَّذِی خَلَقَ السَّمَآءَ لِأَجْلِهٖ
لَهٗ مِثْلُنَا وُلْدٌ اِلٰی یَوْمِ یُحْشَرُ

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 183-182)

۱۔ یقیناً میں نے محمدؐ (رسول اللہ) کا مال ورثہ میں پایا ہے۔ پس میں آپؐ کی برگزیدہ آل ہوں (جسے یہ ورثہ مل گیا ہے)۔

۲۔ اور میں کیونکر آپؐ کا وارث بنا جبکہ میں آپؐ کی اولاد میں سے نہیں ہوں۔ پس (اس بارہ میں) غور کر، کیا تمہارے گروہ میں کوئی بھی غور وفکر کرنے والا نہیں۔

۳۔ کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسولؐ نے، جو تمام مخلوق کے سردار ہیں، بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیسا کہ آپ کا دشمن خیال کرتا ہے۔

۴۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے اس کی خاطر آسمان بنایا۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمارے نبی کے لئے میری طرح کے بیٹے قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

ابن مریم

ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کار زار

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 141۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

چوں مرا نور پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نامِ من بنہادہ اند

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 358۔ آئینہ کمالات اسلام)

ترجمہ: چونکہ مجھے عیسائی قوم کے لئے ایک نُور دیا گیا ہے اس وجہ سے میرا نام ابن مریم رکھا گیا۔

ابن مریم نام رکھنے میں حکمت

1۔ ''چونکہ مقدر تھا کہ آخری زمانہ میں نصاریٰ اور یہود کے خیالاتِ باطلہ زہر ہلاہل کی طرح تمام دنیا میں سرایت کر جائیں گے اور نہ ایک راہ سے بلکہ ہزاروں راہوں سے ان کا بداثر لوگوں پر پہنچے گا۔ اور اس زمانہ کے لئے پہلے سے احادیث میں خبر دی گئی تھی کہ عیسائیت اور یہودیت کی بری خصلتیں یہاں تک غلبہ کریں گی کہ مسلمانوں پر بھی اس کا سخت اثر ہوگا۔ مسلمانوں کا طریقہ، مسلمانوں کا شعار، مسلمانوں کی وضع بکلی یہودو

نصاریٰ سے مشابہ ہو جائیگی اور جو عادتیں یہود اور نصاریٰ کو پہلے ہلاک کر چکی ہیں وہی عادتیں اسباب تاثّر کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں میں آجائیں گی۔

یہ اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب عیسائی سوسائٹی جو یہودیت کی صفتیں بھی اپنے اندر رکھتی ہے عام طور پر مسلمانوں کے خیالات، مسلمانوں کے عادات، مسلمانوں کے لباس، مسلمانوں کے طرز معاشرت پر اپنے جذبات کا اثر ڈالے۔ سو دراصل وہ یہی زمانہ ہے جس سے روحانیت بکلّی دُور ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اس زمانہ کے لئے کوئی ایسا مصلح بھیجے جو یہودیت اور عیسائیت کی زہرناک خصلتوں کو مسلمانوں سے مٹا دے۔ پس اس نے ایک مصلح ابن مریم کے نام پر بھیج دیا تا معلوم ہو کہ جن کی طرف وہ بھیجا گیا ہے وہ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ہو چکے ہیں۔

سو جہاں یہ لکھا ہے کہ تم میں ابن مریم اترے گا وہاں صریح اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت تمہاری ایسی حالت ہوگی جیسی مسیح ابن مریم کے مبعوث ہونے کے وقت یہودیوں کی حالت تھی بلکہ یہ لفظ اسی اشارہ کی غرض سے اختیار کیا گیا ہے۔ تا ہر یک کو خیال آجائے کہ خدائے تعالیٰ نے پہلے ان مسلمانوں کو جن میں ابن مریم کے اترنے کا وعدہ دیا تھا یہودی ٹھہرا لیا ہے‘‘۔

2۔ ’’احادیث نبویہ کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے جو آنحضرت ﷺ

فرماتے ہیں کہ جب تم آخری زمانہ میں یہودیوں کی طرح چال چلن خراب کردو گے تو تمہارے درست کرنے کے لئے عیسیٰ بن مریم آئے گا۔یعنی جب تم اپنی شرارتوں کی وجہ سے یہودی بن جاؤ گے تو میں بھی عیسیٰ ابن مریم کسی کو بنا کرتمہاری طرف بھیجوں گا''۔

''عیسیٰ بن مریم کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب عقل کی بداستعمالی سے دنیا کے لوگ یہودیوں کے رنگ پر ہوجائیں گے اورروحانیت اورحقیقت کو چھوڑ دیں گے اور خدا پرستی اور حبّ الٰہی دلوں سے اٹھ جائے گی تو اس وقت وہ لوگ اپنی روحانی اصلاح کے لئے ایک ایسے مصلح کے محتاج ہوں گے جو روح اور حقیقت اور حقیقی نیکی کی طرف ان کو توجہ دلاوے اور جنگ اورلڑائیوں سے کچھ واسطہ نہ رکھے اور یہ منصب مسیح ابن مریم کے لئے مسلّم ہے۔کیونکہ وہ خاص ایسے کام کے لئے آیا تھا۔اور یہ ضرورنہیں کہ آنے والے کا نام درحقیقت عیسیٰ ابن مریم ہی ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک قطعی طور پراس کا نام عیسیٰ بن مریم ہے۔جیسے یہودیوں کے نام خداتعالیٰ نے بندراورسؤرر کھےاورفرمایا **وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ** ۔ایساہی اس نے اس امت کے مفسدطبع لوگوں کو یہودی ٹھہرا کراس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا اور اپنے الہام میں فرمادیا: **جَعَلْنَاکَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ**۔''

(روحانی خزائن جلد3 صفحہ 409-407۔ماخوذ ازازالہ اوہام حصہ دوم)

3۔ ''میں کہہ چکا ہوں کہ میں اس امت کی اصلاح کے لئے ابن مریم

ہو کر آیا ہوں اور ایسا ہی آیا ہوں کہ جیسے کہ حضرت مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ میں اسی وجہ سے تو ان کا مثیل ہوں کہ مجھے وہی اور اسی طرز کا کام سپرد ہوا ہے جیسا کہ انہیں سپرد ہوا تھا۔ مسیح نے ظہور فرما کر یہودیوں کو بہت سی غلطیوں اور بے بنیاد خیالات سے رہائی دی تھی منجملہ اس کے ایک یہ بھی تھا کہ یہودی ایلیا نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کی ایسی ہی امید باندھے بیٹھے تھے جیسے آج کل مسلمان مسیح ابن مریم رسول اللہ کے دوبارہ آنے کی امید باندھے بیٹھے ہیں۔ سو مسیح نے یہ کہہ کر کہ ایلیا نبی اب آسمان سے اتر نہیں سکتا زکریا کا بیٹا یحییٰ ایلیا ہے، جس نے قبول کرنا ہے کرے، اس پرانی غلطی کو دور کیا اور یہودیوں کی زبان سے اپنے تئیں ملحد اور کتابوں سے پھرا ہوا کہلایا۔ مگر جو سچ تھا وہ ظاہر کر دیا۔ یہی حال اس کے مثیل کا بھی ہوا۔ اور حضرت مسیح کی طرح اس کو بھی ملحد کا خطاب دیا گیا......"۔

4۔ "اس باریک نکتہ کو یاد رکھو کہ مسلمانوں کو یہ کیوں خوشخبری دی گئی کہ تم میں مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ دراصل اس میں بھید یہ ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ مثیل موسیٰ ہیں اور یہ امت محمدیہ مثیل امت بنی اسرائیل ہے اور آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں یہ امت ایسی ہی بگڑ جائے گی جیسے یہودی اپنے آخری وقت میں بگڑ گئے تھے اور حقیقی نیکی اور حقیقی سچائی اور حقیقی ایمانداری ان میں سے اٹھ گئی

تھی اور نکمے اور بے اصل جھگڑے ان میں برپا ہوگئے تھے اور ایمانی محبت ٹھنڈی ہوگئی تھی اور فرمایا کہ تم تمام وہی کام کرو گے جو یہودیوں نے کئے یہاں تک کہ اگر یہودی سوسمار کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو تم بھی اسی سوراخ میں داخل ہوگے۔ یعنی پورے پورے یہودی ہو جاؤ گے اور چونکہ یہودیوں کی اس تباہ حالت میں خدا تعالیٰ نے انہیں فراموش نہیں کیا تھا بلکہ ان کے اخلاق و اعمال درست کرنے کے لئے اور ان غلطیوں کی اصلاح کرنے کی غرض سے مسیح ابن مریم کو انہیں میں سے بھیجا تھا۔ لہٰذا اس امت کو بھی بشارت دی گئی کہ جب تمہاری حالت بھی ان سخت دل یہودیوں کے موافق ہو جائے گی اور تم بھی ظاہر پرست اور بدچلن اور رُو بدنیا ہو جاؤ گے اور تمہارے فقراء اور علماء اور دنیاداروں میں اپنی اپنی طرز پر مکاری اور بدچلنی پھیل جائے گی اور وہ شے جس کا نام توحید اور خداپرستی اور خداترسی اور خداخواہی ہے بہت ہی کم رہ جائے گی تو مثالی طور پر تمہیں بھی ایک ابن مریم تم میں سے دیا جائے گا تا تمہاری اخلاقی اور عملی اور ایمانی حالت کے درست کرنے کے لئے ایسا ہی زور لگاوے جیسا کہ مسیح ابن مریم نے لگایا تھا''۔

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 395-394۔ ازالہ اوہام حصہ دوم)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں: ؎

وَلٰکِنْ قُلُوْبٌ بِالْيَهُوْدِ تَشَابَهَتْ
وَهٰذَا هُوَالنَّبَأُ الَّذِیْ جَاءَ فَاذْكُرُوا

فَصِرْتُ لَهُمْ عِيْسَىٰ إِذَا مَا تَهَوَّدُوا
وَهٰذَا كَفَى مِنِّى لِقَوْمٍ تَفَكَّرُوا

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 333)

یعنی کچھ دل یہود کی طرح ہو گئے۔ پس یاد کرو یہ وہی خبر ہے جو پہلے آ چکی ہے۔ پس جب وہ یہودی بن گئے تو میں ان کے لئے عیسیٰ بن گیا اور میری طرف سے اس قدر بیان ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

چودھویں صدی کے مسلمانوں کا یہی نقشہ دردمند مسلمان علماء و شعراء نے بھی کھینچا ہے۔ چنانچہ مولانا الطاف حسین حالی مرحوم اپنی مسدس میں ایک جگہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کا اس طرح ذکر کرتے ہیں ؎

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یوں ہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

(مسدس حالی صفحہ 57 باراول 1988ء مطبع فیروز سنز لاہور)

اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے بانگ درا میں لکھا ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

(بانگِ درا ''جواب شکوہ'' صفحہ 157 بحوالہ کلیات اقبال ناشر: جواد اکمل بٹ۔ نیاز جہانگیر پرنٹرز، لاہور)

5۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

''چونکہ خدا نے ابتداء نرمی سے کی اور اپنی بردباری کو پورے طور پر دکھلایا۔ اس لئے میرا نام ابن مریم رکھا گیا کیونکہ ابن مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اس کو بہت دکھ دیا گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کی طرف اس کو کھینچا گیا اور اس کا نام کافر اور مکار اور ملعون اور دجال رکھا گیا اور نہ صرف اسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ مگر چونکہ وہ خدا کا برگزیدہ تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اس لئے وہ خبیث قوم اس کے نور کو نابود نہ کر سکی۔

سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ میں ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ دکھ اٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں۔ سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا۔ مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اَور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دئے ہیں۔ اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا............سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کی صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے

جوابن مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد22 صفحہ 521-520۔حقیقۃ الوحی)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں: ؎

میں تو آیا اس جہاں میں ابن مریم کی طرح
میں نہیں مامور از بہر جہاد و کارزار
پر اگر آتا کوئی جیسی انہیں امید تھی
اور کرتا جنگ اور دیتا غنیمت بیشمار
ایسے مہدی کے لئے میداں کھلا تھا قوم میں
پھر تو اس پر جمع ہوتے ایک دم میں صد ہزار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد21۔صفحہ 138)

احمد

’’اس خدا کو تمام تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا اور سرور کائنات کا ظل مجھے ٹھہرادیا اور میرے نام کو آنحضرت ﷺ کے نام سے مشابہ بنادیا۔ اس طرح پر کہ اپنی نعمتوں کو میرے پر پورا کیا تا میں اس کی بہت تعریف کر کے احمد کے نام کا مصداق بنوں اور میرے سبب سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کیا تا وہ میری بہت تعریف کریں اور میں محمدؐ کے نام کا مصداق بنوں‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 165 حجۃ اللہ)

’’خدا تعالیٰ نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمدؐ رکھا اور اسی نام سے بار بار مجھ کو پکارا۔ اور یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں ظلّی طور پر نبی ہوں۔ پس میں امّتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں۔ اس کی طرف وہ وحی الٰہی بھی اشارہ کرتی ہے جو حصص سابقہ براہین احمدیہ میں ہے۔ **كُلُّ بَرَكَةٍ مِن مُّحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ**۔ یعنی ہر ایک برکت آنحضرت ﷺ کی طرف سے ہے۔ پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے تعلیم کی یعنی آنحضرت ﷺ اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا وہ ہے جس نے تعلیم پائی یعنی یہ عاجز۔ پس اتباعِ کامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا اور پورا عکس نبوت

حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہو گیا ...... پس اس طرح پر مجھے دو نام حاصل ہوتے ہیں'' (یعنی امّتی اور نبی ۔ ناقل)۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 360 ۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمدؑ کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

(کلام محمود صفحہ 184، الفضل 28 دسمبر 1948ء)

اسم اَحمد خدا کی معرفت تامّہ اور فیوض تامّہ کا مظہر ہے

''جس کو آسمان سے احمد کا نام عطا کیا جاتا ہے اول اس پر بمقتضائے اسم رحمانیت تواتر سے نزول آلاء اور نعماء ظاہری اور باطنی کا ہوتا ہے۔ اور پھر بوجہ اس کے جو احسان موجب محبت محسن ہے اس شخص کے دل میں اُس محسن حقیقی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ محبت نشو ونما پاتے پاتے ذاتی محبت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے اور پھر ذاتی محبت سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر قرب سے انکشاف تمام صفات جلالیہ جمالیہ حضرت باری عزّ اسمہٗ ہو جاتا ہے۔ پس جس طرح اللہ کا نام جامع صفات کاملہ ہے، اسی طرح احمد کا نام جامع تمام معارف بن جاتا ہے۔ اور جس طرح اللہ کا نام خدا تعالیٰ کے لئے اسم اعظم ہے اسی طرح احمد کا نام نوع انسان میں سے اس انسان کا اسم اعظم ہے جس کو آسمان پر یہ نام عطا ہوا اور اس سے بڑھ کر

انسان کے لئے اور کوئی نام نہیں کیونکہ یہ خدا کی معرفت تامہ اور خدا کے فیوض تامہ کا مظہر ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے زمین پر ایک تجلی عظمیٰ ہوتی ہے اور وہ اپنے صفات کاملہ کے کنز مخفی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو زمین پر ایک انسان کا ظہور ہوتا ہے جس کو احمد کے نام سے آسمان پر پکارتے ہیں۔

غرض چونکہ احمد کا نام خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے اس لئے احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فتحیابی ہوتی ہے اور ایسا ہی آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قویٰ کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو۔ اور پھر اس کے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو جو خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا ظل ہے یعنی احمد''۔

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 276-274)

''احمد کے معنی بہت تعریف کرنے والا کے ہیں ...... احمدؐ وہ ہے جو دنیا میں سے شیطان کا حصہ نکال کر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو قائم کرنے والا ہو''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 511، جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

''جہاں براہین احمدیہ میں اسرار اور معارف کے انعام کا اس عاجز کی نسبت ذکر فرمایا گیا ہے وہاں احمدؐ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا **یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی شَفَتَیْکَ**''۔

(روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 398۔ ایام الصلح)

آنحضرت ﷺ کے دو دَور اور احمدیوں کو نصائح

''اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔ یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں۔ اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ ہمارے آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ بھی تھے۔ مثیل عیسیٰ بھی۔ موسیٰ جلالی رنگ میں آیا تھا...... مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا۔ اور فروتنی اس پر غالب تھی۔ سو ہمارے نبی ﷺ نے اپنی مکی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کردئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے۔ سو آپ نے محمدی یعنی جلالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا۔ پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمدؐ کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔

سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضاء کے بنایا۔ سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہیئے کہ تم میں خدا کی

مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکہ تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔ تم اسم احمدؐ کے مظہر ہو۔ سو چاہیئے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو"۔

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 446۔اربعین نمبر 4)

"احمد تو اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا ہو۔ اور جو شخص کسی کی بہت تعریف کرتا ہے وہ اپنے لئے وہی خُلق پسند کرتا ہے جو اس میں ہیں اور چاہتا ہے وہ خُلق اس میں ہوں۔ پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھہر سکتے ہو جبکہ اس خُلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ حقیقت میں احمدی بن جاؤ"۔

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 447۔اربعین نمبر 4)

احمدی فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے

"اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ دوسرا احمد ﷺ۔ اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم احمدؐ جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔''

''سو اے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو...... خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اسی مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلّی ان کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا ان کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر۔''

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 528-527۔ تریاق القلوب)

احمد زمان

''احمدِ زمان۔اس زمانہ کا احمدؑ''

(تذکرہ صفحہ 656 ایڈیشن چہارم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہامی نام ''احمد زمان'' بھی ہے۔

احمد آخر زمان

''احمدِ آخر زماں نام من است

آخریں جامے ہمیں جامِ من است''

''احمد آخر زماں'' میرا نام ہے اور میرا جام ہی (دنیا کے لئے) آخری جام ہے۔

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 101۔ سراج منیر)

احمدؐ مختار

''آدم نیز احمد مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار''

میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار بھی۔ میرے جسم پر تمام ابرار کے خلعت ہیں۔

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد18 صفحہ 477)

احمد مقبولؑ

''آمِناً مِنَ اللّٰہِ الرَّحِیْم۔احمد مقبول''

(تذکرہ صفحہ 389 ایڈیشن چہارم)

خدائے رحیم کی طرف سے امن پانے والا۔

اَسَدُ اللہ

اَسَدُاللّٰہ

(تذکرہ صفحہ 82 ایڈیشن چہارم)

؎ جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار ونزار

اسحاق

’’مَیں اسحاق ہوں‘‘۔

(روحانی خزائن جلد22 صفحہ 76۔حاشیہ،حقیقۃ الوحی)

اسرائیل

کَفَفْتُ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيلَ۔ اِنّ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوا خَاطِئِيْنَ۔ اِنّی مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْکَ بَغْتَةً۔

''میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں، بچاؤں گا۔ اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اس طرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کروں گا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ مَیں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھانے کے لئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ یعنی اس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ہنسی اور ٹھٹھے میں مشغول ہوں گے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہوں گے۔ تب میں اس نشان کو ظاہر کردوں گا کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی۔ تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اس کو راضی کرلیں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور توّاب ہے۔ جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 452)

”کَفَفْتُ عَنْ بَنِیْ اِسْرَائیلَ (میں نے بنی اسرائیل سے دشمن کا حملہ روک دیا)۔ بنی اسرائیل سے مراد وہ قوم ہے جس پر اس قسم کے واقعات تکلیف وارد ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے زمانہ میں ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے۔ وہ لوگ جوان پر بے جا ظالمانہ حملہ کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ نے فرعون سے مشابہت دی ہے اور پیشگوئی کا حاصل مطلب یہ ہے کہ ایسے بے جا حملہ کرنے والے روک دیئے جائیں گے اور ایسے نشان ظاہر ہوں گے کہ ان کی باتوں کا لوگوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا“۔

(تذکرہ طبع چہارم۔ صفحہ 449-448)

اسماعیل

میں اسماعیل ہوں۔

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 76۔ حاشیہ حقیقۃ الوحی)

اَلسُّهَيْلُ الْبَدْرِي

سہیل وہ ستارہ ہے جس کو ولدالزنا کُش بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو تکوّنی کیڑے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ ابوالفضل نے اس ستارہ کی نسبت لکھا ہے:

وَلَدُ الزِّنَا کُشْ آمد چو ستارۂ یمانی

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 272)

چنانچہ عرب کا مشہور شاعر متنبّی بھی سہیل کا یہی کام بتاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو سہیل قرار دے کر اپنے مخالفوں کی ہلاکت کا اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے:

وَ تُنْكِرُ مَوْتَهُمْ وَ اَنَا سُهَيْلٌ
طَلَعْتُ بِمَوْتِ اَوْلَادِ الزِّنَاءِ

(شرح دیوان المتنبّی الجزاء الاوّل ”قافیۃ الھمزۃ“ صفحہ 140۔ دارالکتاب العربی بیروت 1980ء)

اَشْجَعُ النَّاس

"اَشْجَعُ النَّاس"

وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے۔

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلداوّل صفحہ 267۔حاشیہ نمبر ا)

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 39)

اَعْلیٰ

"لَاتَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلیٰ

مت خوف کر تجھی کو غلبہ ہے۔ یعنی حجّت اور برہان اور قبولیت اور برکت کی رُو سے تُو ہی غالب ہے۔"

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 668-667۔حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

"مجھے اس نے اپنے فضل وکرم سے اپنے خاص مکالمہ سے شرف بخشا ہے۔ اور مجھے اطلاع دیدی ہے کہ میں جو سچا اور کامل خدا ہوں۔ میں ہر ایک مقابلہ میں جو روحانی برکات اور سماوی تائیدات میں کیا جائے تیرے ساتھ ہوں اور تجھ کو غلبہ ہوگا۔"

(روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 138-137،جنگِ مقدس)

"مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں۔ ان کے ملہموں کو چاہئے کہ میرے مقابل پر آویں۔ پھر اگر تائید الٰہی میں اور فیض سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہوجائیں تو جس کارد سے چاہیں مجھ کو ذبح کردیں۔ مجھے منظور ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 348)

یہ اُسی طرح کا خطاب ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ وَلَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (الاعراف:140)

’’غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے اور ان کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 304۔ رسالہ الوصیت)

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نُور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 409-410۔ تجلّیات الٰہیہ)

آلَآءُ

’’میں جب اشتہار (ریویو برمباحثہ بٹالوی وچکڑالوی۔ناقل) کوختم کر چکا، شاید دوتین سطریں باقی تھیں تو خواب نے میرے پر زور کیا یہاں تک میں بجبوری کاغذ کو ہاتھ سے چھوڑ کر سو گیا۔ تو خواب میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نظر کے سامنے آ گئے۔ مَیں نے ان دونوں کو مخاطب کر کے یہ کہا: **خُسِفَ الْقَمَرُ وَالشَّمْسُ فِیْ رَمَضَانَ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ** یعنی چاند اور سورج کو تو رمضان میں گرہن لگ چکا۔ پس تم اے دونوں صاحبو! کیوں خدا کی نعمت کی تکذیب کر رہے ہو۔ پھر مَیں خواب میں اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کو کہتا ہوں کہ اٰلَآء سے مراد اس جگہ مَیں ہوں۔‘‘

(ریویو برمباحثہ چکڑالوی و بٹالوی۔ روحانی خزائن نمبر 19، صفحہ 209۔ حاشیہ)

امام رفیع القدر

''اِنِّیْ مَعَکَ یَا اِمَامُ رَفِیْعَ الْقَدْرِ''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 430)

اے رفیع القدر امام! مَیں تیرے ساتھ ہوں۔

امام الزمان

''اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاس اِمَامًا''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 65)

یعنی مَیں تجھے لوگوں کے لئے خلیفہ بنانے والا ہوں۔

ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے:

''مَنْ مَاتَ بِغَيْرِ إِمَامٍ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً''

(مسند احمد بن حنبل جلد 5۔ مسند معاویہ بن ابی سفیان حدیث 17000 عالم الکتب بیروت لبنان طبع اوّل 1998ء 4/96)

''حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کا طالب بنانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامع شقاوت ہے جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر نہیں۔ سو بموجب اس نبویؐ وصیّت کے ضروری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔''

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 472۔ ضرورت الامام)

''مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ امامت حقّہ کی ضرورت کو نہیں سمجھتے اور ایک سچّی خواب آنے سے یا چند الہامی فقروں سے خیال کر لیتے ہیں کہ ہمیں امام الزمان کی حاجت نہیں۔ کیا ہم کچھ کم ہیں؟ اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ایسا خیال سراسر معصیت ہے کیونکہ جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لئے قائم کی ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اُس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت پر مرے گا۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے کسی ملہم یا خواب بین کا استثنا نہیں کیا۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملہم ہو یا خواب بین ہو اگر وہ امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے تو اس کا خاتمہ خطرناک ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اس حدیث کے مخاطب تمام مومن و مسلمان ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 474۔ ضرورت الامام)

س: امام الزمان کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی کیا علامات ہیں؟

ج: "اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام الزمان اس شخص کا نام ہے جس شخص کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولّی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہاں کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے۔ وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوّت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے۔ اس لئے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔ وہ روحانی طور پر محمدیؐ فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ

پر دین کی دوبارہ فتح کرے اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں۔ اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور وہ تمام علوم جو اعتراضات کے اٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ضروری ہیں اس کو عطا کئے جاتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 477-476۔ ضرورت الامام)

امام الزمان کے لئے چھ ضروری قوّتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اور میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع انسان کے فائدے اور فیض رسانی کے لئے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضروری ہے"۔

اوّل: قوّت اخلاق

"چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوّت کا ہونا ضروری ہے۔ تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔"

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 478۔ ضرورت الامام)

چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں ؎

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225)

دوم:

''دوم قوت امامت ہے جس کی وجہ سے اس کا نام امام رکھا گیا ہے یعنی نیک باتوں اور نیک اعمال اور تمام الٰہی معارف اور محبت الٰہی میں آگے بڑھنے کا شوق..........۔غرض یہ دقیقہ معرفت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ امامت ایک قوّت ہے کہ اس شخص کے جوہرِ فطرت میں رکھی جاتی ہے جو اس کام کے لئے ارادۂ الٰہی میں ہوتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 479-478۔ضرورت الامام)

سوم:

''تیسری قوت بَسْطَةٌ فِی الْعِلْمِ ہے جو امامت کے لئے ضروری اور اس کا خاصّہ لازمی ہے۔ چونکہ امامت کا مفہوم تمام حقائق اور معارف اور لوازم محبت اور صدق اور وفا میں آگے بڑھنے کو چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ اپنے تمام دوسرے قویٰ کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے۔اور رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا کی دعا میں ہردم مشغول رہتا ہے..........اس لئے خدا تعالیٰ کے

فضل سے علوم الٰہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے اور اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجّت میں اس کے برابر ہو۔ اُس کی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے۔ اور اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق اس کی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اس کی مدد کرتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد13، صفحہ 479۔ضرورت الامام)

چہارم:

''چوتھی قوّت عزم ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ تھکنا اور نہ نا امید ہونا اور نہ ارادہ میں سست ہو جانا۔ بسا اوقات نبیوں اور مرسلوں اور محدّثوں کو جو امام الزمان ہوتے ہیں۔ ایسے ابتلا پیش آجاتے ہیں کہ وہ بظاہر ایسے مصائب میں پھنس جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا ہے .... بسا اوقات ان کی بعض پیشگوئیاں ابتلا کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر اُن کا صدق نہیں کھلتا اور بسا اوقات ان کے مقصود کے حصول میں بہت کچھ توقف پڑ جاتی ہے اور بسا اوقات وہ دنیا میں متروک اور مخذول اور ملعون اور مردود کی طرح ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص جو ان کو گالی دیتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ گویا مَیں بڑا ثواب کا

کام کر رہا ہوں۔ اور ہر ایک ان سے نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ سلام کا بھی جواب دے۔ لیکن ایسے وقتوں میں ان کا عزم آزمایا جاتا ہے۔ وہ ہرگز ان آزمائشوں سے بے دل نہیں ہوتے اور نہ اپنے کام میں سست ہوتے ہیں یہاں تک کہ نصرت الٰہی کا وقت آجاتا ہے''۔

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 481۔ضرورت الامام)

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار

(درِّثمین)

پنجم:

''پانچویں قوت اقبال علی اللہ ہے۔ جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور اقبال علی اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت اور نیز اس وقت کہ جب سخت دشمن سے مقابلہ آپڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو اور یا کسی فتح کی ضرورت ہو اور یا کسی کی ہمدردی واجبات سے ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور پھر ایسے جھکتے ہیں کہ ان کے صدق اور اخلاص اور محبت اور وفا اور عزم لاینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملاء اعلیٰ میں ایک شور پڑ جاتا ہے۔ اور اُن کی محویت کے تضرّعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہو کر ملائک میں اضطراب ڈالتا

ہے۔ پھر جس طرح شدّت کی گرمی کی انتہا کے بعد برسات کی ابتداء میں آسمان پر بادل نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح ان کے اقبال علی اللہ کی حرارت یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں‘‘۔

’’امام الزمان کا اقبال علی اللہ یعنی اس کی توجہ الی اللہ تمام اولیاء اللہ کی نسبت زیادہ تر تیز اور سریع الاثر ہوتی ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کا امام الزمان تھا اور بلعم اپنے وقت کا ولی تھا جس کو خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ نصیب تھا اور نیز مستجاب الدعوات تھا۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام سے بلعم کا مقابلہ آپڑا تو وہ مقابلہ اس طرح بلعم کو ہلاک کر گیا کہ جس طرح ایک تیز تلوار ایک دم میں سر کو بدن سے جدا کر دیتی ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 482-481۔ ضرورت الامام)

ششم:

’’چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے۔ اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقدے اور معضلات حل

ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں ان کے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے بلکہ نصرتِ دین اور تقویت ایمان کے لئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے''۔

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 483۔ ضرورت الامام)

س: امام الزمان کا کیا کام ہوتا ہے؟

ج: ''جس طرح مرغی انڈوں کو اپنے پَروں کے نیچے لے کر ان کو بچے بناتی ہے۔ اور پھر بچوں کو پَروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر ان کے اندر پہنچا دیتی ہے۔ اسی طرح یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ سے رنگین کرتا رہتا ہے اور یقین اور معرفت میں بڑھاتا جاتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 480-479۔ ضرورت الامام)

''امام الزمان حامئی بیضہ اسلام کہلاتا ہے اور اس باغ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے اور اس پر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دُور کرے اور ہر ایک معترض کا منہ بند کر دے۔ اور صرف یہ نہیں بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ نہ صرف اعتراض دُور کرے بلکہ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دنیا پر ظاہر کر دے۔ ایسا شخص نہایت قابل تعظیم اور کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کے وجود سے اسلام کی زندگی ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہ اسلام کا فخر اور تمام بندوں پر خدا تعالیٰ کی

حجّت ہوتا ہے۔ اور کسی کے لئے جائز نہیں ہوتا کہ اس سے جدائی اختیار کرے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور اذن سے اسلام کی عزت کا مربی اور تمام مسلمانوں کا ہمدرد اور کمالاتِ دینیہ پر دائرہ کی طرح محیط ہوتا ہے۔ اور ہر ایک اسلام اور کفر کی کشتی گاہ میں وہی کام آتا ہے۔ اور اسی کے انفاس طیبہ کفر کُش ہوتے ہیں۔ وہ بطور کُل کے اور باقی سب اُس کے جز ہوتے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد13، صفحہ 480-481۔ضرورت الامام)

امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا چیلنج

''میں نقارہ کی آواز سے کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ سب بطور نشانِ امامت ہے۔ جو شخص اِس نشانِ امامت کو دکھلائے اور ثابت کرے کہ وہ فضائل میں مجھ سے بڑھ کر ہے، مَیں اس کو دستِ بیعت دینے کو تیار ہوں۔ مگر خدا کے وعدوں میں تبدیل نہیں .... خدا نے مجھے علومِ قرآن عطا کئے ہیں۔ اور میرا نام اوّل المومنین رکھا ہے۔ اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے............ پس بخدا میں کُشتی کے میدان میں کھڑا ہوں۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا عنقریب وہ مرنے کے بعد شرمندہ ہوگا۔''

(روحانی خزائن جلد13، صفحہ 501-502۔ضرورت الامام)

''میں امام الزمان ہوں۔ اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے

ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا۔“

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 497۔ ضرورت الامام)

سیدنا حضرت سید ولد آدم محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے نائب کا نام ”امام“ رکھ کر ان تمام خوبیوں، فضائل اور کمالات کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی کسی قدر تفصیل ”امام“ کے عنوان کے ماتحت بیان کی گئی ہے۔ (تفصیل اصل کتاب میں مطالعہ فرمائیں)۔

امام مبارک

اَنْتَ اِمَامٌ مُبَارَکٌ۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ کَفَرَ

تُو امام مبارک ہے۔اللہ کی لعنت اُس پر جس نے انکار کیا۔

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 635)

اَلْإِمَامُ الْمُنْتَظَر

اَلْإِمَامُ الْمُنْتَظَر

(روحانی خزائن جلد16،صفحہ 323۔خطبہ الہامیہ)

امّتی نبی

امّتی نبی نام رکھنا آنحضرت ﷺ کا فخر ہے

’’عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں جو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیشگوئی کرے۔ پس جبکہ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت ﷺ کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہو اور وہ بذریعہ وحیٔ الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے۔ تو پھر ایسے نبی اس امّت میں کیوں نہیں ہوں گے اس پر کیا دلیل ہے؟ ہمارا مذہب نہیں ہے کہ ایسی نبوّت پر مہر لگ گئی ہے۔ صرف اس نبوّت کا دروازہ بند ہے جو احکامِ شریعتِ جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت ﷺ کی اتّباع سے الگ ہو کر دعویٰ کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالیٰ اس کی وحی میں امّتی بھی قرار دیتا ہے۔ پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے۔ یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ نبوت بباعث امّتی ہونے کے دراصل آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظلّ ہے۔ کوئی مستقل نبوّت نہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 352-351۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

’’آنحضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں

ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا بند ہے۔ اگر یہ معنے ہوتے تو یہ امّت ایک لعنتی امّت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا تعالیٰ سے دُور ومہجور ہوتی بلکہ یہ معنے ہیں کہ براہ راست خدا تعالیٰ سے فیضِ وحی پانا بند ہے اور یہ نعمت بغیر اتباع آنخضرت ﷺ کے کسی کو ملنا محال اور ممتنع ہے۔ اور یہ خود آنخضرت ﷺ کا فخر ہے کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جائے۔

ایسا نبی کیا عزت اور کیا مرتبت اور کیا تاثیر اور کیا قوت قدسیہ اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کی پیروی کے دعویٰ کرنے والے صرف اندھے اور نابینا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے مکالمات ومخاطبات سے ان کی آنکھیں نہ کھولے۔ یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنخضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے۔ اور آئندہ قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصّوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا............ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اَور کوئی نہ ہوگا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا رکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا ہے اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔

مگر مَیں ساتھ ہی خدائے کریم و رحیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچّی اور کامل اتباع ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کے مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے۔اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ **عُلَمَآءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَآءِ بَنِی اِسْرَائِیْل** یعنی میری امّت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف امّتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد21،صفحہ 354-353۔براہین احمدیہ حصہ پنجم)

امّتی نبی نام رکھنے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے

’’یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے صفات کبھی معطّل نہیں ہوتے۔پس جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہے گا ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہے گا۔اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کونسی دلیل ہوسکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سننے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہوگا۔اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جن سے خدا تعالیٰ مکالمات و مخاطبات کرتا رہے گا۔اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ نبی کے نام پر اکثر لوگ کیوں چڑ جاتے ہیں۔جس حالت میں یہ ثابت ہوگیا ہے کہ آنے والا مسیح اسی امّت میں سے ہوگا۔پھر اگر

خدا تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھ دیا تو حرج کیا ہوا۔ ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اسی کا نام امّتی بھی تو رکھا گیا ہے اور امّتیوں کی تمام صفات اس میں رکھی گئی ہیں۔ پس یہ مرکّب نام ایک الگ نام ہے۔ اور کبھی حضرت عیسیٰ اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے۔ اور مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امّتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔ اور ان دونوں ناموں کے سننے سے میرے دل میں نہایت لذّت پیدا ہوتی ہے۔ اور مَیں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی۔"

"اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی ﷺ اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امّت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ امّتی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 355۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کی اتّباع اور آپ کے ذریعہ ملا ہے

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر

ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کی فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلاسکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امّتی ۔ اور میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظلّ ہے نہ کہ اصل نبوت ۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے ایسا ہی میرا نام امّتی بھی رکھا ہے۔تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 154 حاشیہ۔حقیقۃ الوحی)

امّتی سے کیا مراد ہے؟

’’آنے والے کے متعلق تو یہ لکھا ہے کہ وہ امّتی ہوگا۔ امّتی تو وہ ہے جو صرف آنحضرت ﷺ کی سچّی پیروی کے ذریعہ سے نُور حاصل کرتا ہے لیکن وہ جو پہلے ہی نور اور بصیرت پا کر نبوت کے درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ وہ اب امّتی کس طرح بنے گا؟ کیا پہلے تمام کمالات حاصل کردہ سے وہ بے نصیب کردیا جاوے گا؟ ہاں ہم امّتی ہیں جن کو سب کچھ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ اور تمام معرفت وہیں سے حاصل ہوئی ہے۔‘‘

(ملفوظات طبع جدید جلد چہارم،صفحہ 512)

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام
اُس سے یہ نُور لیا بار خدایا ہم نے

''نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے۔ کیونکہ شریعت آنحضرت ﷺ پر ختم ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو اُمّتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے پایا نہ براہ راست۔''

(روحانی خزائن جلد20، صفحہ 401 حاشیہ۔ تجلّیات الٰہیہ)

''اگر ایک اُمّتی کو جو محض پیروی آنحضرت ﷺ سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے، نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مُہر نبوّت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ اُمّتی ہے اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں اور اس کا اپنا کمال نبی متبوع کا کمال ہے۔ اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور اُمّتی بھی۔ مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو اُمّتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے۔''

(روحانی خزائن جلد20، صفحہ 383 حاشیہ۔ چشمہ مسیحی)

’’کیونکہ امّتی وہ ہوتا ہے جو محض نبی متبوع کی پیروی سے کمال پاوے۔مگر عیسیٰ تو پہلے کمال پا چکا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد20 صفحہ 382 حاشیہ، چشمہ مسیحی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امّتی نہیں ہو سکتے

’’امّتی اس شخص کو کہتے ہیں جو بغیر آنحضرت ﷺ کے کسی طرح اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ پس کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ گمان ہوسکتا ہے کہ وہ اس وقت تک ناقص ہی رہیں گے جب تک دوبارہ دنیا میں آ کر آنحضرت ﷺ کی امّت میں داخل نہیں ہوں گے اور آپ کی پیروی نہیں کریں گے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد21 ،صفحہ 352 حاشیہ۔ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم)

’’امّت کے معنے کسی پر صادق نہیں آسکتے جب تک ہر ایک کمال اس کا نبی متبوع کے ذریعہ سے اس کو حاصل نہ ہو۔ پھر جو شخص اتنا بڑا کمال نبی کہلانے کا خود بخود رکھتا ہے وہ امّتی کیونکر ہوا بلکہ وہ تو مستقل طور پر نبی ہوگا جس کے لئے بعد آنحضرت ﷺ قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔اور اگر کہو کہ پہلی نبوت اس کی جو براہِ راست تھی، دُور کی جائے گی اور اب از سرنو باتباع نبوی نئی نبوت اس کو ملے گی جیسا کہ منشاء آیت کا ہے تو اس صورت میں یہی امّت جو خیر الامم کہلاتی ہے حق رکھتی ہے کہ ان میں سے کوئی فرد بیمنِ اتباع نبوی اس مرتبہ ممکنہ کو پہنچ جائے۔اور حضرت عیسیٰ کو آسمان سے

اتارنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اگر امّتی کو بذریعہ انوارِ محمدی کمالات نبوت مل سکتے ہیں تو اس صورت میں کسی کو آسمان سے اتارنا اصل حقدار کا حق ضائع کرنا ہے۔ اور کون مانع ہے جو کسی امّتی کو فیض پہنچایا جائے تا نمونہ فیض محمدی کسی پر مشتبہ نہ رہے کیونکہ نبی کو نبی بنانا کیا معنی رکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص سونا بنانے کا دعویٰ رکھتا ہے اور سونے پر ہی ایک بُوٹی ڈال کر کہتا ہے کہ لو سونا ہو گیا تو اس سے کیا یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ کیمیا گر ہے؟ سو آنحضرت ﷺ کے فیوض کا کمال تو اس میں تھا کہ امّتی کو وہ درجہ ورزشِ اتباع سے پیدا ہو جائے۔ ورنہ ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے امّتی قرار دینا اور پھر یہ تصوّر کر لینا کہ جو اس کو مرتبہ نبوت حاصل ہے وہ بوجہ امّتی ہونے کے ہے، نعوذ باللہ یہ کس قدر دروغ بےفروغ ہے۔ بلکہ یہ دونوں حقیقتیں متناقض ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت ﷺ کے ان کو حاصل ہے۔ ...... ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ امّتی ہونے کے بجز اس کے اَور کوئی معنی نہیں کہ تمام کمال اپنا اتباع کے ذریعہ سے رکھتا ہو۔ جیسا کہ قرآن شریف میں جا بجا اس کی تصریح موجود ہے۔ اور جبکہ ایک امّتی کے لئے یہ دروازہ کھلا ہے کہ اپنے نبی متبوع سے یہ فیض حاصل کرے تو پھر ایک بناوٹ کی راہ اختیار کرنا اور اجتماع نقیضین جائز رکھنا کس قدر حمق ہے۔ اور وہ شخص کیونکر امّتی کہلا سکتا ہے جس کو کوئی کمال بذریعہ اتباع حاصل نہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 216-215۔ ریویو مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی)

امّتی اور نبی دو مختلف دو حیثیتوں سے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امّتی نبی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بارہا اپنے متعلق یہ ذکر فرمایا ہے کہ میں امّتی نبی ہوں۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقطۂ نگاہ سے میں امّتی ہوں۔ مگر تم لوگوں کے نقطۂ نگاہ سے میں نبی ہوں۔ جہاں میرے اور تمہارے تعلق کا سوال آئے گا وہاں تمہیں میری حیثیت وہی تسلیم کرنی پڑے گی جو ایک نبی کی ہوتی ہے۔ جس طرح نبی پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اسی طرح مجھ پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ جس طرح نبی کے احکام کی اتباع فرض ہوتی ہے۔ اسی طرح میرے احکام کی اتباع تم پر فرض ہوگی۔ مگر جب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوں گا تو اس وقت میری حیثیت ایک امّتی کی ہوگی۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان میرے لئے واجب التعمیل ہوگا۔ اور آپ کی رضا اور خوشنودی کا حصول میرے لئے ضروری ہوگا۔ گویا جس طرح ایک ہی وقت میں دادا اور باپ اور پوتا اکٹھے ہوں تو جو حالت ان کی ہوتی ہے وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ ایک باپ جب اپنے باپ کی طرف منہ کرتا ہے تو وہ باپ کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ بیٹے کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن وہی باپ جب اپنے بیٹے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی حیثیت باپ کی ہو جاتی ہے

اور بیٹے کا فرض ہوتا ہے کہ اس کا ہر حکم مانے۔ بیٹا یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب تم اپنے باپ کی طرف منہ کر کے کھڑے تھے تو اس وقت تمہاری حیثیت جب بیٹے کی تھی نہ کہ باپ کی تو اب تمہاری حیثیت باپ کی کس طرح ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اب اس کا منہ اپنے باپ کی طرف نہیں بلکہ اپنے بیٹے کی طرف ہوگا۔ یہی حیثیت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی عطا فرمائی ہے۔ وہ امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ وہ نبی ہیں ہم لوگوں کی نسبت سے اور وہ امتی ہیں محمد ﷺ کی نسبت سے۔ عیسٰیؑ نبی تھے موسیٰؑ کی طرف منہ کر کے بھی، صرف اپنی امت کی طرف منہ کر کے ہی نبی نہیں تھے۔ اسی طرح داؤدؑ نبی تھے موسیٰؑ کی طرف منہ کر کے بھی۔ صرف اپنی امت کی طرف منہ کر کے نبی نہیں تھے۔ اسی طرح سلیمانؑ، زکریاؑ اور یحیٰؑ نبی تھے موسیٰؑ کی طرف منہ کر کے بھی۔ یہی نہیں کہ صرف اپنی امّت کی طرف منہ کر کے نبی ہوں اور موسیٰؑ کی طرف منہ کر کے امّتی۔ مگر رسول کریم ﷺ کے ذریعہ یہ عجیب نبوت جاری ہوئی کہ ایک ہی نبی جب ہماری طرف مخاطب ہوتا ہے تو وہ نبی ہوتا ہے اور جب محمد ﷺ سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ امّتی بن جاتا ہے۔ اور وہ کسی ایسے کام کا دعویدار نہیں ہوسکتا جو محمد ﷺ نے نہیں کیا بلکہ اس کا فرض ہوتا ہے کہ اسی کام کو چلائے جس کام کو محمد ﷺ نے چلایا کیونکہ وہ فرماتا ہے **وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ**۔ اللہ تعالیٰ اسے آخرین میں بھی مبعوث کرے گا جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ گویا محمد ﷺ کی دوبارہ بعثت ہوگی۔ اور یہ ظاہر

ہے کہ محمد ﷺ کے دو کام نہیں ہو سکتے۔ وہی کام جو آپ نے پہلے زمانہ میں کئے وہی آخری زمانہ میں کریں گے“۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 201-200، جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ۔
خطبہ جمعہ فرمودہ 26؍جولائی 1940ء، الفضل یکم اگست 1940ء)

امّتی نبی اور جماعت احمدیہ کا فرض

”پس ہماری جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتی ہے۔ اس کے افراد کو یہ امر اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ یا تو وہ یہ دعویٰ کریں کہ حضرت مرزا صاحب کو وہ کوئی ایسا نبی سمجھتے ہیں جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی اتباع اور آپ کی غلامی سے آزاد ہو کر مقام نبوت حاصل کیا ہے۔ اس صورت میں وہ بیشک کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ہمارا نبی آزاد ہے اس لئے ہم نئے قانون بنائیں گے اور جو کام ہماری مرضی کے مطابق ہوگا وہی کریں گے، اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کریں گے۔ پس اگر ہمارا یہ عقیدہ ہو کہ ہمارا نبی مستقل ہے۔ اور وہ رسول کریم ﷺ کی غلامی اور آپ کے احکام کی اتباع سے آزاد ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں رسول کریم ﷺ یا صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت نہیں۔ جو باتیں ہمیں اچھی لگیں گی اور جو ہماری مرضی کے مطابق ہوں گی، صرف ان میں حصّہ لیں گے باقی کسی میں حصّہ نہیں لیں گے۔ لیکن اگر ہمارا یہ دعویٰ ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۂ جمعہ کے مطابق امتی

نبی ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہو کہ رسول کریم ﷺ ہی وہ ’’رسولاً‘‘ ہیں جن کی نبوت ورسالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت شامل ہے۔تو پھر ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ محمد ﷺ نے جو کام کئے، وہی کام مسیح موعودؑ کے بھی سپرد ہیں اور جو کام صحابہؓ نے کئے وہی کام جماعت احمدیہ کے ذمّہ ہیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 202-201،جدید ایڈیشن)

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا ہے کہ اپنی زندگیوں میں اسلامی تعلیم کا کامل نمونہ پیش کر کے توڑ دو اس تہذیب وتمدن کی عمارت کو جو اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف کھڑی ہے۔ٹکڑے ٹکڑے کر دو اس قلعہ کو جو شیطان نے اس دنیا میں بنایا ہے۔ اسے زمین کے ساتھ لگا دو بلکہ اس کی بنیادیں تک اکھیڑ کر پھینک دو۔اور اس کی جگہ وہ عمارت کھڑی کرو جس کا نقشہ محمد رسول اللہ ﷺ نے دنیا کو دیا ہے۔ یہ کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔اور اس کام کی اہمیت بیان کرنے کے لئے کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے جس گوشہ میں ہم جائیں، دنیا کی جس گلی میں سے ہم گزریں، دنیا کے جس گاؤں میں ہم اپنا قدم رکھیں وہاں ہمیں جو کچھ اسلام کے خلاف نظر آتا ہے، اپنے نیک نمونہ سے اسے مٹا کر اس کی جگہ ایک ایسی عمارت بنانا، جو قرآن کریم کے بتائے ہوئے نقشہ کے

مطابق ہو، ہمارا کام ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا چلن اور تمہارا طور اور تمہارا طریق اُسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو پورا کرنے والا ہوسکتا ہے، اسی وقت محمد رسول اللہ ﷺ کے منشا کو پورا کرنے والا ہوسکتا ہے، اسی وقت زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے خدا کے منشاء کو پورا کرنے والا ہوسکتا ہے جبکہ تم دنیا میں ایک خدانما وجود بنو۔‘‘

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 247-246، جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ۔
تقریر فرمودہ 1941ء، الفضل 2/اکتوبر 1960ء صفحہ 4)

امین

اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْن

آج تُو میرے نزدیک بامرتبہ اور امین ہے۔

(روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 600 حاشیہ نمبر 3۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصص)

امین الملک جے سنگھ بہادر

''لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا اور شیر خدا نے فتح پائی۔ امین الملک جے سنگھ بہادر۔ رَبِّ لَا تُبْقِ مِنَ الْمُخْزِيَاتِ ذِكْرًا اے میرے ربّ میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔''

(تذکرہ طبع چہارم۔ صفحہ 568)

اَلْاِنْسان

"هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا
کیاانسان پر یعنی تجھ پر وہ وقت نہیں گزرا کہ تیرا دنیا میں کچھ بھی ذکر و تذکرہ نہ تھا۔ یعنی تجھ کو کوئی نہیں جانتا تھا کہ تُو کون ہے اور کیا چیز ہے اور کسی شمار و حساب میں نہ تھا۔ یعنی کچھ بھی نہ تھا۔ یہ گزشتہ تلطّفات اور احسانات کا حوالہ ہے تا محسنِ حقیقی کے آئندہ فضلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے۔"

(روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ 582۔ حاشیہ نمبر 3)

"انسان کامل خدا تعالیٰ کے روح کا جلوہ گاہ ہوتا ہے۔ اور جب کبھی کامل انسان پر ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ وہ اس جلوہ کا عین وقت ہوتا ہے تو اس وقت ہر ایک چیز اس سے ایسی ڈرتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ سے۔ اس وقت اس کو درندہ کے آگے ڈال دو، آگ میں ڈال دو، وہ اس سے کچھ بھی نقصان نہیں اٹھائے گا۔ کیونکہ اس وقت خدا تعالیٰ کی روح اس پر ہوتی ہے۔ اور ہر ایک چیز کا عہد ہے کہ اس سے ڈرے۔"

(روحانی خزائن جلد ششم۔ صفحہ 30 حاشیہ۔ برکات الدعا)

"انسان کامل مظہر اتم تمام عالم کا ہوتا ہے اس لئے تمام عالم اس کی طرف وقتاً فوقتاً کھینچا جاتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ششم۔ صفحہ 31 حاشیہ۔ برکات الدعا)

اَوَاهَنْ

''اَوَاهَنْ (خدا تیرے اندر اتر آیا) تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔''

(تذکرہ طبع چہارم۔ صفحہ 258)

اس نام میں آپ کے قرب الٰہی اور فنائیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جس کا ذکر آپ مندرجہ ذیل اشعار میں خود بھی فرماتے ہیں ؎

ہم اسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہوگیا
چھوڑ کر دُنیائے دُوں کو ہم نے پایا وہ نگار
دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرشِ ربّ العالمین
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 141۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اوّل المؤمنین

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّم القُرانَ ۔ لِتُنْذِرَ قَومًا مَّا اُنْذِرَ آبَاؤُھم وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْن۔ قُلْ اِنِّی اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤمِنِیْن۔ ☆

اس الہام کے رو سے خدا نے مجھے علوم قرآنی عطا کئے ہیں۔ اور میرا نام اوّل المومنین رکھا۔ اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے۔ اور مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفتِ الٰہی اور کوئی محبت الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں۔ پس بخدا میں کُشتی کے میدان میں کھڑا ہوں۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا عنقریب وہ مرنے کے بعد شرمندہ ہوگا اور اب حجّۃ اللہ کے نیچے ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 502۔ ضرورت الامام)

☆ ترجمہ: رحمان (خدا ہے) جس نے قرآن سکھایا۔ تا کہ تُو اُن لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادوں کو ڈرایا نہیں گیا اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل کر واضح ہو جائے۔ تُو کہہ دے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے اور مَیں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

اولوالعزم

''فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوالعَزْمِ پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 546)

''عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ تھکنا اور نہ ناامید ہونا اور نہ ارادۂ میں سست ہوجانا۔ بسااوقات نبیوں اور مرسلوں اور محدّثوں کو جو امام الزمان ہوتے ہیں ایسے ابتلا پیش آجاتے ہیں کہ وہ بظاہر ایسے مصائب میں پھنس جاتے ہیں کہ گویا خداتعالیٰ نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔اور ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ ...... بسااوقات ان کی بعض پیشگوئیاں ابتلا کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر ان کا صدق نہیں کھلتا۔ اور بسااوقات ان کے مقصود کے حصول میں بہت کچھ توقف پڑجاتی ہے۔اور بسااوقات وہ دنیا میں متروک اور مخذول اور ملعون اور مردود کی طرح ہوتے ہیں۔اور ہرایک شخص جوان کو گالی دیتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ گویا بڑا ثواب کا کام کررہا ہوں۔اور ہرایک ان سے نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ سلام کا بھی جواب دے۔لیکن ایسے وقتوں میں ان کا عزم آزمایا جاتا ہے۔ وہ ہرگز ان آزمائشوں سے بے دل نہیں ہوتے اور نہ اپنے کام میں سست ہوتے ہیں

یہاں تک کہ نصرتِ الٰہی کا وقت آجاتا ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 481۔ ضرورت الامام)

بادشاہ

''بادشاہِ وقت پر جو تیر چلاوے اُسی تیر سے وہ آپ مارا جائے۔''

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 424)

''خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخرالزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے۔یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا۔اور بڑے بڑے اکابر اس کے پیرو ہوں گے۔''

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 110 حاشیہ۔حقیقۃ الوحی)

''تجلّیات الٰہیہ'' میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مختلف نشانات الٰہیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ان نشانوں کے بعد دنیا میں ایک تبدیلی پیدا ہوگی اور اکثر دل خدا کی طرف کھینچے جائیں گے اور اکثر سعید دلوں پر دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور غفلت کے پردے درمیان سے اٹھا دیئے جائیں گے اور حقیقی اسلام کا شربت انہیں پلایا جائے گا۔جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے:

چو دورِ خسروی آغاز کردند

مسلماں را مسلماں باز کردند

دورِ خسروی سے مراد اس عاجز کا عہدِ دعوت ہے۔مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے جو مجھ کو دی گئی۔خلاصہ

معنی اس الہام کا یہ ہے کہ جب دورخسروی یعنی دورمسیحی جو خدا کے نزدیک آسمانی بادشاہت کہلاتی ہے ششم ہزار کے آخر میں شروع ہوا جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں نے پیشگوئی کی تھی تو اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ جو صرف ظاہری مسلمان تھے، وہ حقیقی مسلمان بننے لگے۔ جیسا کہ اب تک چار لاکھ کے قریب بن چکے ہیں۔ اور میرے لئے یہ شکر کی جگہ ہے کہ میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے اپنے معاصی اور گناہوں اور شرک سے توبہ کی اور ایک جماعت ہندوؤں اور انگریزوں کی بھی مشرف باسلام ہوئی۔''

(روحانی خزائن جلد20، صفحہ 397-396۔ تجلیات الٰہیہ)

مذکورہ بالا ارشاد میں جو فارسی شعر درج ہے، اُس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے کہ'' جب مسیح السّلطان کا دَور شروع کیا گیا تو مسلمانوں کو جو صرف رسمی مسلمان تھے، نئے سرے سے مسلمان بنانے لگے''۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

'' خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخرالزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اِس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا اور بڑے بڑے اکابر اس کے پَیرو ہوں گے۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 107 حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد22۔ صفحہ 110 حاشیہ)

بدر

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 481)

ترجمہ: ہم پر وداع کی گھاٹی سے بدر کا طلوع ہوا۔ ہم پر شکر کرنا لازم ہے جب تک کوئی دعا کرنے والا دعا کرسکتا ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

(الہام یکم جون 1904ء۔ تذکرہ طبع چہارم صفحہ 432)

ترجمہ: اور یقیناً اللہ نے بدر کے ذریعہ تمہاری مدد کی اس حالت میں کہ تم بہت کمزور تھے۔

چاند کی روشنی سورج سے مستعار ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ عالمِ روحانیت کے آفتاب اور سراج منیر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بدر رکھ کر یہ بتایا گیا کہ آپ نے جو کچھ پایا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت اور اطاعت سے پایا ہے۔ حضور علیہ السلام کی متعدد تحریرات وفرمودات میں یہ مضمون بڑی صراحت سے مذکور ہے۔ مثلاً آپؑ فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے ۔ میں چیز کیا ہوں ۔ بس فیصلہ یہی ہے

(درّثمین)

اسی طرح فرمایا:

مصطفیٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نُور لیا بارِ خدایا ہم نے

(درّثمین)

بدر چودھویں کے چاند کو کہتے ہیں۔ اس نام میں جہاں آپ کے زمانۂ ظہور یعنی چودھویں صدی ہجری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہاں یہ بھی بتادیا کہ آپ اپنے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ظلّ کامل ہیں اور آپؐ کے انوار کو کامل طور پر منعکس کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''...... بدر چودھویں کے چاند کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے اظہار کی طرف بھی ایماء ہے...... دیکھو مَیں پھر کھول کر کہتا ہوں کہ یہی بدر کا زمانہ ہے۔ اسلام پر ذلّت کا وقت آچکا ہے مگر اب خدا نے چاہا ہے کہ اس کی نصرت کرے۔ چنانچہ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ مَیں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملّتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دکھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 431-432 جدید ایڈیشن)

برھان

اَنْتَ بُرْھَانٌ
تُو روشن دلیل ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 308)

اِنَّا أَنْزَلْنَاکَ بُرْھَانًا وَ کَانَ اللّٰہُ قَدِیْرًا۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 306)

ہم نے تجھے ایک عظیم الشان حجّت کے طور پر اتارا ہے اور تیرا ربّ قادر ہے۔

برہمن اوتار

''برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔''

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 531)

بشیر

’’یہ بات آپ کو معلوم ہوگی کہ ہر ایک نبی اور رسول اور خدا تعالیٰ کا فرستادہ جو لوگوں کی اصلاح کے لئے آتا ہے۔ اگر چہ اس کی اطاعت کرنے کے لئے عقل کی رُو سے اس قدر کافی ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ حق حق ہو اس میں کسی قسم کا دھوکا اور فریب کی بات نہ ہو۔ کیونکہ عقلِ سلیم حق کے قبول کرنے کے لئے کسی معجزہ کی ضرورت نہیں سمجھتی لیکن چونکہ انسانی فطرت میں ایک قوّت واہمہ بھی ہے کہ باوجود اس بات کے کہ ایک امر فی الواقعہ صحیح اور سچا اور حق ہو پھر بھی انسان کو وہم اٹھتا ہے کہ شاید بیان کرنے والے کی کوئی خاص غرض نہ ہو۔ یا اس نے دھوکا نہ کھایا ہو۔ یا دھوکا نہ دیا ہو۔ اور کبھی بوجہ اس کے معمولی انسان ہونے کے اس کی بات کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی اور اس کو حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا ہے اور کبھی شہوات نفسِ امّارہ کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ گو سمجھ بھی آجاوے کہ جو فرمایا گیا ہے وہ سب سچ ہے۔ تاہم نفس اپنے ناپاک جذبات کا ایسا مغلوب ہوتا ہے کہ وہ اس راہ پر چل ہی نہیں سکتا جس پر واعظ ناصح چلانا چاہتا ہے۔ اور یا فطرتی کمزوری قدم اٹھانے سے روک دیتی ہے۔ پس اس لئے حکمت الٰہیہ نے تقاضا فرمایا کہ جو لوگ اس کی طرف سے مخصوص ہو کر آتے ہیں ان کے ساتھ کچھ نصرتِ الٰہی کے نشان بھی ہوں جو کبھی رحمت کے رنگ میں اور

کبھی عذاب کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہ لوگ انہیں نشانوں کی وجہ سے خدا کی طرف سے بشیر اور نذیر کہلاتے ہیں۔ مگر رحمت کے نشانوں سے وہ مومن حصہ لیتے ہیں جو خدا کے حکموں کے مقابل پر تکبّر نہیں کرتے اور خدا کے فرستادہ لوگوں کو تحقیر اور توہین سے نہیں دیکھتے اور اپنی فراست خداداد سے ان کو پہچان لیتے ہیں اور تقویٰ کی راہ کو محکم پکڑ کر بہت ضد نہیں کرتے۔ اور نہ دنیاداری کے تکبر اور جھوٹی وجاہتوں کی وجہ سے کنارہ کش رہتے ہیں بلکہ جب دیکھتے ہیں کہ سنّتِ انبیاء کے موافق ایک شخص اپنے وقت پر اٹھا ہے جو خدا کی طرف بلاتا ہے اور اس کی باتیں ایسی ہیں کہ ان کی صحت ماننے کے لئے ایک راہ موجود ہے اور اس میں نصرتِ الٰہی اور تقویٰ اور دیانت کے نشان پائے جاتے ہیں اور سننِ انبیاء علیہم السلام کے پیمانہ کے رُو سے اس کے قول یا فعل پر کوئی اعتراض نہیں آتا تو ایسے انسان کو قبول کر لیتے ہیں بلکہ بعض سعید ایسے بھی ہیں کہ چہرہ دیکھ کر پہچان جاتے ہیں کہ یہ کذّاب اور مکّار کا چہرہ نہیں۔ پس ایسے لوگوں کے لئے رحمت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 238-237۔ لیکچر سیالکوٹ)

چند تبشیری پیشگوئیاں

''خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزّت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں

تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے نا کام رہنے کے درپَے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود نا کام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس گروہ پر تابروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے...... اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 97۔ اشتہار 20رفروری 1886ء جدید ایڈیشن)

بمنزلۃ اولادی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں بمنزلۃ اولادی ٹھہرایا ہے۔ اس الہام کی بناء پر غیر از جماعت علماء و معترضین حضورؑ پر خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرنے کا الزام لگاتے ہیں، جو کہ ہرگز صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام مختلف مقامات پر اس الہام کی تشریح و وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے یہ الفاظ میرے حق میں اس واسطے استعمال کئے ہیں کہ تا عیسائیوں کا ردّ ہو

''اللہ تعالیٰ نے جو ہم کو مخاطب کیا ہے کہ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ۔ اس جگہ یہ تو نہیں کہ تُو میری اولاد ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ بمنزلہ اولاد کے ہے یعنی اولاد کی طرح ہے۔ اور دراصل یہ عیسائیوں کی اس بات کا جواب ہے جو وہ حضرت عیسیٰ کو حقیقی طور پر ابن اللہ مانتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں اور خدا تعالیٰ نے یہودیوں کے اس قول کا عام طور پر کوئی ردّ نہیں کیا جو کہتے تھے کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ (المائدۃ:19)۔ بلکہ یہ ظاہر کیا کہ تم ان ناموں کے مستحق نہیں ہو۔ دراصل یہ ایک محاورہ ہے کہ

خدا تعالیٰ اپنے برگزیدوں کے حق میں اکرام کے طور پر ایسے الفاظ بولتا ہے جیسا کہ حدیثوں میں ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں اور میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ اور جیسا کہ حدیثوں میں ہے کہ اے بندے! میں پیاسا تھا، تُو نے مجھے پانی نہ دیا۔ اور میں بھوکا تھا، تو نے مجھے روٹی نہ دی۔ ایسا ہی توریت میں بھی لکھا ہے کہ یعقوب خدا کا فرزند بلکہ نخست زادہ ہے۔ سو یہ سب استعارے ہیں جو عام طور پر خدا تعالیٰ کی عام کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔...... اور خدا تعالیٰ نے یہ الفاظ میرے حق میں اسی واسطے استعمال کئے ہیں کہ تا عیسائیوں کا ردّ ہو۔ کیونکہ باوجود ان لفظوں کے میں کبھی ایسا دعویٰ نہیں کرتا کہ نعوذ باللہ مَیں خدا کا بیٹا ہوں۔ بلکہ ہم ایسا دعویٰ کرنا کفر سمجھتے ہیں اور ایسے الفاظ جو انبیاء کے حق میں خدا تعالیٰ نے بولے ہیں ان میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑا اعزّت کا خطاب آنحضرت ﷺ کو فرمایا: قُلْ یٰعِبَادِیْ (الزمر:54) جس کے معنے ہیں کہ اے میرے بندو!۔ اب ظاہر ہے کہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کے بندے تھے نہ کہ آنحضرت ﷺ کے بندے۔ اس فقرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ کا اطلاق استعارہ کے رنگ میں کہاں تک وسیع ہے۔''

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد پنجم صفحہ 356)

جب کوئی روحانی مصلح دنیا میں اصلاح خلق کے لئے مامور ہوتا ہے تو اسے مختلف الخیال لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اور جب تک ان سے ان کی زبان اور اصطلاحوں میں کلام نہ کیا جائے، وہ اس کلام کو نہ تو کماحقّہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی اس

سے مستفید اور محظوظ ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا بھی یہی طریق تھا، آپ لوگوں کے فہم وفرست اور حالات کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔ اس لئے یہ عام ہدایت ہے کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ یعنی لوگوں سے ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق گفتگو کرو۔

روحانی مدارج کے لحاظ سے قرآن کریم میں یہ تین اصطلاحیں مستعمل ہیں: (۱) نفس امّارہ۔ (۲) نفس لوّامہ۔ (۳) نفس مطمئنّہ۔ لیکن صوفیا انہیں فنا، بقا اور لقا کے نام دیتے ہیں۔ قرآن کریم نے ان اصطلاحوں کو بھی ایک آیت میں یوں بیان فرمایا ہے: بلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَهُ للّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ اَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْھِمْ وَلَاھُمْ يَحْزَنُوْن۔

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' میں مرتبہ لِقا کے ضمن میں تحریر فرماتے ہوئے صوفیاء کی اصطلاح ''اطفال اللہ'' کا فلسفہ بیان فرماتے ہیں:

> ''اور یہ لقا کا مرتبہ تب سالک کے لئے کامل طور پر متحقق ہوتا ہے کہ جب ربّانی رنگ بشریت کے رنگ وبو کو بتمام وکمال اپنے رنگ کے نیچے متوازی اور پوشیدہ کردیوے۔ جس طرح آگ لوہے کے رنگ کو اپنے نیچے ایسا چھپا لیتی ہے کہ نظرِ ظاہر میں بجز آگ کے اَور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ ......
> ...... اس مقام میں جو اولیاءاللہ پہنچے ہیں یا جن کو اس میں سے کوئی گھونٹ میسر آگیا ہے۔ بعض اہل تصوّف نے ان کا نام اطفال اللہ رکھ دیا ہے۔ اس مناسبت سے کہ وہ لوگ صفاتِ الٰہی کے کنارِ عاطفت میں بکلّی

جا پڑے ہیں۔ اور جیسے ایک شخص کا لڑکا اپنے حلیہ اور خط و خال میں کچھ اپنے باپ سے مناسبت رکھتا ہے ویسا ہی ان کو بھی ظلّی طور پر بوجہ تخلق باخلاق اللہ خدا تعالیٰ کی صفات جمیلہ سے کچھ مناسبت پیدا ہوگئی ہے۔''
(روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ 64۔ آئینہ کمالات اسلام)

اس خطاب میں آپ کے موحّد ہونے کا آسمانی اعلان ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین نے اپنے فتاویٰ میں آپ کے متعلق سراسر افترا اور کذب سے کام لیتے ہوئے مشرک، منکر خدا اور کافر ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں ان الزاموں کی تردید کر کے یہ واضح کیا ہے کہ آپ حقیقی موحّد اور توحید پرست ہیں۔ کیونکہ آپ بمنزلہ بیٹے کے ہیں۔ اور کوئی بیٹا ایک سے زیادہ باپ تسلیم نہیں کرتا۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کہا کہ تُو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے تو گویا اس میں اس حقیقت کا اظہار و اعلان کیا گیا ہے کہ تُو میری توحید اور وحدانیت کے لئے ایسی ہی غیرت رکھتا ہے جیسا کہ ایک صحیح العقل انسان فطرتی طور پر اپنے جسمانی باپ کی وحدانیت کو تسلیم کرتا اور غیرت رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی قسم اور اسی مفہوم کا ایک الہام قرآن کریم میں بھی پایا جاتا ہے۔ جو فرمایا فَاذْکُرُوْا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَاءَ کُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا (بقرۃ رکوع 25) کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ اس آیت میں بھی فطرت صحیحہ کو بیدار کر کے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا وعظ کیا گیا ہے۔

پس الہام اَنْتَ مِنّی بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ کو جب اس آیت کریمہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا بلکہ اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مجازی طور پر ایسے الفاظ کا استعمال منشاء الٰہی کے خلاف نہیں ہے۔

بیت اللہ

’’خدانے اپنے الہامات میں میرانام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس قدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے، اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے اور اس بارے میں الہام یہ ہے:

یکے پائے من می بوسید ومن میگفتم که حجر اسود منم۔‘‘

(روحانی خزائن جلد17، صفحہ 445-444 حاشیہ۔اربعین نمبر4)

ترجمہ از مرتّب: کہ ایک شخص میرے پاؤں کو بوسہ دیتا تھا اور مَیں اُسے کہتا تھا کہ حجر اسود میں ہوں۔

’’یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاء یَاتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام کریں گے۔ وہ دُوردراز جگہوں سے تیرے پاس آویں گے۔ اس جگہ استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ نے مجھے بیت اللہ سے مشابہت دی ہے کیونکہ یَاتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ خانہ کعبہ کے حق میں ہے۔‘‘

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 623)

پیرِ پیراں

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''ہم ایک روز صحنِ مکان میں لیٹ رہے تھے جو ہمیں کشفِ ملکوت ہوا۔ اور کشف میں بہت سے فرشتے دیکھے کہ بہت خوبصورت لباس فاخرہ اور مکلّف پہنے ہوئے وجد کرتے اور گاتے ہیں۔ اور ہماری طرف بار بار چکّر لگاتے ہیں۔ اور ہر چکّر میں ہماری طرف ہاتھ لمبا کر کے ایک غزل کا شعر پڑھتے ہیں اور اس مصرعہ کا آخری لفظ ''پیر پیراں'' ہے۔ وہ عین ہمارے منہ کے سامنے ہاتھ کر کے ہماری طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں: پیر پیراں۔''

(تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق صاحبؓ۔ حصہ اوّل صفحہ 48-47 جدید ایڈیشن) (تذکرہ طبع چہارم صفحہ 679)

''بارہا غوث اور قطبِ وقت میرے پر مکشوف کئے گئے جو میری عظمتِ مرتبت پر ایمان لائے ہیں اور لائیں گے۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 129)

حضور انور نے اپنے لیکچر سیالکوٹ میں فرمایا:

''اسی زمانہ میں بعض بزرگانِ دین نے جن کے لاکھوں انسان پیرو تھے خدا سے الہام پا کر اور آنحضرتؐ سے رؤیا میں سن کر میری تصدیق کی۔''

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 218۔ لیکچر سیالکوٹ)

تحصیلدار

’’چند روز ہوئے مولوی عبدالکریم صاحب کو رؤیا میں دیکھا۔ پہلے کچھ باتیں ہوئیں۔ پھر خیال آیا کہ یہ تو فوت شدہ ہیں، آؤ اِن سے دعا کرائیں۔ تب مَیں نے اُن کو کہا کہ آپ میرے واسطے دعا کریں کہ میری اتنی عمر ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے۔اس کے جواب میں انہوں نے کہا: ’’تحصیلدار‘‘۔

’’تحصیلدار کے لفظ سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ تحصیلدار کے دو کام ہوتے ہیں۔ایک رعایا سے سرکاری لگان وصول کرنا۔دوسرے رعایا کے باہمی حقوق کا تصفیہ کرنا اور ان میں باہم عدل قائم کرنا۔اسی طرح مسیح موعود کا یہ کام ہے کہ خدا کے حق کا مطالبہ کرے اور توحید کو زمین پر پھیلاوے۔دوسرے یہ کہ حَکم عَدل ہو کر امّت محمدیہ کو باہمی عدل پر قائم کرے۔‘‘

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 491)

تُرْسُ الدّین

اَنَا صَاحِبُ الفُصُوْص وَالْحَارِسُ عِنْدَ غَارَاتِ اللُّصُوْصِ وَ تُرْسُ الدِّین مِنَ الرّحمان عِنْدَ طَعْنِ الْاَدْیَان۔

(روحانی خزائن جلد18،صفحہ 375۔الھدی و التبصرۃ لمن یریٰ)

ترجمہ:مَیں نگینوں کا مالک ہوں اور چوروں کے حملوں کے وقت پہریدار ہوں اور مختلف ادیان کی طرف سے طعن وتشنیع سے بچانے کے لئے خدائے رحمان کی طرف سے دین(اسلام)کے لئے ڈھال ہوں۔

جری اللہ فی حلل الانبیاء

''یعنی رسول خدا تمام گزشتہ انبیاءعلیہم السلام کے پیرائیوں میں ۔اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر آخیر تک جس قدر انبیاءعلیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں۔خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیراسرائیلی، ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا۔ ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔اِسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی اور اس میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ تمام انبیاءعلیہم السلام کے جانی دشمن اور سخت مخالف جو عناد میں حد سے بڑھ گئے تھے، جن کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا گیا، اس زمانہ کے اکثر لوگ بھی ان سے مشابہ ہیں اگر وہ توبہ نہ کریں۔

غرض اس وحی الٰہی میں یہ جتلانا منظور ہے کہ یہ زمانہ جامع کمالاتِ اخیار و کمالاتِ اشرار ہے۔اور اگر خدا تعالیٰ رحم نہ کرے تو اس زمانہ کے شریر تمام گزشتہ عذابوں کے مستحق ہیں۔یعنی اس زمانہ میں تمام گزشتہ عذاب جمع ہو سکتے ہیں۔اور جیسا کہ پہلی امتوں میں کوئی قوم طاعون سے مری۔کوئی قوم صاعقہ سے اور کوئی قوم زلزلہ سے اور کوئی قوم پانی کے

طوفان سے اور کوئی قوم آندھی کے طوفان سے اور کوئی قوم خسف سے۔ اسی طرح اس زمانہ کے لوگوں کو ایسے عذابوں سے ڈرنا چاہئے۔ اگر وہ اپنی اصلاح نہ کریں کیونکہ اکثر لوگوں میں یہ تمام مواد موجود ہیں۔ محض حکم الٰہی نے مہلت دے رکھی ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 117-116۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

''یہ فقرہ کہ جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الانبیاء بہت تفصیل کے لائق ہے۔ ......صرف اس قدر اجمالاً کافی ہے کہ ہر ایک گزشتہ نبی کی عادت اور خاصیت اور واقعات میں سے کچھ مجھ میں ہے اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے گزشتہ نبیوں کے ساتھ رنگارنگ طریقوں میں نصرت اور تائید کے معاملات کئے ہیں۔ ان معاملات کی نظیر بھی میرے ساتھ ظاہر کی گئی ہے اور کی جائے گی۔ اور یہ امر صرف اسرائیلی نبیوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کُل دنیا میں جو نبی گذرے ہیں، ان کی مثالیں اور ان کے واقعات میرے ساتھ اور میرے اندر موجود ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 117۔ براہین احمدیہ پنجم)

''زمانہ اپنے اندر ایک گردش دَوری رکھتا ہے اور نیک ہوں یا بد ہوں بار بار دنیا میں ان کے امثال پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ مَیں ہوں۔ اسی طرح اس زمانہ میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے، فرعون ہو یا

وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا یا ابوجہل ہو سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد21،صفحہ 118-117۔ براہین احمدیہ پنجم)

’’جَرِیُّ اللّٰہ فِی حُلَلِ الانبیاء۔ جری اللہ نبیوں کے حلوں میں۔ اس فقرۂ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصب ارشاد و ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلّۂ انبیاء ہے۔ اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے۔ اور یہ حُلّۂ انبیاء امّت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا عُلَمَآءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل۔‘‘

(روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 601 حاشیہ نمبر 3۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصص)

اسی طرح حضورؑ نے فرمایا:

رُوْحِی بِرُوْحِ الْاَنْبِیَاءِ مُضَمَّخٌ
جَادَتْ عَلَیَّ الْجُوْدُ مِنْ فَیْضَانِھِمْ

(روحانی خزائن جلد8 صفحہ 128 نور الحق حصہ اوّل)

یعنی میری روح انبیاء کی روح سے معطّر کی گئی ہے اور ان کے فیضان کا ایک بڑا مینہ میرے پر برسا۔

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

(روحانی خزائن جلد18 صفحہ 478۔ نزول المسیح)

ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہو گیا اور ہر رسول میرے پیراہن میں پوشیدہ ہے۔

جمعہ

امام مہدی علیہ السلام کا ایک نام جمعہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

''جمعہ مہدی علیہ السلام کے مبارک ناموں میں سے ہے۔ یا آپ کی ذات شریف سے کنایہ ہے۔ یا اس نام سے موسوم ہونے کی وجہ اس کا لوگوں کو جمع کرنا ہے...... حضرت امام علی تقی علیہ السلام نے فرمایا جمعہ میرا بیٹا ہے اور اُسی کی طرف اہل حق اور صادق لوگ جمع ہوں گے......وہ تمام دینوں کو ایک دین پر جمع کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر اتمام نعمت کرے گا اور حق کو اس کے ذریعہ ظاہر و ثابت اور باطل کو محو کرے گا۔ اور وہ مہدی ہے۔''

(نجم الثاقب جلد اوّل صفحہ 338۔ بحوالہ امام مہدی کا ظہور۔ صفحہ 180-179)

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اپنے لئے کئی اجتماعوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مسیح کی قسمت میں بہت سے اجتماع رکھے ہیں۔ کسوف و خسوف کا اجتماع ہوا، یہ بھی میرا ہی نشان ہے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر:8) بھی میرے ہی لئے ہیں۔ اور وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِھِمْ (الجمعۃ:4) بھی ایک جمع ہی ہے کیونکہ اوّل اور آخر کو ملایا گیا ہے۔...... پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دئے ہیں۔

چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں (آجکل ہوائی جہازوں۔ناقل) کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اَور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسبابِ تبلیغ جمع ہورہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔غرض اِس قدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانے میں ہم کو نہیں ملتی۔

...... پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ سارے ادیان کو جمع کیا جائے گا اور ایک دین کو غالب کیا جائے گا۔ یہ بھی مسیح موعود کے وقت کی ایک جمع ہے''۔

(ملفوظات جلد دوم۔جدید ایڈیشن صفحہ 50-49)

ان اجتماعات کی تفصیل مذکورہ کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

''جیسا کہ جمعہ کا دوسرا حصہ تمام مسلمانوں کو ایک مسجد میں جمع کرتا ہے اور متفرق ائمہ کو معطّل کرکے ایک ہی امام کا تابع کردیتا ہے اور تفرقہ کو درمیان سے اٹھا کر اجتماعی صورت مسلمانوں میں پیدا کردیتا ہے۔ یہی خاصیّت الف ششم کے آخری حصّہ میں ہے۔ یعنی وہ بھی اجتماع کو چاہتا ہے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ اس وقت اسم ہادی کا پرتَو ایسے زور میں ہوگا کہ بہت دُور افتادہ دلوں کو بھی خدا کی طرف کھینچ لائے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے کہ **وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا** ۔ پس یہ جمع کا لفظ اسی روحانی جمعہ کی طرف اشارہ ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 260-259۔تحفہ گولڑویہ)

’’یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متّقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متّقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت وعظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک ومقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل اور بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے تفرقہ ونااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 561۔ ازالہ اوہام حصہ دوم)

حارث

’’یہ پیشگوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حرّاث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا۔ جوآل رسول کو تقویت دے گا۔جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا۔ دراصل یہ دونوں پیشگوئیاں متّحد المضمون ہیں اوران دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد3،صفحہ 141 حاشیہ۔ازالہ اوہام حصہ اوّل)

’’روایت ہے علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ سے کہ کہا،فرمایارسول اللہ ﷺ نے کہ ایک شخص پیچھے نہر کے سے نکلے گا یعنی بخارایا سمرقند اس کا اصل وطن ہوگا اور وہ حارث کے نام سے پکارا جاوے گا۔ یعنی باعتبار اپنے آباواجداد کے پیشہ کے افواہ عام میں یا گورنمنٹ کی نظر میں حارث یعنی ایک زمیندار کہلائے گا۔ پھر آگے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کیوں حارث کہلائے گا۔اس وجہ سے کہ وہ حرّاث ہوگا۔یعنی ممیّز زمینداروں میں سے ہوگا اور کھیتی کرنے والوں میں سے ایک معزز خاندان کا آدمی شمار کیا جاوے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد3،صفحہ 148 حاشیہ۔ازالہ اوہام حصہ اوّل)

''بخاری یا سمرقندی الاصل ہونا اور زمیندار اور زمینداری کے ممیّز خاندان میں سے ہونا یہ دونوں علامتیں صریح اور بیّن طور پر اس عاجز میں ثابت ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد3، صفحہ 159 حاشیہ۔ ازالہ اوہام حصہ اوّل)

حَارِس

اَنَا صَاحِبُ الفُصُوْص وَالْحَارِسُ عِنْدَ غَارَاتِ اللُّصُوْصِ وَ تُرْسُ الدِّین مِنَ الرّحمان عِنْدَ طَعْنِ الْاَدْیَان۔

(روحانی خزائن جلد18، صفحہ 375۔الھدی و التبصرة لمن یریٰ)

ترجمہ: مَیں نگینوں کا مالک ہوں اور چوروں کے حملوں کے وقت پہریدار ہوں اور مختلف ادیان کی طرف سے طعن و تشنیع سے بچانے کے لئے خدائے رحمان کی طرف سے دین (اسلام) کے لئے ڈھال ہوں۔

حِبُّ اللّٰہ

''حِبُّ اللّٰہ''۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 82)

حُجَّةُ اللّٰہِ الدَیَّان

"حُجَّةُ اللّٰہِ الدَیَّان"

(روحانی خزائن جلد 16۔صفحہ 474-473۔لجۃ النور)

(میں) اللہ تعالیٰ جزا دینے والے کی حجت (ہوں)۔

حُجَّةُ اللّٰہِ القَادِر

''بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے۔ پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری۔ جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی۔ اور سبز پوشاک تھی۔ مگر نہایت رعبناک جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہیں۔ اور تصویر کے یمین و یسار حجۃ اللہ القادر و سلطانِ احمد مختار لکھا تھا۔''

(روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 615 حاشیہ نمبر 3)

انسان حُجَّةُ اللّٰہ کب بنتا ہے؟

''جب کوئی اپنے مولیٰ کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے اور نہ کسی تکلّف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک قوّت اس کے کام میں لگ جائے۔ تو آخری نتیجہ اس کی اس حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ہدایت کے اعلیٰ تجلّیات تمام حُجب سے مبرّا ہو کر اس کی طرف رُخ کرتی ہیں اور طرح طرح کی برکات اس پر نازل ہوتی ہیں۔ اور وہ احکام اور وہ عقائد جو محض ایمان اور سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے اب بذریعہ مکاشفات صحیحہ اور الہامات یقینیہ قطعیہ مشہود اور

محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں۔ اور مغلّقات شرع اور دین کے اور اسرار سربستہ ملّت حنیفیہ کے اس پر منکشف ہوجاتے ہیں۔ اور ملکوت الٰہی کا اس کو سیر کرایا جاتا ہے۔ تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کامل حاصل کرے۔ اور اس کی زبان اور اس کے بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے۔ اور ایک فوق العادت شجاعت اور استقامت اور ہمت اس کو عطا کی جاتی ہے اور شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام اس کو عنایت کیا جاتا ہے اور بشریت کے حجابوں کی تنگ دلی اور خسّت اور بخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چشمی اور غلامی شہوات اور رداءت اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بکلّی اس سے دُور کر کے اس کی جگہ ربّانی اخلاق کا نُور بھر دیا جاتا ہے۔ تب وہ بکلّی مبدّل ہوکر ایک نئی پیدائش کا پیرایہ پہن لیتا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ سے سنتا اور خدائے تعالیٰ سے دیکھتا اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ حرکت کرتا اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرتا ہے۔ اور اس کا غضب خدائے تعالیٰ کا غضب اور اس کا رحم خدائے تعالیٰ کا رحم ہوجاتا ہے۔ اور اس درجہ میں اس کی دعائیں بطور اصطفاء کے منظور ہوتی ہیں۔ نہ بطور ابتلا کے اور وہ زمین پر حجّت اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے۔ اور آسمان پر اس کے وجود سے خوشی کی جاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اس کو عطا ہوتا ہے مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات حضرتِ یزدانی ہیں جو بغیر شک اور شبہ اور کسی غبار کے چاند کے نُور کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایک شدید الاثر لذّت اپنے ساتھ

رکھتے ہیں۔اور طمانیت اور تسلّی اور سکینت بخشتے ہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 231-227۔آئینہ کمالات اسلام)

حجر اسود

''شخصے پائے مَنْ بوسید و من گفتم که سنگ اسود منم''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 29)

یعنی ایک شخص نے میرے پاؤں کو چوما اور مَیں نے کہا کہ حجر اسود میں ہوں۔

حجر اسود سے مراد عالم، فقیہ اور حکیم ہوتا ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''قَالَ الْمُعَبِّرُوْنَ اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فی عِلْمِ الرُّؤْيَا الْمَرْءُ العالِمُ الفَقِيْهُ الْحَكِيْمُ'' یعنی معبّرین نے کہا ہے کہ علم رؤیا میں حجر اسود سے مراد عالم فقیہ اور حکیم ہوتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 663 حاشیہ۔ الاستفتاء تتمہ حقیقۃ الوحی)

حجر اسود سے مراد منبع علم وفیض ہے

''معبّرین لکھتے ہیں کہ اگر کوئی خواب میں حجر اسود کو بوسہ دے تو علوم روحانیہ اس کو حاصل ہوتے ہیں کیونکہ حجر اسود سے مراد منبع علم وفیض ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 100 حاشیہ۔ چشمۂ معرفت)

سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر کبیر جلد چہارم میں سورۃ الفیل کی تفسیر میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ جماعت احمدیہ کا مرکز، قادیان جسے وہ مقدس قرار دیتی ہے، اب ہندوؤں اور سکھوں کے قبضے میں ہے، فرماتے ہیں کہ ضلع گورداسپور کا ہندوستان میں داخل کرنا، جس میں قادیان ہے، لارڈ مونٹ بیٹن کی کارروائی ہے جو مسیحی ہے۔ لیکن اس سورۃ الفیل سے ہمارے دلوں کی ڈھارس بندھتی ہے اور یقین ہوتا ہے کہ جس طرح اصحاب فیل پہلی دفعہ تباہ ہوئے اب بھی تباہ ہوں گے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ شخصے پائے مَنْ بوسید و من گفتم کہ سنگ اسود منم (تذکرہ صفحہ29، طبع چہارم)۔ ایک شخص نے میرے پاؤں کو چوما اور مَیں نے کہا ہاں ہاں سنگ اسود میں ہی ہوں۔ درحقیقت ہر زمانہ کا مامور اس کی جماعت کے لئے سنگ اسود کا رنگ رکھتا ہے کیونکہ لوگ اسے چومتے اور اس کے اردگرد اکٹھے رہتے ہیں۔ اور اس طرح دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ پس اس زمانہ میں دین کی تقویت صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہے اور اس زمانہ میں روحانی سنگ اسود آپ ہی ہیں۔ گو جسمانی سنگ اسود وہی ہے جو خانہ کعبہ میں موجود ہے۔ اسی طرح یہ سورۃ الفیل بھی آپ پر الہاماً نازل ہوئی ہے۔ پھر جس طرح اصحاب الفیل کے پہلے حملہ میں اصل مقصد رسول کریم ﷺ کو تباہ کرنا تھا، اسی طرح اب

جواحمدیت پرحملہ ہوا ہے، وہ اس لئے ہوا ہے کہ ہندو بھی جانتا ہے اور سکھ بھی جانتا ہے اور مسیحی بھی جانتا ہے کہ اگر اسلام نے غلبہ پایا تو احمدیت کے ذریعہ ہی غلبہ پائے گا۔ پس اب بھی اس کا اصل مقصد رسول کریم ﷺ کو تباہ کرنا ہے کیونکہ مسیح موعود کا کام اپنا وجود منوانا نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کا وجود منوانا ہے۔آپؑ خود فرماتے ہیں ؎

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

لیکن جس طرح گزشتہ زمانہ میں خانہ کعبہ کو گرانے میں ابرہہ اور اس کا لشکر ناکام رہا تھا اسی طرح ہم جانتے ہیں اور اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی ساری طاقتیں اور قوّتیں مل کر بھی اگر اس سلسلہ کو جسے خدا نے محمد رسول اللہ ﷺ کا دین قائم کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے مٹانا چاہیں تو وہ ساری طاقتیں مل کر بھی اس سلسلہ کو مٹا نہیں سکتیں۔ہم جانتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی طاقت نہیں۔لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آسمان کی فوجیں ہماری تائید میں اتریں گی اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْل کا نظارہ دنیا متواتر دیکھتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہی شخص جس کو مسلمانوں نے اپنی نادانی سے ٹھکرادیا ہے اسی کے ہاتھوں سے اسلام دنیا میں دوبارہ قائم ہوگا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دہم۔تفسیر سورۃ الفیل صفحہ 73-74)

حَرْبَۃُالمَوْلیٰ الرحمان

”اَنَا حَرْبَۃُالمَوْلیٰ الرَّحْمَان“

(روحانی خزائن جلد16،صفحہ 473۔لجۃ النور)

میں خدائے رحمان کا حربہ ہوں۔

حِرْزُ الْمَذْعُوْر

"حِرْزُ الْمَذْعُوْر"

(روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 473۔ لجۃ النور)

(میں) ڈرائے ہوئے کے لئے تعویذ (ہوں)۔

حِصْنٌ حَصِیْنٌ

''دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے، وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزّاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے، ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے۔ اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے۔ تب وہ اس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے گویا

اس میں کبھی آگ نہیں تھی۔تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اس میں سکونت کرتی ہے۔اور ایک تجلّی خاص کے ساتھ ربّ العالمین کا استویٰ اس کے دل پر ہوتا ہے۔تب پورانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اس کو عطا کی جاتی ہے۔اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے۔اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اس کو مل جاتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد نمبر 3،صفحہ 35-34۔فتح اسلام)

اپنے منظوم کلام میں حضورؑ نے فرمایا:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

(روحانی خزائن جلد 21،صفحہ 145،براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حَکَمْ

سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آخری زمانہ کے امام کا ایک نام حَکَمْ بیان فرمایا ہے۔

(بخاری کتاب الأنبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم۔صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم۔مسند احمد)

دوسرے ناموں کی طرح اس نام میں اس زمانہ کے مذہبی اختلاف کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ یا یوں کہیئے کہ اختلافاتِ عقائد کے زمانہ کے مجدد اور امام کو حَکَمْ کہا گیا ہے۔ چنانچہ خود یہ زمانہ ایک حَکَمْ کا متقاضی ہے۔ اور یہ زمانہ مدعی امامت اور حَکَمْ کی صداقت پر گواہ ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود کو حَکَمْ کی حیثیت سے پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ اُسے قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حَکَمْ مقرر فرمایا ہے

”ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہوا ہوں کہ جبکہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیحؑ کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰ کی حیات کا قائل تھا اور کوئی

موت کا اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا۔ اور کوئی دمشق میں ان کو اتار رہا تھا۔ اور کوئی مکّہ میں اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے **حَکَمْ** کو چاہتے تھے۔ سو وہ **حَکَمْ** مَیں ہوں۔

مَیں روحانی طور پر کسر صلیب اور نیز اختلافات کے دُور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں ...... میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ مَیں اپنی حقیّت کی کوئی دلیل پیش کروں۔ کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔'' ......

''مَیں جیسا کہ اور اختلافات میں فیصلہ کرنے کے لئے **حَکَمْ** ہوں ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی **حَکَمْ** ہوں۔ اور میں امام مالکؒ اور ابن حزمؒ اور معتزلہ کے قول کو مسیح کے بارے میں صحیح قرار دیتا ہوں۔ ...... مسیح کی وفات کے مسئلہ میں معتزلہ اور امام مالک اور ابن حزم وغیرہ ہمکلام ان کے سچے ہیں۔ کیونکہ بموجب نص ّصریح آیت کریمہ یعنی **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ** کے مسیح کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔ یہ میری طرف سے فیصلہ بطور **حَکَمْ** کے فیصلہ ہے۔ اب جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اُس کو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے **حَکَمْ** مقرر فرمایا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 495-496۔ ضرورت الامام)

حَکَمْ نام میں پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود امّت کے اختلاف کے وقت میں ظاہر ہوگا

’’حَکَمْ کے نام کی یہ وجہ ہے کہ مسیح موعود امّت کے اختلاف کے وقت میں ظاہر ہوگا۔ اور ان میں اپنے قولِ فیصل کے ساتھ وہ حُکم دے گا جو قریب انصاف ہوگا۔ اور اس کے زمانہ کے وقت میں کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہوگا جن میں کئی قول نہ ہوں۔ پس وہ حق کو اختیار کرے گا اور باطل اور گمراہی کو چھوڑ دے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 90-89۔ترجمہ از نجم الھدیٰ)

حَکَمْ نام میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ اس کی مخالفت ہوگی

’’حَکَمْ کا لفظ صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس وقت اختلاف ہوگا اور 73 فرقے موجود ہوں گے۔ اور ہر فرقہ اپنے مسلّمات کو جو اس نے بنا رکھے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ جھوٹے ہیں یا خیالی، چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ ہر ایک اپنی جگہ یہ چاہے گا کہ اس کی بات ہی مانی جاوے اور جو کچھ وہ پیش کرتا ہے وہ سب کچھ تسلیم کرلیا جاوے۔ ایسی صورت میں اس حَکَمْ کو کیا کرنا ہوگا؟ کیا وہ سب کی باتیں مان لے گا یا یہ کہ بعض کو ردّ کرے گا اور بعض کو تسلیم کرے گا۔ غیر مقلد تو راضی نہیں ہوگا جب تک اس کی پیش کردہ احادیث کا سارا مجموعہ وہ مان نہ لے اور ایسا ہی حنفی، معتزلہ، شیعہ وغیرہ کُل

فرقے تو تب ہی ان سے راضی ہوں گے کہ وہ ہر ایک کی بات تسلیم کرے اور کوئی بھی ردّ نہ کرے اور یہ ناممکن ہے۔ اگر یہ ہو کہ کوٹھڑی میں بیٹھا رہے گا اور اگر شیعہ اس کے پاس جائے گا تو اندر ہی اندر مخفی طور پر اس کو کہہ دے گا کہ تُو سچا ہے۔ اور پھر سنّی اس کے پاس جائے گا تو اس کو کہہ دے گا کہ تُو سچا ہے۔ تو پھر تو بجائے حَکَمْ ہونے کے وہ پکّا منافق ہوا......مگر یہ بالکل غلط ہے۔ آنے والا موعود حَکَمْ واقعی حَکَمْ ہوگا۔......وہ خودساختہ اور موضوع باتوں کو ردّ کر دے گا اور سچ کو لے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا نام حَکَمْ رکھا گیا ہے۔ اسی لئے آثار میں آیا ہے کہ اس پر کفر کا فتویٰ دیا جاوے گا کیونکہ وہ جس فرقہ کی باتوں کو ردّ کرے گا، وہی اس پر کفر کا فتویٰ دے گا۔ یہاں تک کہا ہے کہ مسیح موعودؑ کے نزول کے وقت ہر ایک شخص اٹھ کھڑا ہوگا اور منبر پر چڑھ کر کہے گا: اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ غَيَّرَ دِيْنَنَا۔ اس شخص نے ہمارے دین کو بدل دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت اس امر کا ہوگا کہ وہ بہت سی باتوں کو ردّ کر دیگا جیسا کہ اس کا منصب اس کو اجازت دے گا۔"

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد سوم صفحہ 21)

حَکَمْ اور حاکم میں فرق

"حَکَمْ اور حاکم میں یہ فرق ہے کہ حَکَمْ کا فیصلہ ناطق ہوتا ہے۔ اس کے بعد کوئی اپیل نہیں مگر مجرد لفظ حاکم اس مضمون پر حاوی نہیں۔"

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 111 حاشیہ۔ تحفہ گولڑویہ)

اختلافات کے وقت وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر حَـکَـمْ قائم کیا جائے گا

’’اب اس زمانہ میں دنیا اختلافات سے بھر گئی ہے۔ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں۔اور امّت محمدیہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں اور دوسرے مشرکین سب کے برخلاف الگ رائیں ظاہر کرتے ہیں۔اوراس قدر نئے مذاہب اور نئے عقائد پیدا ہوگئے ہیں کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔اس لئے بموجب سنّت اللہ کے ضروری تھا کہ ان سب اختلافات کا تصفیہ کرنے کے لئے کوئی حَـکَـمْ آتا۔سواُسی حَـکَـمْ کا نام مسیح موعوداورمہدی مسعودرکھا گیا۔ یعنی باعتبار خارجی نزاعوں کے تصفیہ کے اس کا نام مسیح ٹھہرا۔اور باعتبار اندرونی جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے اس کومہدی معہود کر کے پکارا گیا۔ ......حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اسی امت میں سے ہوگا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حَـکَـمْ ہوگا۔یعنی جس قدر اختلاف داخلی اور خارجی موجود ہیں ان کو دُور کرنے کے لئے خدا اسے بھیجے گا۔اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قائم کیا جائے گا۔کیونکہ خدا اسے راستی پر قائم کرے گا۔اور وہ جو کچھ کہے گا بصیرت سے کہے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد22۔صفحہ 46-45۔حقیقۃ الوحی)

جوشخص میری باتوں کوعزت سے نہیں دیکھتا، آسمان پر اس کی عزت نہیں

’’جوشخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔اور ہرایک حال میں مجھے حَــکَــمْ ٹھہراتا ہے۔اور ہرایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔مگر جوشخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اورخود پسندی اور خوداختیاری پاؤگے۔پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزّت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پراس کی عزّت نہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 17۔صفحہ 64 حاشیہ۔تحفہ گولڑویہ)

اپنے نفسوں پرظلم مت کرو اوراس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو

’’اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔تم خدا سے مت لڑو،تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔بجز ان چند حدیثوں کے جو تہتّر فرقوں نے بوٹی بوٹی کرکے باہم تقسیم کر رکھی ہیں۔رؤیت حق اور یقین کہاں ہے؟ اور ایک دوسرے کے مکذّب ہو۔کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کا حَــکَــمْ یعنی فیصلہ کرنے والا تم میں

نازل ہوکرتمہاری حدیثوں کے انبار میں سے کچھ لیتا اور کچھ ردّ کر دیتا۔سو یہی اس وقت ہوا۔وہ شخص حَـکَـمْ کس بات کا ہے جوتمہاری سب باتیں مانتا جائے اور کوئی بات ردّ نہ کرے۔اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لئے پیدا ہوا اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا......سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔کم سے کم یہ تو سوچو کہ شائد غلطی ہوگئی ہو اور شاید یہ لڑائی خدا سے ہو۔‘‘

(روحانی خزائن جلد17،صفحہ456۔اربعین نمبر4)

ہرایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے

’’ہرایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔اور ہرایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حَکَمْ نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مؤاخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اس کو ردّ کر دیا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد19،صفحہ95۔تحفۃ الندوہ)

مبارک وہ جو قبول کریں اور خدا سے ڈریں

''اس دین میں بہت سے اسرار ایسے تھے کہ درمیانی زمانہ میں پوشیدہ ہو گئے تھے۔ مگر مسیح موعود کے وقت میں ان غلطیوں کا کھل جانا ضروری تھا کیونکہ وہ **حَکَمْ** ہو کر آیا۔ اگر درمیانی زمانہ میں یہ غلطیاں نہ پڑتیں تو پھر مسیح موعود کا آنا فضول اور انتظار کرنا بھی فضول تھا کیونکہ مسیح موعود مجدّد ہے اور مجدّد غلطیوں کی اصلاح کے لئے ہی آیا کرتے ہیں۔ وہ جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے **حَکَمْ** رکھا ہے وہ کس بات کا **حَکَمْ** ہے اگر کوئی اصلاح اس کے ہاتھ سے نہ ہو۔ یہی سچ ہے۔ مبارک وہ جو قبول کریں اور خدا سے ڈریں۔''

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 56۔ براہین احمدیہ پنجم)

حِمَی الرَّحْمَان

"اِنِّی حِمَی الرَّحْمَان ۔مَیں خدا کی باڑ ہوں۔فرمایا یہ خطاب میری طرف ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعداء طرح طرح کے منصوبے کرتے ہوویں گے۔ایک شعر بھی اس مضمون کا ہے۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 417)

اے وہ جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑے لے کر دوڑا ہے، باغبان سے ڈر کیونکہ مَیں ایک پھلدار شاخ ہوں۔

حنیف مسیح

''حنیف مسیح''

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 621)

خاتم الاولیاء

’’مَیں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور مَیں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 70-69۔ ترجمہ از خطبہ الہامیہ)

خاتم الخلفاء

’’خدا نے مجھے فرمایا کہ وہ تو تجھے ردّ کرتے ہیں مگر میں تجھے خاتم الخلفاء بناؤں گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد21، صفحہ 267 حاشیہ۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)
(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 453)

’’میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں روحانیت کی رُو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا۔ موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں مَیں مسیح موعود ہوں۔ سو مَیں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد19، صفحہ 17۔ کشتی نوح)

خلیفہ

''اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 198)

میں نے چاہا کہ میں خلیفہ بناؤں۔ پس میں نے آدم کو پیدا کیا۔

خلیفہ سے مراد

''اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ ....یعنی میں نے اپنی طرف سے خلیفہ کرنے کا اردہ کیا۔ سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔............ اس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ و بین الخلق واسطہ ہو۔''

(روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ 585 حاشیہ نمبر 3۔ براہین احمدیہ)

امّت محمدیہ کے روحانی معلّموں کا خلیفہ نام رکھنے میں حکمت اور ان کا کام

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس

واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں، ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 353۔ شہادت القرآن)

''خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں سے حصہ پائیں گے۔''

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 339۔ شہادت القرآن)

''ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالاتِ فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے۔ اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدّد اور محدّث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔...... وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 340-339۔ شہادت القرآن)

''خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلّی طور پر انوار نبوت پا کر دنیا کو ملزم کریں۔ اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں۔''

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 342۔ شہادت القرآن)

خلیفۃ اللہ

خلیفۃ اللہ انسان کب بنتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ المومنون کی تفسیر کرتے ہوئے مومن کے مراتب ستّہ روحانیہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''مومن کی محبت ذاتیہ اپنے کمال کو پہنچ کر اللہ جلّشانہٗ کی محبت ذاتیہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ کی وہ محبت ذاتی مومن کے اندر داخل ہوتی اور اس پر احاطہ کرتی ہے جس سے ایک نئی اور فوق العادت طاقت مومن کو ملتی ہے اور وہ ایمانی طاقت ایمان میں ایک ایسی زندگی پیدا کرتی ہے جیسے ایک قالبِ بے جان میں روح داخل ہو جاتی ہے بلکہ وہ مومن میں داخل ہو کر درحقیقت ایک روح کا کام کرتی ہے۔ تمام قویٰ میں اس سے ایک نُور پیدا ہوتا ہے اور روح القدس کی تائید ایسے مومن کے شامل حال ہوتی ہے کہ وہ باتیں اور وہ علوم جو انسانی طاقت سے برتر ہیں وہ اس درجہ کے مومن پر کھولے جاتے ہیں۔ اور اس درجہ کا مومن ایمانی ترقیات کے تمام مراتب طے کر کے ان ظلّی کمالات کی وجہ سے جو حضرت عزّت کے کمالات سے اس کو ملتے ہیں۔ آسمان پر خلیفۃ اللہ کا لقب پاتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ایک شخص جب آئینہ کے مقابل پر کھڑا ہوتا ہے تو تمام نقوش

اس کے منہ کے نہایت صفائی سے آئینہ میں منعکس ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی اس درجہ کا مومن جو نہ صرف ترک نفس کرتا ہے بلکہ نفیٔ وجود اور ترکِ نفس کے کام کو اس درجہ کے کمال تک پہنچاتا ہے کہ اس کے وجود میں سے کچھ بھی نہیں رہتا اور صرف آئینہ کے رنگ میں ہو جاتا ہے تب ذات الٰہی کے تمام نقوش اور تمام اخلاق اس میں مندرج ہو جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ آئینہ جو ایک سامنے کھڑے ہونے والے منہ کے تمام نقوش اپنے اندر لے کر اس منہ کا خلیفہ ہو جاتا ہے اسی طرح ایک مومن بھی ظلّی طور پر اخلاق اور صفات الٰہیہ کو اپنے اندر لے کر خلافت کا درجہ اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ اور ظلّی طور پر الٰہی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 242-241۔ ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم)

خلیفۃ اللہ کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفۃ اللہ کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے۔ گویا اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ آپ کو روحانی انقلاب لانے اور نیک فطرت روحوں کو اکٹھا کرنے کے لئے فرشتوں کی حمایت حاصل ہوگی۔ چنانچہ آپ سورۃ القدر کی آیت **تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ۔ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ** کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مَیں خلیفۃ اللہ ہوں اور اگر میرے ساتھ فرشتے نہ اترے اور ان کے اترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے نہ دیکھیں تو سمجھ

لینا کہ کوئی آسمان سے نہیں اترا۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

''سو ملائکہ اور رُوح القدس کا تنزّل یعنی آسمان سے اُترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشّان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلامِ الٰہی سے شرف پا کر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ رُوح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دُنیا کے مُستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں تب دُنیا میں جہاں جہاں جوہرِ قابل پائے جاتے ہیں سب پر اُس نور کا پرتَو پڑتا ہے اور تمام عالَم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک رُوح پھونک دی جاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اس مُصلح کے مُدّعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے۔ ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھسکتے چلے آتے ہیں اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب ناسمجھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے لیکن درحقیقت یہ کام اُن فرشتوں کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اُترتے ہیں اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں۔ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دیتے ہیں اور مستوں کو ہوشیار کرتے ہیں اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مُردوں میں زندگی

کی رُوح پھونکتے ہیں اور اُن کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں۔
تب لوگ یکدفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور اُن کے دلوں پر وہ باتیں
کھلنے لگتی ہیں جو پہلے مخفی تھیں۔‘‘

دنیا میں روحانی حرکتیں خلیفۃ اللہ کی برکات ہوتی ہیں

’’اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اُسی کے
چہرہ کا نُور اور اُسی کی ہمّت کے آثار جلیّہ ہوتے ہیں جو اپنی قوتِ مقناطیسی
سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جسمانی
طور پر نزدیک ہو یا دُور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلّی بیگانہ اور نام تک بے خبر
ہو۔ غرض اُس زمانے میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں ہوتی ہیں اور راستی
کے قبول کرنے کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ جوش ایشیائی لوگوں
میں پیدا ہوں یا یورپ کے باشندوں میں یا امریکہ کے رہنے والوں میں،
وہ درحقیقت انہیں فرشتوں کی تحریک سے جو اس خلیفۃ اللہ کے ساتھ
اُترتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہ الٰہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی
نہیں پاؤ گے اور بہت صاف اور سریع الفہم ہے۔ اور تمہاری بدقسمتی ہے
اگر تم اس پر غور نہ کرو۔‘‘

اگرفرشتوں کا نزول نہ ہوا تو سمجھ لینا کہ کوئی آسمان سے نازل نہیں ہوا

’’چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دُور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم قرآن شریف سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تا کہ دلوں کو حق کی طرف پھیریں۔ سو تم اس نشان کے منتظر رہو۔ اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا اور اُن کے اُترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے دنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمولی سے زیادہ نہ پایا تو تم یہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا۔ لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں تو تم انکار سے باز آؤ تا تم خدا تعالیٰ کے نزدیک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔‘‘

(روحانی خزائن جلد سوم۔ صفحہ 14-12 حاشیہ۔ فتح اسلام)

خلیفۃ اللہ السلطان

''حُکْمُ اللّٰہِ الرّحْمَانِ لِخَلِیْفَۃِ اللّٰہِ السُّلْطَان''

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 196)

ترجمہ: خدائے رحمان کا حکم ہے اس کے خلیفہ کے لئے جس کی بادشاہت آسمانی ہے۔

خلیل اللہ

”خلیل اللہ“

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 82)

اس نام میں آپ کے تعلق باللہ کا اظہار کیا گیا ہے۔اور مخالفین کے ان تمام اعتراضات والزامات کا ردّ کیا گیا ہے جن میں انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام پر خدا تعالیٰ کے نافرمان ہونے کا اتہام باندھا ہے اور آپ کی تکفیر و تکذیب کی گئی اور توہین و بہتان لگائے گئے ہیں۔

دَاعِیًا اِلَی اللّٰہ

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہ

(روحانی خزائن جلد اول صفحہ 268۔حاشیہ در حاشیہ۔براہین احمدیہ چہار حصص)

ترجمہ:(وہ کہیں گے)اے ہمارے ربّ یقیناً ہم نے ایک منادی کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور داعی الی اللہ ہے۔

مذکورہ بالا الہام درج کرنے کے بعد حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

''اس جگہ یہ وسوسہ دل میں نہیں لانا چاہئے کہ کیونکر ایک ادنیٰ امّتی آل رسولِ مقبولؐ کے اسماء یا صفات یا محامد میں شریک ہوسکے۔ بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرتؐ کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک مساوی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں۔ چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرتؐ کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔مگر اے طالبِ حق اَرْشَدَکَ اللّٰہ!تم متوجہ ہوکر اس بات کو سنو کہ خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا ہمیشہ اس رسول مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں اور تا ہمیشہ اس کے نور اور اس کی قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں اس طرح پر اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افرادِ امّتِ محمدیہّ کہ جو کمال عاجزی اور تذلّل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہیں اور خاکساری

کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گزرے ہوتے ہیں۔ خدا اُن کو فانی اور ایک مصفّا شیشے کی طرح پا کر اپنے رسولِ مقبول کی برکتیں ان کے وجودِ بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں حقیقت میں مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدرِ کامل ان تمام برکات کا رسولِ کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اسی کے لائق ہوتی ہیں اور وہی ان کا مصداقِ اتم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ متبع سنن آں سرورِ کائنات کا اپنے غایت اتباع کے جہت سے اس شخص نورانی کے لئے کہ جو وجودِ باجود حضرتِ نبوی ہے مثلِ ظلّ کے ٹھہر جاتا ہے۔ اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوارِ الٰہیّہ پیدا اور ہویدا ہیں اُس کے اس ظلّ میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سایہ میں اس تمام وضع اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اس کے اصل میں ہے ایک ایسا امر ہے کہ جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ ہاں سایہ اپنی ذات میں قائم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اس میں موجود نہیں بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ اس کہ شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اس میں نمودار اور نمایاں ہے۔ پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب اس بات کو حالتِ نقصان خیال نہ کریں کہ کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارِ باطنی ان کی امّت کے کامل متبعین کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور سمجھنا چاہئے کہ اس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امّتِ محمدیہ پر ہوتا ہے دو بزرگ امر پیدا ہوتے

ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدرجہ غایت کمالیّت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہوسکے۔ دوسرے اس امّت کی کمالیّت اور دوسری امّتوں پر اس کی فضیلت اس افاضۂ دائمی سے ثابت ہوتی ہے اور حقّیّت دینِ اسلام کا ثبوت ہمیشہ تروتازہ ہوتا رہتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلداول صفحہ 270-268 حاشیہ درحاشیہ نمبرا۔ براہین احمدیہ چہار حصص)

''انبیاءعلیہم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد اُن کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں۔''

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 9-8)

''میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانے کی طرح تھا مگر اب اس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور بے

ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔“

(روحانی خزائن جلدنمبر 22 صفحہ 620-619۔اشتہار منسلکہ حقیقۃ الوحی)

”اس زمانے کے عیسائیوں پر گواہی دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تا مَیں لوگوں پر ظاہر کروں کہ ابن مریم کو خدا ٹھہرانا ایک باطل اور کفر کی راہ ہے اور مجھے اس نے اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرّف فرمایا ہے۔اور مجھے اس نے بہت سے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور میری تائید میں اس نے بہت سے خوارق ظاہر فرمائے ہیں اور درحقیقت اس کے فضل وکرم سے ہماری مجلس خدا نما مجلس ہے۔ جو شخص اس مجلس میں صحتِ نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے تو مَیں یقین کرتا ہوں کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے گا اور ایک عیسائی جس کو خدا تعالیٰ کا خوف ہو اور سچے خدا کی تلاش اور بھوک اور پیاس رکھتا ہو اس کو لازم ہے کہ بیہودہ قصّے اور کہانیاں ہاتھ سے پھینک دے اور چشم دید ثبوتوں کا طالب بن کر ایک مدّت تک میری صحبت میں رہے پھر دیکھے کہ وہ خدا جو زمین وآسمان کا مالک ہے کس طرح اپنے آسمانی نشان اس پر ظاہر کرتا ہے۔مگر افسوس کہ ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں جو درحقیقت خدا کو ڈھونڈنے والے اور اس تک پہنچنے کے لئے دن رات سرگردان ہیں۔“

(روحانی خزائن جلد13 صفحہ 55۔کتاب البریہ)

”میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر

اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچّا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہران کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔
......وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔''

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 345-344۔ اربعین نمبر 1)

'' کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے

سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔

اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دَف سے بازاروں میں منادی کروں کہ یہ تمہارا خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔"

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22-21۔ کشتی نوح)

"اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو، اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کرسکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کرسکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اَور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گزریں گے۔ خدا اُن لوگوں کی

پناہ ہوجاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔سو خدا کی طرف آجاؤ۔اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو۔اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو۔اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو۔اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو۔یہی راہ نجات کی ہے۔''

(روحانی خزائن جلد19،صفحہ 72-70۔کشتی نوح)

داؤد

"يَا دَاوٗدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَاِحْسَانًا"

اے داؤد خلق اللہ کے ساتھ رفق اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 82)

"مَیں داؤد ہوں"۔

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 76 حاشیہ، حقیقۃ الوحی)

"کچھ دن گزرے ہیں کہ اس عاجز کو ایک عجیب خواب آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مجمعِ زاہدین اور عابدین ہے اور ہر ایک شخص کھڑا ہو کر اپنے مشرب کا حال بیان کرتا ہے۔ اور مشرب کے بیان کرنے کے وقت ایک شعر موزون اس کے منہ سے نکلتا ہے جس کا اخیر لفظ قعود اور سجود اور شہود وغیرہ آتا ہے۔ جیسے یہ مصرعہ

؎ تمام شب گذرانیم در قیام وسجود

چند زاہدین اور عابدین نے ایسے ایسے شعر اپنی تعریف میں پڑھے ہیں۔ پھر اخیر پر اس عاجز نے اپنے مناسبِ حال سمجھ کر ایک شعر پڑھنا چاہا ہے مگر اس وقت وہ خواب کی حالت جاتی رہی۔ اور جو شعر اس خواب کی مجلس میں پڑھنا تھا وہ بطور الہام زبان پر جاری ہو گیا۔ اور وہ یہ ہے ؎

طریق زہد و تعبّد ندانم اے زاہد

خدائے من قدم راند بر راہ داؤد

ترجمہ: اے زاہد! میں تو کوئی زہد و تعبد کا طریق نہیں جانتا۔ میرے خدا نے خود ہی میرے قدم کو داؤد کے راستے پر ڈال دیا ہے۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 93)

ک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے

میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 133، براہین احمدیہ حصہ پنجم)

دُرٌّ

’’کَمِثْلِکَ دُرٌّ لَا یُضَاعُ‘‘
تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 550)

اوراپنے منظوم کلام میں حضوراقدس علیہ السلام فرماتے ہیں: ؎

دیکھ کر لوگوں کے کینے دل مرا خوں ہوگیا
قصد کرتے ہیں کہ ہو پامال دُرِّ شاہوار
ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اِک بلندی کی طرف
وہ بُلاتے ہیں کہ ہوجائیں نہاں ہم زیرِ غار

(روحانی خزائن جلد21 صفحہ132 براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ذوالقرنین

’’اسی طرح خدا تعالیٰ نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی میری نسبت یہ وحیٔ مقدس کہ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرائیوں میں یہ چاہتی ہے کہ مجھ میں ذوالقرنین کے بھی صفات ہوں۔ کیونکہ سورۃ کہف سے ثابت ہے کہ ذوالقرنین بھی صاحب وحی تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی نسبت فرمایا ہے قُلْنَا یَا ذَاالْقَرْنَیْنِ۔ پس اس وحی الٰہی کی رو سے کہ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ اس امّت کے لئے ذوالقرنین مَیں ہوں۔ اور قرآن شریف میں مثالی طور پر میری نسبت پیشگوئی موجود ہے مگر ان کے لئے جو فراست رکھتے ہیں۔‘‘

دوصدیوں کو پانے والا

’’یہ تو ظاہر ہے کہ ذوالقرنین وہ ہوتا ہے جو دوصدیوں کو پانے والا ہو۔ اور میری نسبت یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے جس قدر اپنے اپنے طور پر صدیوں کی تقسیم کر رکھی ہے۔ ان تمام تقسیموں کے لحاظ سے جب دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ میں نے ہر ایک قوم کی دوصدیوں کو پالیا ہے۔ میری عمر اس وقت تخمیناً 67 سال ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس حساب

سے جیسا کہ میں نے دو ہجری صدیوں کو پالیا ہے۔ ایسا ہی دو عیسائی صدیوں کو بھی پالیا ہے اور ایسا ہی دو ہندی صدیوں کو بھی جن کا سن بکرماجیت سے شروع ہوتا ہے۔ اور میں نے جہاں تک ممکن تھا قدیم زمانہ کے تمام ممالک شرقی اور غربی کی مقرر شدہ صدیوں کا ملاحظہ کیا ہے۔ کوئی قوم ایسی نہیں جس کی مقرر کردہ صدیوں میں سے دو صدئیں میں نے نہ پائی ہوں۔

اور بعض احادیث میں آچکا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ ذوالقرنین ہوگا۔ غرض بموجب نصّ وحیٔ الٰہی کے مَیں ذوالقرنین ہوں۔ اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کی ان آیتوں کی نسبت جو سورۃ کہف میں ذوالقرنین کے قصّہ کے بارے میں ہیں، میرے پر پیشگوئی کے رنگ میں معنے کھولے ہیں، مَیں ذیل میں ان کو بیان کرتا ہوں۔ مگر یاد رہے کہ پہلے معنوں سے انکار نہیں ہے۔ وہ گزشتہ سے متعلق ہیں اور یہ آئندہ کے متعلق۔ اور قرآن شریف صرف قصّہ گو کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ہر ایک قصّہ کے نیچے ایک پیشگوئی ہے۔ اور ذوالقرنین کا قصّہ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ایک پیشگوئی اپنے اندر رکھتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 119-118)

''(چنانچہ اللہ تعالیٰ نے۔ناقل) فرمایا اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۔یعنی ہم اس کو یعنی مسیح موعود کو جو ذوالقرنین بھی

کہلائے گا روئے زمین پر ایسا مستحکم کریں گے کہ کوئی اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور ہم ہر طرح سے ساز وسامان اس کو دے دیں گے اور اس کی کارروائیوں کو سہل اور آسان کر دیں گے۔ یاد رہے کہ یہ وحی براہین احمدیہ حصص سابقہ میں بھی میری نسبت ہوئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اَلَمْ نَجْعَلْ لَکَ سَھُوْلَۃً فِی کُلِّ اَمْرٍ** یعنی کیا ہم نے ہر ایک امر میں تیرے لئے آسانی نہیں کر دی۔ یعنی کیا ہم نے تمام وہ سامان تیرے لئے میسر نہیں کر دئے جو تبلیغ اور اشاعت حق کے لئے ضروری تھے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اس نے میرے لئے وہ سامان تبلیغ اور اشاعتِ حق کے میسّر کر دیئے جو کسی نبی کے وقت میں موجود نہ تھے۔ تمام قوموں کی آمدورفت کی راہیں کھولی گئیں۔ طے مسافرت کے لئے وہ آسانیاں کر دی گئیں کہ برسوں کی راہیں دنوں میں طے ہونے لگیں۔ اور خبر رسانی کے وہ ذریعے پیدا ہوئے کہ ہزاروں کوس کی خبریں چند منٹوں میں آنے لگیں۔ ہر ایک قوم کی وہ کتابیں شائع ہوئیں جو مخفی اور مستور تھیں اور ہر ایک چیز کے بہم پہنچانے کے لئے ایک سبب پیدا کیا گیا۔ کتابوں کے لکھنے میں جو جو دقتیں تھیں وہ چھاپہ خانوں سے دفع اور دُور ہو گئیں۔''

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 120-119۔ براہین احمدیہ پنجم)

''پھر بعد اس کے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے **فَأَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ**

تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا۔ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَى رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا۔ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَى وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا یعنی جب ذوالقرنین کو جو مسیح موعود ہے۔ ہر ایک طرح کے سامان دیئے جائیں گے۔ پس وہ ایک سامان کے پیچھے پڑے گا یعنی وہ مغربی ممالک کی اصلاح کے لئے کمر باندھے گا اور وہ دیکھے گا کہ آفتاب صداقت اور حقّانیت ایک کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہو گیا اور اس غلیظ چشمہ اور تاریکی کے پاس ایک قوم کو پائے گا جو مغربی قوم کہلائے گی۔ یعنی مغربی ممالک میں عیسائیت کے مذہب والوں کو نہایت تاریکی میں مشاہدہ کرے گا۔ نہ ان کے مقابل پر آفتاب ہوگا جس سے وہ روشنی پاسکیں اور نہ ان کے پاس پانی صاف ہوگا جس کو وہ پیویں یعنی ان کی علمی و عملی حالت نہایت خراب ہوگی۔ اور وہ روحانی روشنی اور روحانی پانی سے بے نصیب ہوں گے۔ تب ہم ذوالقرنین یعنی مسیح موعود کو کہیں گے کہ تیرے اختیار میں ہے چاہے تو ان کو عذاب دے یعنی عذاب نازل ہونے کے لئے بددعا کرے (جیسا کہ احادیث صحیحہ میں مروی ہے) یا ان کے ساتھ حسن سلوک کا شیوہ اختیار کرے۔ تب ذوالقرنین یعنی مسیح موعود جواب دے گا کہ ہم اسی کو سزا دلانا چاہتے ہیں جو ظالم ہو۔ وہ دنیا میں بھی ہماری بددعا سے سزایاب ہوگا اور پھر آخرت میں سخت عذاب دیکھے گا۔ لیکن جو شخص سچائی سے منہ نہیں پھیرے گا اور نیک عمل کرے گا، اس کو نیک بدلہ دیا جائے گا اور اس کو

انہیں کاموں کی بجا آوری کا حکم ہوگا جو سہل ہیں اور آسانی سے ہو سکتے ہیں۔

غرض یہ مسیح موعود کے حق میں پیشگوئی ہے کہ وہ ایسے وقت میں آئے گا جبکہ مغربی ممالک کے لوگ نہایت تاریکی میں پڑے ہوں گے۔ اور آفتاب صداقت ان کے سامنے سے بالکل ڈوب جائے گا اور ایک گندے اور بدبودار چشمہ میں ڈوبے گا یعنی بجائے سچائی کے، بدبودار عقائد اور اعمال ان میں پھیلے ہوئے ہوں گے۔ اور وہی ان کا پانی ہوگا جس کو وہ پیتے ہوں گے۔ اور روشنی کا نام ونشان نہ ہوگا۔ تاریکی میں پڑے ہوں گے اور ظاہر ہے کہ یہی حالت عیسائی مذہب کی آجکل ہے جیسا کہ قرآن شریف نے ظاہر فرمایا ہے۔ اور عیسائیت کا بھاری مرکز ممالک مغربیہ ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَى قَوْمٍ لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا۔ كَذَلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا۔** یعنی پھر ذوالقرنین جو مسیح موعود ہے جس کو ہر ایک سامان عطا کیا جائے گا۔ ایک اور سامان کے پیچھے پڑے گا یعنی ممالک شرقیہ کے لوگوں کی حالت پر نظر ڈالے گا اور وہ جگہ جس سے سچائی کا آفتاب نکلتا ہے، اس کو ایسا پائے گا کہ ایک ایسی نادان قوم پر آفتاب نکلا ہے جن کے پاس دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی بھی سامان نہیں۔ یعنی وہ لوگ ظاہر پرستی اور افراط کی دھوپ سے جلتے

ہوں گے۔اور حقیقت سے بے خبر ہوں گے اور ذوالقرنین یعنی مسیح موعود کے پاس حقیقی راحت کا سامان سب کچھ ہوگا جس کو ہم خوب جانتے ہیں۔مگر وہ قبول نہیں کریں گے۔اور وہ لوگ افراط کی دھوپ سے بچنے کے لئے کچھ بھی پناہ نہیں رکھتے ہوں گے۔نہ گھر نہ سایہ دار درخت، نہ کپڑے جو گرمی سے بچا سکیں۔اس لئے آفتاب صداقت جو طلوع کرے گا۔ان کی ہلاکت کا موجب ہو جائے گا۔یہ ان لوگوں کے لئے ایک مثال ہے جو آفتاب ہدایت کی روشنی تو ان کے سامنے موجود ہے اور اس گروہ کی طرح نہیں ہیں جن کا آفتاب غروب ہو چکا ہے لیکن ان لوگوں کو اس آفتاب ہدایت سے بجز اس کے کوئی فائدہ نہیں کہ دھوپ سے چمڑا ان کا جل جائے اور رنگ سیاہ ہو جائے۔اور آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہے۔

اس تقسیم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے کے لئے تین قسم کا دورہ ہوگا۔اوّل اس قوم پر نظر ڈالے گا جو آفتاب ہدایت کو کھو بیٹھے ہیں۔اور ایک تاریکی اور کیچڑ کے چشمہ میں بیٹھے ہیں۔دوسرا دورہ اس کا ان لوگوں پر ہوگا جو ننگ دھڑنگ آفتاب کے سامنے بیٹھے ہیں۔یعنی ادب سے اور حیا سے اور تواضع سے اور نیک ظن سے کام نہیں لیتے۔نرے ظاہر پرست ہیں گویا آفتاب کے ساتھ لڑنا چاہتے ہیں۔سو وہ بھی فیض آفتاب سے بے نصیب ہیں اور ان کو آفتاب سے بجز جلنے کے اَور کوئی حصہ نہیں۔یہ ان مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے

جن میں مسیح موعود ظاہر تو ہوا مگر وہ انکار اور مقابلہ سے پیش آئے اور حیا اور ادب اور حسن ظن سے کام نہ لیا۔ اس لئے سعادت سے محروم ہو گئے۔

بعد اس کے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا۔ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا۔ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا۔ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا۔ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا۔ قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا۔ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا۔ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا۔ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا۔ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۔ پھر ذوالقرنین یعنی مسیح موعود ایک اور سامان کے پیچھے پڑے گا اور جب وہ ایک ایسے موقعہ پر پہنچے گا یعنی جب وہ ایک ایسا نازک زمانہ پائے گا جس کو بین السدّین کہنا چاہئے یعنی دو پہاڑوں کے

پیچ۔ مطلب یہ کہ ایسا وقت پائے گا جبکہ دوطرفہ خوف میں لوگ پڑے ہوں گے اور ضلالت کی طاقت حکومت کی طاقت کے ساتھ مل کر خوفناک نظارہ دکھائے گی۔ تو ان دونوں طاقتوں کے ماتحت ایک قوم کو پائے گا جو اس کی بات کو مشکل سے سمجھیں گے۔ یعنی غلط خیالات میں مبتلا ہوں گے اور بباعث غلط عقائد، مشکل سے اس ہدایت کو سمجھیں گے جو وہ پیش کرے گا لیکن آخر کار سمجھ لیں گے اور ہدایت پالیں گے اور یہ تیسری قوم ہے جو مسیح موعود کی ہدایات سے فیضیاب ہوں گے۔ تب وہ اس کو کہیں گے کہ اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے۔ پس اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم آپ کے لئے چندہ جمع کر دیں تا آپ ہم میں اور ان میں کوئی روک بنا دیں۔ وہ جواب میں کہے گا کہ جس بات پر خدا نے مجھے قدرت بخشی ہے وہ تمہارے چندوں سے بہتر ہے۔ ہاں اگر تم نے کچھ مدد کرنی ہو تو اپنی طاقت کے موافق کرو۔ تا مَیں تم میں اور ان میں ایک دیوار کھینچ دوں۔ یعنی ایسے طور پر ان پر حجّت پوری کروں کہ وہ کوئی طعن تشنیع اور اعتراض کا تم پر حملہ نہ کر سکیں۔ لوہے کی سلیں مجھے لا دو تا آمد و رفت کی راہوں کو بند کیا جائے۔ یعنی اپنے تئیں میری تعلیم اور دلائل پر مضبوطی سے قائم کرو اور پوری استقامت اختیار کرو۔ اور اس طرح پر خود لوہے کی سل بن کر مخالفانہ حملوں کو روکو۔ اور پھر سِلوں میں آگ پھونکو جب تک کہ وہ خود آگ بن جائیں۔ یعنی محبت الٰہی اس قدر اپنے اندر بھڑکاؤ کہ خود الٰہی رنگ اختیار کرو۔ یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے کمال

محبت کی یہی علامت ہے کہ محبّ میں ظلّی طور پر الٰہی صفات پیدا ہو جائیں اور جب تک ایسا ظہور میں نہ آوے تب تک دعویٰ محبت جھوٹ ہے۔ محبت کاملہ کی مثال بعینہٖ لوہے کی وہ حالت ہے جبکہ وہ آگ میں ڈالا جائے اور اس قدر آگ اس میں اثر کرے کہ وہ خود آگ بن جائے۔ پس اگرچہ وہ اصلیت میں لوہا ہے، آگ نہیں ہے مگر چونکہ آگ نہایت درجہ اس پر غلبہ کر گئی ہے اس لئے آگ کی صفات اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ آگ کی طرح جلا سکتا ہے، آگ کی طرح اس میں روشنی ہے۔ پس محبت الٰہیہ کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس رنگ سے رنگین ہو جائے۔''

(روحانی خزائن جلد21، صفحہ 124-120۔ براہین احمدیہ پنجم)

شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے کی شرطیں

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذوالقرنین یعنی مسیح موعود اس قوم کو جو یاجوج ماجوج سے ڈرتی ہے، کہے گا کہ مجھے تانبا لا دو کہ میں اس کو پگھلا کر اس دیوار پر انڈیل دوں گا۔ پھر بعد اس کے یاجوج ماجوج طاقت نہیں رکھیں گے کہ ایسی دیوار پر چڑھ سکیں۔ یا اس میں سوراخ کر سکیں۔ یاد رہے کہ لوہا اگرچہ بہت دیر تک آگ میں رہ کر آگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے مگر مشکل سے پگھلتا ہے مگر تانبا جلد پگھل جاتا ہے اور سالک کے لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں پگھلنا بھی ضروری ہے۔ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے مستعد دل اور نرم طبیعتیں لاؤ کہ جو خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھ

کر پگھل جائیں کیونکہ سخت دلوں پر خدا تعالیٰ کے نشان کچھ اثر نہیں کرتے۔ لیکن انسان شیطانی حملے سے تب محفوظ ہوتا ہے کہ اوّل استقامت میں لوہے کی طرح ہو۔ اور پھر وہ لوہا خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ سے آگ کی صورت پکڑ لے۔ اور پھر دل پگھل کر اس لوہے پر پڑے اور اس کو منتشر اور پراگندہ ہونے سے تھام لے۔ سلوک تمام ہونے کے لئے یہ تین ہی شرطیں ہیں جو شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے سدّ سکندری ہیں۔ اور شیطانی روح اس دیوار پر چڑھ نہیں سکتی اور نہ اس میں سوراخ کر سکتی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ خدا کی رحمت سے ہوگا اور اس کا ہاتھ یہ سب کچھ کرے گا۔ انسانی منصوبوں کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔''

(روحانی خزائن جلد21، صفحہ 126-125۔ براہین احمدیہ پنجم)

''پھر فرمایا کہ ذوالقرنین کے زمانہ میں جو مسیح موعود ہے۔ ہر ایک قوم اپنے مذہب کی حمایت میں اٹھے گی۔ اور جس طرح ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے۔ ایک دوسرے پر حملہ کریں گے۔ اتنے میں آسمان پر قرنا پھونکی جائے گی یعنی آسمان پر خدا مسیح موعود کو مبعوث فرما کر ایک تیسری قوم پیدا کردے گا اور ان کی مدد کے لئے بڑے بڑے نشان دکھلائے گا یہاں تک کہ تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر یعنی اسلام پر جمع کر دے گا۔ اور وہ مسیح کی آواز سنیں گے اور اس کی طرف دوڑیں گے۔''

(روحانی خزائن جلد21، صفحہ 126۔ براہین احمدیہ پنجم)

''یہ زمانہ چونکہ کشفِ حقائق کا زمانہ ہے اور خدا تعالیٰ قرآن شریف کے

حقائق اور معارف مجھ پر کھول رہا ہے۔ ذوالقرنین کے قصّے کی طرف جو میری توجہ ہوئی تو مجھے یہ سمجھایا گیا ہے کہ ذوالقرنین کے پیرایہ میں مسیح موعود ہی کا ذکر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ذوالقرنین اس لئے رکھا ہے کہ قرن چونکہ صدی کو کہتے ہیں اور مسیح موعود دو قرنوں کو پائے گا اس لئے ذوالقرنین کہلائے گا۔ چونکہ میں نے تیرھویں اور چودھویں صدی دونوں پائی ہیں اور اسی طرح پر دوسری صدیاں ہندوؤں اور عیسائیوں کی بھی پائی ہیں۔ اس لحاظ سے تو ذوالقرنین ہے۔ اور پھر اسی قصّہ میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ذوالقرنین نے تین قومیں پائیں۔ اوّل وہ جو غروب آفتاب کے پاس ہے اور کیچڑ میں ہے۔ اس سے مراد عیسائی قوم ہے جس کا آفتاب ڈوب گیا ہے یعنی شریعت حقّہ ان کے پاس نہیں رہی، روحانیت مرگئی اور ایمان کی گرمی جاتی رہی۔ یہ ایک کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔

دوسری قوم وہ ہے جو آفتاب کے پاس ہے اور جھلسنے والی دھوپ ہے۔ یہ مسلمانوں کی موجودہ حالت ہے۔ آفتاب یعنی شریعت حقّہ ان کے پاس موجود ہے مگر یہ لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے کیونکہ فائدہ تو حکمتِ عملی سے اٹھایا جاتا ہے جیسے مثلاً روٹی پکانا۔ وہ گو آگ سے پکائی جاتی ہے لیکن جب تک اس کے مناسب حال انتظام اور تدبیر نہ کی جاوے، وہ روٹی تیار نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح پر شریعت حقّہ سے کام لینا بھی ایک حکمت عملی کو چاہتا ہے۔ پس مسلمانوں نے اس وقت باوجودیکہ ان کے پاس آفتاب

اوراس کی روشنی موجود تھی اور ہے،لیکن کام نہیں لیااور مفید صورت میں اس کواستعمال نہیں کیا۔اور خدا کے جلال اور عظمت سے حصہ نہیں لیا۔

اور تیسری وہ قوم ہے جس نے اس سے فریاد کی کہ ہم کو یاجوج ماجوج سے بچا۔ یہ ہماری قوم ہے جو مسیح موعود کے پاس آئی اور اس نے اس سے استفادہ کرنا چاہا ہے۔غرض آج ان قصّوں کا علمی رنگ ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ یہ قصّہ پہلے بھی کسی رنگ میں گذرا ہےلیکن یہ سچّی بات ہے کہ اس قصّہ میں واقعہ آئندہ کا بیان بھی بطور پیشگوئی تھا۔ جو آج اس زمانہ میں پورا ہو گیا۔''

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد دوم صفحہ 175-174)

ایک دوست حکیم مرزا محمود صاحب ایرانی نے بذریعہ خط سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آیت فَوَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ کے معنے دریافت کئے تو ان کے جواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''پس واضح ہو کہ آیت قرآنی بہت سے اسرار اپنے اندر رکھتی ہے جس کا احاطہ نہیں ہوسکتا اور جس کے ظاہر کے نیچے ایک باطن بھی ہے۔لیکن وہ معنے جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائے ہیں، وہ یہ ہیں کہ یہ آیت مع اپنے سابق اور لاحق کے مسیح موعود کے لئے ایک پیشگوئی ہے اور اس کے وقت ظہور کو مشخص کرتی ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسیح موعود بھی ذوالقرنین ہے۔ کیونکہ قرن عربی زبان میں صدی کو کہتے ہیں۔اور آیت قرآنی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ وعدہ کا مسیح جو کسی وقت ظاہر ہوگا اس کی

پیدائش اور اس کا ظاہر ہونا دوصدیوں پر مشتمل ہوگا۔ چنانچہ میرا وجود اسی طرح پر ہے۔ میرے وجود نے مشہور و معروف صدیوں میں خواہ ہجری ہیں خواہ مسیحی خواہ بکر ماجیتی اس طور پر اپنا ظہور کیا ہے کہ ہر جگہ دوصدیوں پر مشتمل ہے۔ صرف کسی ایک صدی تک میری پیدائش اور ظہور ختم نہیں ہوئے۔ غرض جہاں تک مجھے علم ہے۔ میری پیدائش اور میرا ظہور ہر ایک مذہب کی صدی میں صرف ایک صدی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ دوصدیوں میں اپنا قدم رکھتا ہے۔ پس ان معنوں سے میں ذوالقرنین ہوں۔ چنانچہ بعض احادیث میں بھی مسیح موعود کا نام ذوالقرنین آیا ہے۔ ان حدیثوں میں بھی ذوالقرنین کے یہی معنے ہیں جو میں نے بیان کئے۔ اب باقی آیت کے معنے پیشگوئی کے لحاظ سے یہ ہیں کہ دنیا میں دوقومیں بڑی ہیں جن کو مسیح موعود کی بشارت دی گئی ہے اور مسیحی دعوت کے لئے پہلے انہیں کا حق ٹھہرایا گیا ہے۔ سو خدا تعالیٰ ایک استعارے کے رنگ میں اس جگہ فرماتا ہے کہ مسیح موعود جو ذوالقرنین ہے، اپنی سیر میں دوقوموں کو پائے گا۔ ایک قوم کو دیکھے گا کہ وہ تاریکی میں ایک ایسے بدبودار چشمے پر بیٹھی ہے کہ جس کا پانی پینے کے لائق نہیں اور اس میں سخت بدبودار کیچڑ ہے اور اس قدر ہے کہ اب اس کو پانی نہیں کہہ سکتے۔ یہ عیسائی قوم ہے جو تاریکی میں ہے جنہوں نے مسیحی چشمہ کو اپنی غلطیوں سے بدبودار کیچڑ میں ملا دیا ہے۔

دوسری سیر میں مسیح موعود نے جو ذوالقرنین ہے، ان لوگوں کو دیکھا جو

آفتاب کی جلتی ہوئی دھوپ میں بیٹھے ہیں۔اورآفتاب کی دھوپ اوران
میں کوئی اوٹ نہیں اورآفتاب سے انہوں نے کوئی روشنی تو حاصل نہیں کی
اورصرف یہ حصہ ملاہے کہ ان سے بدن اُن کے جل رہے ہیں۔اوراوپر کی
جلد سیاہ ہوگئی ہے۔اس قوم سے مراد مسلمان ہیں جوآفتاب کے سامنے تو
ہیں مگر بجز جلنے کے اور کچھ ان کو فائدہ نہیں ہوا۔یعنی ان کو توحید کا آفتاب
دیا گیا مگر بجز جلنے کے آفتاب سے انہوں نے کوئی حقیقی روشنی حاصل نہیں
کی۔یعنی دینداری کی سچی خوبصورتی اور سچے اخلاق وہ کھو بیٹھے اور تعصّب
اور کینہ اور اشتعالِ طبع اور درندگی کے چلن ان کے حصہ میں آ گئے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد20،صفحہ 199۔لیکچر لاہور)

مبارک وہ جوان پیشگوئیوں کوغور سے پڑھے

’’خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پیرایہ میں فرماتا ہے کہ ایسے وقت میں
مسیح موعود جو ذوالقرنین ہے آئے گا جبکہ عیسائی تاریکی میں ہوں گے اور
ان کے حصہ میں صرف ایک بدبودار کیچڑ ہوگا جس کو عربی میں حَمَأ کہتے
ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ میں صرف خشک توحید ہوگی جو تعصّب اور
درندگی کی دھوپ سے جلے ہوں گے۔ اور کوئی روحانیت صاف نہیں
ہوگی۔اور پھر مسیح موعود جو ذوالقرنین ہے۔ایک تیسری قوم کو پائیں گے
جو یاجوج ماجوج کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوگی۔اور وہ لوگ بہت دیندار
ہوں گے اور ان کی طبیعتیں سعادتمند ہوں گی۔اور وہ ذوالقرنین سے جو

مسیح موعود ہے، مدد طلب کریں گے تا یاجوج ماجوج کے حملوں سے بچ
جائیں اور وہ ان کے لئے سدِّ روشن بنادے گا۔ یعنی ایسے پختہ دلائل
اسلام کی تائید میں ان کو تعلیم دے گا۔ یاجوج ماجوج کے حملوں کو قطعی طور پر
روک دے گا۔ اور ان کے آنسو پونچھے گا اور ہر ایک طور سے ان کی مدد
کرے گا اور ان کے ساتھ ہوگا۔ یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو مجھے
قبول کرتے ہیں۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے اور اس میں صریح طور پر
میرے ظہور اور میرے وقت اور میری جماعت کی خبر دی گئی ہے۔ پس
مبارک وہ جو اِن پیشگوئیوں کو غور سے پڑھے۔''

(روحانی خزائن جلد20، صفحہ 200-199۔ لیکچر لاہور)

ذو عقل متین

اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ ذُوْعَقْلٍ مَتِیْنٍ

ترجمہ: تو آج ہمارے نزدیک صاحبِ مرتبہ اور امانت دار اور قوی العقل ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 82)

نوٹ: اس مرکب نام کے ذریعہ آپ کے مخالفوں اور دشمنوں کے ان فتووں کا ردّ کیا گیا ہے جن میں نعوذ باللہ من ذلک آپ کو نافہم، غبی، بلید، کم عقل اور احمق وغیرہ ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

رجل فارسی

رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہے

''یہ عجیب بات ہے کہ جیسا کہ احادیث نبویہ میں مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا، ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ضائع شدہ ایمان کو بحال کرے گا۔جیسا کہ لکھا ہے **لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَا لَهٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِسْ** یعنی اگر ایمان ثریا پر چلا جاتا تب بھی ایک رجل فارسی اس کو واپس لے آتا۔اب ظاہر ہے کہ رجل فارسی کو اس حدیث میں اس قدر فضیلت دی گئی ہے اور اس قدر کارِنمایاں کام اس کا دکھلایا گیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ رجل فارسی مسیح موعود سے افضل ہے۔کیونکہ مسیح موعود بقول مخالفوں کے صرف دجال کو قتل کرے گا۔لیکن رجل فارسی ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا۔جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔پس وہی زمانہ رجل فارسی کا اور وہی زمانہ مسیح موعود کا ہے۔مگر جس حالت میں رجل فارسی یہ خاص خدمت ادا کرے گا کہ ایمان کو آسمان سے واپس لائے گا۔تو پھر اس کے مقابل پر

مسیح موعود کی کوئی دینی خدمت ثابت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ دجّال کو قتل کرنا صرف دفع شرّ ہے جو مدارِ نجات نہیں۔ مگر آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو مومن کامل بنانا یہ افاضۂ خیر ہے جو مدارِ نجات ہے۔ اور افاضۂ خیر سے دفع شرّ کو کچھ نسبت نہیں۔ ماسوا اس کے ظاہر ہے کہ جو شخص اس قدر افاضۂ خیر کرے گا کہ ثریّا سے ایمان کو واپس لائے گا۔ اسکی نسبت کوئی عقلمند خیال نہیں کرسکتا کہ وہ دفع شرّ پر قادر نہیں ہوگا۔ پس یہ خیال بالکل غیر معقول ہے کہ آخری زمانہ میں افاضۂ خیر تو رجل فارسی کرے گا۔ مگر دفع شرّ مسیح موعود کرے گا۔ جس کو آسمان پر چڑھنے کی طاقت ہے کیا وہ زمین کے شرّ کو دُور نہیں کرسکتا؟ غرض اس زمانہ کے مسلمانوں کی یہ غلطی قابل افسوس ہے کہ مسیح موعود اور رجل فارسی کو دو مختلف آدمی سمجھتے ہیں۔ اور آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عقدہ کو کھول دیا ہے کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے ....اور دوسری طرف مجھے رجل فارسی مقرر کرکے بار بار اسی نام سے پکارا ہے جیسا کہ فرمایا ہے **اِنَّ الَّذِیْنَ صَدُّوا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَدَّ عَلَیْھِمْ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ**۔ یعنی عیسائی اور دوسرے ان کے بھائی جو لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں۔ اس رجل فارسی یعنی اس احقر نے ان کا ردّ لکھا ہے۔ خدا اس کی اس خدمت کا شکر گذار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام یعنی عیسائیوں کا مقابلہ کرنا یہ اصل خدمت مسیح موعود کی ہے۔ پس اگر رجل فارسی مسیح موعود نہیں تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام رجل

فارسی کے سپرد کیا گیا ہے۔اس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود
ایک ہی شخص کے نام ہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 502-500۔تتمہ حقیقۃ الوحی)

’’اوراگرکوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث **لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَا لَهٗ رَجُل مِنْ فَارِسْ** اس عاجز کے حق میں ہے۔اور کیوں جائز نہیں کہ امّت محمدیہ میں سے کسی اَور کے حق میں ہوتو اس کا جواب یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں بار باراس حدیث کا مصداق وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا ہے کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 503-502۔تتمہ حقیقۃ الوحی)

رحمۃ للعالمین

"وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعٰلَمِيْنَ"

ہم نے تجھے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 547)

ایک دوسری جگہ اس طرح ترجمہ فرمایا ہے:

"مَیں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا سب لوگوں کے لئے رحمت کا سامان پیش کروں"

(روحانی خزائن جلد اوّل۔صفحہ 603 حاشیہ نمبر3۔براہین احمدیہ)

نوٹ: شروع میں لکھا جاچکا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام القاب وخطابات آنحضرت ﷺ کی پیروی میں ملے ہیں اور یہ زمانہ برکات محمدیہ کا زمانہ ہے۔سچ ہے کہ ؎

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا

رَحَی الاسلام

''اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزَلَۃِ رَحَی الْاِسْلَام
تُو مجھ سے بمنزلہ اسلام کی چکّی کے ہے۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 620)

چکّی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصہ چکّی کا جو سامنے آتا ہے بباعث گردش کے پردہ میں آجاتا ہے اور وہ حصہ جو پردہ میں ہوتا ہے، سامنے آجاتا ہے۔ آپؑ کا نام رحی الاسلام رکھ کر یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اسلام کا وہ حقیقی چہرہ جو پردۂ اخفا میں تھا آپ کی بعثت کے نتیجہ میں، آپؑ کے ذریعہ سے پھر دنیا پر اپنے حسن و جمال کے ساتھ آشکار ہوگا۔ اور اسلام کی مخفی اور در پردہ خوبیاں اور کمالات پھر سے ظاہر ہوجائیں گے۔ اور اسلام کی موجودہ کمزور حالت جاتی رہے گی۔

رُسُل

''کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رُسُل رکھا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ مَیں آدم ہوں، مَیں شیث ہوں، مَیں نوح ہوں، مَیں ابراہیم ہوں، مَیں اسحاق ہوں، مَیں اسماعیل ہوں، مَیں یعقوب ہوں، مَیں یوسف ہوں، مَیں موسیٰ ہوں، مَیں داؤد ہوں، مَیں عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت ﷺ کے نام کا مَیں مظہر اَتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمد اور احمد ہوں۔''

(تذکرہ طبع چہارم۔ صفحہ 540)

روح الصدق

’’نَفَخْتُ فِیْکَ مِن لَّدُنِّي رُوْحَ الصِّدْقِ
مَیں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا‘‘۔

(روحانی خزائن جلد19،صفحہ 49-48۔کشتی نوح)

روح اللہ

روح اللہ کہہ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر قسم کے ناپاک اور خطرناک الزامات اور بہتانوں سے پاک ٹھہرایا گیا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب انسان تبتّل الی اللہ میں ایسا کمال حاصل کرے کہ فقط روح رہ جائے۔تب وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک روح اللہ ہو جاتا ہے۔اور آسمان میں اس کا نام عیسیٰ رکھا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اس کو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا سایہ اس کو وہ پیدائش عنائت کرتا ہے۔پس درحقیقت تزکیہ اور فنافی اللہ کا کمال یہی ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے اس قدر تجرد حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہ جائے۔یہی مرتبہ عیسویت ہے۔“

(روحانی خزائن جلد چہارم صفحہ 368۔نشان آسمانی)

رُودر گوپال

''کشفی طور پر ایک مرتبہ مجھے ایک شخص دکھایا گیا۔ گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے۔ وہ میرے سامنے کھڑا ہوا اور مجھے مخاطب کر کے بولا کہ '' ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے''۔ اسی وقت میں نے سمجھا کہ تمام دنیا ایک رودر گوپال کا انتظار کر رہی ہے۔ کیا ہندو اور کیا مسلمان اور کیا عیسائی۔ مگر اپنے اپنے لفظوں اور زبانوں میں اور سب نے یہی وقت ٹھہرایا ہے۔ اور اس کی یہ دونوں صفتیں قائم کی ہیں۔ یعنی سؤروں کو مارنے والا اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا اور وہ مَیں ہوں جس کی نسبت ہندوؤں میں پیشگوئی کرنے والے قدیم سے زور دیتے آئے ہیں کہ وہ آریہ ورت میں یعنی اسی ملک ہند میں پیدا ہوگا اور انہوں نے اس کے مسکن کے نام بھی رکھے ہیں۔ مگر وہ تمام نام استعارہ کے طور پر ہیں جن کے نیچے ایک اور حقیقت ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 318-317 حاشیہ، تحفہ گولڑویہ)

سَاقُ اللّٰه

"اَنَا سَاقُ اللّٰهِ الْمَكْشُوْف"

من ساق خدا ہستم کہ کشادہ است

(روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 474 لجۃ النّور)

السَّبِیْل

''اَنَا النَّھَارُ وَالشَّمْسُ وَالسَّبِیْلُ''

(روحانی خزائن جلد16،صفحہ 474،لجۃ النور)

میں دن ہوں اور سورج ہوں اور راہ ہوں۔

''مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور مَیں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نُور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے''۔

(روحانی خزائن جلد19 صفحہ 61، کشتیٔ نوح)

سِرَاجًا مُنِیْرًا

ایک امّتی کے تعریف کرنے میں دو بزرگ فائدے

''اس جگہ بعض خاموں کے دلوں میں یہ وہم بھی گذر سکتا ہے کہ اس مندرجہ بالا الہامی عبارت میں کیوں ایک مسلمان کی تعریفیں لکھی گئی ہیں۔ سو سمجھنا چاہئے کہ ان تعریفوں سے دو بزرگ فائدے متصوّر ہیں جن کو حکیم مطلق نے خلق اللہ کی بھلائی کے لئے مدّنظر رکھ کر ان تعریفوں کو بیان فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ تا نبی متبوع کی متابعت کی تاثیریں معلوم ہوں۔ اور تا عامۂ خلائق پر واضح ہو کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی کس قدر شانِ بزرگ ہے۔ اور اس آفتابِ صداقت کی کیسی اعلیٰ درجے پر روشن تاثیریں ہیں جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے، کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے، کسی کو آیت اللہ اور حجت اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔

دوسرے یہ فائدہ کہ نئے مستفیض کی تعریف کرنے میں بہت سی اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح متصور ہے۔ کیونکہ جس حالت میں اکثر جاہلوں نے گزشتہ اولیاء اور صالحین پر صدہا اس قسم کی تہمتیں لگا رکھی ہیں کہ گویا انہوں نے آپ یہ فہمائش کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھہراؤ۔ اور ہم

سے مرادیں مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر اور متصرف فی الکائنات سمجھو۔ تو اس صورت میں اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں ان کو اپنے پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں تب تک وعظ اور پند اس مصلح جدید کا بہت ہی کم مؤثر ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ ضرور دل میں کہیں گے کہ یہ حقیر آدمی ہمارے پیروں کی شانِ بزرگ کو کب پہنچ سکتا ہے۔ اور جب خود ہمارے بڑے پیروں نے مرادیں دینے کا وعدہ دے رکھا ہے تو یہ کون ہے اور اس کی کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا ان کو چھوڑ کر اس کی سنیں۔

سو یہ دو فائدے بزرگ ہیں۔ جن کی وجہ سے اس مولیٰ کریم نے کہ جو سب عزتوں اور تعریفوں کا مالک ہے، اپنے ایک عاجز بندہ اور مشتِ خاک کی تعریفیں کیں۔ ورنہ درحقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف۔ سب تعریفیں اور نیکیاں اسی ایک کی طرف راجع ہیں کہ جو ربّ العالمین اور الحیّ القیّوم ہے۔''

(روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 272-270 حاشیہ نمبر 1۔ براہین احمدیہ چار حصص)

سلامتی کا شہزادہ

''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں اور ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔''

(روحانی خزائن جلد22، صفحہ 411 حقیقۃ الوحی)

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 531)

''جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ گویا مَیں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور مَیں شریر۔ اور خدا تعالیٰ اس کے ردّ میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلّت کی موت اور ذلّت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر خارق نہ رہے۔''

(روحانی خزائن جلد22، صفحہ 411 حاشیہ، حقیقۃ الوحی)

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 531۔ حاشیہ)

؎

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچّے ہوویں شرمسار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور ان کی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 100، حقیقۃ الوحی)

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 555-556)

سلطان احمد مختار

’’بعالمِ کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے۔ اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے۔ پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری؟ جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعبناک جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہیں۔ اور تصویر کے یمین و یسار حجۃ اللہ القادر سلطانِ احمد مختار لکھا تھا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ 615 حاشیہ نمبر 3۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصص)

سلطان عبدالقادر

''اس الہام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے۔ یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں، ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جوآ اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ یہ فقرہ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہے جس کے معنے ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔ اُحِلَّ لَهُ الطَّیِّبَاتُ قُلْ مَا فَعَلْتُ اِلَّا مَا اَمَرَنِیَ اللّٰهُ ۔اس سلطان عبدالقادر کے لئے وہ تمام چیزیں حلال کی گئیں جو پاک ہیں۔ کہہ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو بلکہ وہی کیا جو خدا نے مجھے فرمایا۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 599)

سلطان القلم

''یہ مقام (ہندوستان) دارالحرب ہے پادریوں کے مقابلے میں۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹھیں مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب ان کے ہمرنگ ہو۔ جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں، اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہیئے۔ اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا ہے۔ اور میرے قلم کو ذوالفقارِعلی فرمایا۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 58 حاشیہ)

حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار (جن میں مہدیٔ ہند کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں) میں سے مندرجہ ذیل شعر لکھ کر تحریر فرماتے ہیں ۔

ید بیضا کہ با او تابندہ

باز با ذوالفقار مے بینم

''یعنی اس کا وہ روشن ہاتھ جو اتمام کے حجت کی رو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے۔ پھر میں اس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرّم اللہ کے ہاتھ میں تھی۔ مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اس امام کو دے دے گا۔ اس طرح پر کہ اس کا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کرے گا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی۔ سو وہ ہاتھ ایسا ہو گا

کہ گویا کہ وہ ذوالفقارعلی کرم اللہ وجہہ ہے جو پھر ظاہر ہوگئی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ امام سلطان القلم ہوگا۔ اور اس کی قلم ذوالفقار کا کام دے گی۔''

(روحانی خزائن جلد4، صفحہ 375۔نشان آسمانی)

''یہ عاجز بھی خالی نہیں آیا بلکہ مردوں کے زندہ ہونے کے لئے بہت سا آبِ حیات خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھی دیا ہے۔ بے شک جو شخص اس میں سے پئے گا، زندہ ہو جائے گا۔ بلاشبہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میرے کلام سے مُردے زندہ نہ ہوں اور اندھے آنکھیں نہ کھولیں اور مجذوم صاف نہ ہوں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔''

(روحانی خزائن جلد3، صفحہ 335-334 ازالہ اوہام حصہ دوم)

اور اپنے منظوم کلام میں آپؑ فرماتے ہیں:

وَ قَدْ اُعْطِیْتُ بُرْهَانًا کَرُمْحٍ

وَ ثَقَّفْنَاهُ تَثْقِیْفَ الْعَوَالِیْ

وَ حَرْبِیْ بِالدَّلَائِلِ لَا السِّهَامِ

وَقَوْلِیْ لَهْذَمٌ شَاجُّ الْقُذَالِ

(روحانی خزائن جلد5 صفحہ 595-594۔آئینہ کمالات اسلام)

اور مجھ کو نیزے جیسے دلائل دئے گئے ہیں اور ہم نے ان کو ایسا تیز کیا ہے جیسا نیزہ کی اَنِّی کو تیز کیا جاتا ہے۔ اور میری جنگ دلائل کے ساتھ ہے نہ کہ تیروں کے ساتھ اور میرا کلام تیز تلوار ہے جو کھوپریوں کو زخمی کرتا ہے۔

اسی طرح فرمایا:

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجّت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225، آئینہ کمالاتِ اسلام)

سلطان المشرق

''احادیث میں کئی قسم کے مہدیوں کی طرف اشارہ ہے اور مولویوں نے تمام احادیث کو ایک ہی جگہ خلط ملط کر کے گڑبڑ ڈال دیا ہے۔ اور اختلاط روایات کی وجہ سے اور نیز قلّتِ تدبّر کے باعث سے ان پر امر مشتبہ ہو گیا ہے۔ ورنہ چودھویں صدی کا مہدی جس کا نام سلطان المشرق بھی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ جس کے جہاد روحانی جہاد ہیں اور جو دجّالیت تامّہ کے پھیلنے کی وجہ سے عیسیٰ کی صفت پر نازل ہوا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 4، صفحہ 380-379۔ نشان آسمانی)

سلمان

''سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ

سلمان یعنی دو صلحیں اور پھر فرمایا عَلٰی مَشْرَبِ الْحَسَنِ۔ یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں بھی دو ہی صلحیں تھیں۔ ایک صلح تو انہوں نے حضرت معاویہ کے ساتھ کر لی اور دوسری صحابہؓ کی باہم صلح کرادی، اس سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود حَسَنی المشرب ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ''حسن کا دودھ پیئے گا''۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ مہدی آپؐ کی آل میں سے ہوگا۔ یہ مسئلہ اس الہام سے حل ہو گیا اور مسیح موعود کا جو مہدی بھی ہے، کام بھی معلوم ہو گیا۔ پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ وہ آتے ہی تلوار چلائے گا اور کافروں کو قتل کرے گا، جھوٹے ہیں۔ اصل بات یہی ہے جو اس الہام میں بتائی گئی ہے کہ وہ دو صلحوں کا وارث ہوگا۔ یعنی بیرونی طور پر بھی صلح کرے گا۔ اور اندرونی طور پر بھی مصالحت ہی کراوے گا۔''

(تذکرہ طبع چہارم۔ صفحہ 314)

''میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے۔ سَلْمَانُ مِنّا اَهْلَ الْبَيْت (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے، ہم میں سے ہے، جو اہل بیت ہیں۔ یہ وحی

الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اس عاجز کی سادات میں سے تھیں۔ اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی۔ اور بہت کچھ تفرقہ اُٹھ جائے گا۔ اور دوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائے گی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ تب خاتمہ ہوگا۔''

(روحانی خزائن جلد22 صفحہ 81 حاشیہ در حاشیہ۔ حقیقۃ الوحی)

''یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اس کی تصدیق آنحضرت ﷺ نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ **سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ عَلٰى مَشْرَبِ الحَسَن**۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں۔ یعنی مقدّر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور عناد کو دُور کرے گی۔ دوسری بیرونی کہ جو عداوت کے وجود کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی مَیں مراد ہوں۔ ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔''

(روحانی خزائن جلد18 صفحہ 213-212 حاشیہ۔ ایک غلطی کا ازالہ)

سیف الرحمان

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

جُهْدُ الْمُخَالِفِ بَاطِلٌ فِیْ اَمْرِنَا

سَیْفٌ مِنَ الرَّحْمَانِ لَا یَتَثَلَّمُ

مخالف کی کوششیں ہمارے معاملہ میں باطل ہیں۔ یہ رحمان کی تلوار ہے جو رخنہ پذیر نہیں ہوگی۔

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 362۔ حقیقۃ الوحی)

شاہد

سورۃ ہود آیت 18 میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی صداقت کے تین دلائل دیئے ہیں۔ اوّل آپ کا اپنا وجود، پاکیزہ زندگی اور آپ کے ذریعہ نشانات کا ظاہر ہونا۔ دوم یہ کہ آپ کو ایک شاہد دیا جائے گا جو آپ کے بعد آئے گا۔ تیسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب۔ جس میں آنحضرت ﷺ کے متعلق پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ اس آیت میں آنحضرت ﷺ کو جس شاہد کا وعدہ دیا گیا ہے وہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ خود آپؑ کو بھی ایک الہام میں شاہد کہا گیا ہے بلکہ

"شَاهِدُ نِزَاعٍ"

(تذکرہ طبع چہارم۔ صفحہ 43)

کہا گیا ہے یعنی ایسا گواہ جو تباہی ڈالنے والا ہے۔ یعنی اگر اس کی گواہی کو، جو حق و صداقت پر مشتمل ہوگی، ردّ کیا گیا تو اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکے گا اور وہ منکر قسم قسم کے عذابوں کا شکار ہوں گے۔ چنانچہ آپ اپنے منظوم کلام میں ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو

ہوگئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 738۔ حقیقۃ الوحی)

اسی طرح فرمایا:۔

ہائے میری قوم نے تکذیب کر کے کیا لیا
زلزلوں سے ہوگئے صدہا مساکن مثلِ غار

(روحانی خزائن جلد21 صفحہ 128 براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ایک اَور الہام میں اللہ تعالیٰ آپؑ سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے:

''قُلْ عِنْدِیْ شَهَادَةٌ مِنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُؤْمِنُوْن''

اس الہام کا ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان نہیں لاتے یعنی خدائے تعالیٰ کا تائیدات کرنا اور اسرارِ غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائقِ الٰہیہ سے اطلاع بخشنا۔ یہ سب خدا کی شہادت ہے جس کو قبول کرنا ایماندار کا فرض ہے۔''

(تذکرہ طبع چہارم۔ صفحہ 79)

(روحانی خزائن جلد اول صفحہ 663-662 حاشیہ نمبر 4۔ براہین احمدیہ)

آپ قرآنی خوارق ومعجزات اور آنحضرت ﷺ کی روحانی قوّت کے گواہ ہیں

حضور علیہ السلام اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں قرآنی خوارق ومعجزات اور اپنے آقا ومطاع محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی روحانی قوّت اور اعلیٰ مرتبت کا ذکر

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہوجائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا۔ اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے۔ بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں۔ اور اس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اس کے عظیم الشان نبیؐ اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے جو ربّانی طاقتوں کا مظہر ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ اور قرآن شریف کا وعدہ یہ ہے کہ **لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا** اور یہ وعدہ ہے کہ **اَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ** اور یہ وعدہ ہے کہ **وَیَجْعَلْ لَکُمْ فُرْقَانًا**۔ اس وعدہ کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے۔ اور ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان

لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دئے جائیں گے یعنی بکثرت دئے جائیں گے ورنہ شاذونادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آسکتی ہے مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ کے ساتھ کچھ مشابہت نہیں اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی رُوح القدس سے تائید کی جائے گی یعنی اُن کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی اور اُن کی کشفی حالت نہایت صفا کی جائے گی اور اُن کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائے گی اور اُن کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے اور پھر فرمایا کہ خدا اُن میں اور اُن کے غیر میں ایک فرق بیّن رکھ دے گا یعنی بمقابل اُن کے باریک معارف کے جو اُن کو دئے جائیں گے اور بمقابل اُن کے کرامات اور خوارق کے جو اُن کو عطا ہوں گی دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رؤیت ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 410-409۔ چشمۂ معرفت)

فَاعْلَمْ بِاَنَّ الْعَيْشَ لَيْسَ بِثَابِتٍ
بَلْ مَاتَ عِيْسٰى مِثْلَ عَبْدٍ فَانٖ
وَ نَبِيُّنَا حَيٌّ وَ اِنِّيْ شَاهِدٌ
وَ قَدِ اقْتَطَفْتُ قَطَائِفَ اللُّقْيَانِ

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 593۔ آئینہ کمالات اسلام)

ترجمہ: 1۔ جان لو کہ (عیسیٰ علیہ السلام کی) زندگی ثابت نہیں بلکہ عیسیٰؑ ایک فانی بندہ کی طرح مر گئے۔

2۔ اور ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں اور میں گواہ ہوں اور مَیں آپؐ کی ملاقات کے ثمرات سے بہرہ مند ہوا ہوں۔

حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی عظمت اور سچائی کی گواہی دینے کے لئے بھیجا گیا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''دنیا میں ایک عظیم الشان نبی انسانوں کی اصلاح کے لئے آیا۔یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اس نے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو بلایا جس کو دنیا بھول گئی تھی لیکن اس زمانہ میں اسی کامل نبیؐ کی ایسی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے جس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ پھر خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے بھیجا،تا اس نبی کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے اور خدا کی توحید اور تقدیس کو دنیا میں پھیلاوے۔''

(روحانی خزائن جلد19۔صفحہ 367-366۔نسیم دعوت)

شفیع اللہ

''اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے یہ میرا نام رکھا ہے اور اس کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا شفیع''۔

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 566)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام شفیع کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قرآن شریف کی رو سے شفاعت کے معنے یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے۔ یا کوئی بلا ٹل جائے۔پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے، وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو۔ یہی حقیقتِ شفاعت ہے۔سو ہم اپنے بھائیوں کے لئے بے شک دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو قوّت دے ۔ اور ان کی بلا دُور کرے۔اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے۔........... چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں۔ اس لئے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی اُن کے لئے دعا کرنے میں لگے رہو۔ اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایک دوسرے پر حق ہے۔اصل میں شفاعت کا

لفظ شفع سے لیا گیا ہے۔ شفع جفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے۔ پس انسان کو اس وقت شفیع کہا جاتا ہے جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہو کر اس میں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کے لئے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے۔ جیسا کہ اپنے نفس کے لئے۔ اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اس میں پیدا نہ ہو بلکہ دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 19۔ صفحہ 463-464۔ نسیم دعوت)

''حقیقی اور سچّی بات یہ ہے کہ جو مَیں نے پہلے بھی بیان کی تھی کہ شفیع کے لئے ضروری ہے کہ اوّل خدا تعالیٰ سے تعلق کامل ہو تا کہ وہ خدا سے فیض کو حاصل کرے اور پھر مخلوق سے شدید تعلق ہو تا کہ وہ فیض اور خیر جو وہ خدا سے حاصل کرتا ہے، مخلوق کو پہنچاوے۔ جب تک یہ دونوں تعلق شدید نہ ہوں، شفیع نہیں ہو سکتا۔''

(الحکم نمبر 10 جلد 6، 17 مارچ 1902ء صفحہ 4 کالم 3)

اس مندرجہ بالا تشریح کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو شفیع کہہ کر آپؑ کے تعلق باللہ اور ہمدرد بنی نوع انسان ہونے کا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ جب ہم حضور علیہ السلام کی حیات طیّبہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں آپؑ کی ساری زندگی خدا تعالیٰ کی محبت اور تعلق باللہ سے معمور نظر آتی ہے۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی، ان کے

لئے دعائیں، سینکڑوں ہزاروں قبولیت دعا کے معجزات اور لوگوں کی بے شمار روحانی وجسمانی بیماریوں سے شفایابی کے نشانات کا ذکر آپؑ کی پاک زندگی میں نظر آتا ہے۔

قبولیت دعا کے نشانات اور تعلق باللہ کے دلائل اور ثبوت کے لئے حضور علیہ السلام کی کتب اور ملفوظات کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضور علیہ السلام کو خدا تعالیٰ سے کس قدر تعلق تھا اور بنی نوع انسان سے کتنا شدید پیار۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ خاص طور پر فرمائیں:

براہین احمدیہ ہر پنج حصص۔ حقیقۃ الوحی۔ سراج منیر۔ تریاق القلوب وغیرہ۔

شمس

اب خدا اپنی جلالی روشنی میرے ذریعہ سے ظاہر کرے گا

"خدا تعالیٰ نے اس وحی الٰہی میں جو لکھی جاتی ہے میرے ہاتھ پر دین اسلام کے پھیلانے کی خوشخبری دی۔ جیسا کہ اس نے فرمایا: **یَا قَمَرُ یَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ**۔ یعنی اے چاند اور اے سورج! تُو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے ہوں۔ اس وحی الٰہی میں ایک دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے چاند قرار دیا اور اپنا نام سورج رکھا۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ جس طرح چاند کا نُور سورج سے فیضیاب اور مستفاد ہوتا ہے اسی طرح میرا نُور خدا تعالیٰ سے فیضیاب اور مستفاد ہے۔ پھر دوسری دفعہ خدا تعالیٰ نے اپنا نام چاند رکھا اور مجھے سورج کر کے پکارا۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی جلالی روشنی میرے ذریعہ سے ظاہر کرے گا۔ وہ پوشیدہ تھا، اب میرے ہاتھ سے ظاہر ہو جائے گا اور اس کی چمک سے دنیا بے خبر تھی مگر اب میرے ذریعہ سے اس کی جلالی چمک دنیا کی ہر ایک طرف پھیل جائے گی۔ اور جس طرح تم بجلی کو دیکھتے ہو کہ ایک طرف سے روشن ہو کر ایک دَم میں تمام سطح آسمان کی روشن کر دیتی ہے، اسی طرح اس زمانہ میں بھی ہوگا۔"

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 397۔ تجلّیات الٰہیہ)

''یاد رکھنا چاہئے کہ جو شخص مامور ہو کر آسمان سے آتا ہے۔ اس کے وجود سے علی حسب مراتب سب کو بلکہ تمام دنیا کو فائدہ ہوتا ہے۔ اور در حقیقت وہ ایک روحانی آفتاب نکلتا ہے جس کی کم و بیش دُور دُور تک روشنی پہنچتی ہے۔ اور جیسی آفتاب کی مختلف تاثیریں حیوانات و نباتات و جمادات اور ہر ایک قسم کے جسم پر پڑ رہی ہیں اور بہت کم لوگ ہیں جو ان تاثیروں پر باستیفا علم رکھتے ہیں۔ اسی طرح وہ شخص جو مامور ہو کر آتا ہے تمام طبائع اور اطراف و اکناف عالم پر اس کی تاثیریں پڑتی ہیں اور جبھی سے کہ اس کا پُر رحمت تعیّن آسمان پر ظاہر ہوتا ہے۔ آفتاب کی کرنوں کی طرح فرشتے آسمان سے نازل ہونے شروع ہوتے ہیں اور دنیا کے دُور دُور کناروں تک جو لوگ راستبازی کی استعداد رکھتے ہیں، ان کو سچائی کی طرف قدم اٹھانے کی قوّت دیتے ہیں۔ اور پھر خود بخود نیک نہاد لوگوں کی طبیعتیں سچ کی طرف مائل ہوتی جاتی ہیں۔ سو یہ سب اس ربّانی آدمی کی صداقت کے نشان ہوتے ہیں جن کے عہد ظہور میں آسمانی قوّتیں تیز کی جاتی ہیں۔ سچی وحی کا خدا تعالیٰ نے یہی نشان دیا ہے کہ جب وہ نازل ہوتی ہے تو ملائک بھی اس کے ساتھ ضرور اترتے ہیں اور دنیا دن بدن راستی کی طرف پلٹا کھاتی جاتی ہے۔ سو یہ عام علامت اس مامور کی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 339۔ ازالہ اوہام حصہ دوم)

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

شِیْث

’’میں شیث ہوں‘‘۔

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 76 حاشیہ۔حقیقۃ الوحی)

اَلشَّیْخ

''مَا ضَلَّ الشَّیْخُ وَمَا غَوٰی یَاَیُّھَاالْعَوَامُ اتَّبِعُوا الْاِمَامَ''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 654)

بزرگ شخص نہ ہی گمراہ ہوااور نہ ہی ناکام اور ہلاک ہوا۔اے عوام! امام کی اتّباع کرو۔

اَلشَّیْخُ الْمَسِیْحُ

’’اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ‘‘

تو وہ شیخ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 318)

صَاحِبُ الْفُصُوْصِ

اَنَا صَاحِبُ الْفُصُوْصِ

(روحانی خزائن جلد18،صفحہ 375، الھدیٰ والتبصرۃ لمن یری)

مَیں نگینوں کا مالک ہوں۔

صادق

''قُلْ اِنِّی مِنَ الصَّادِقِیْنَ''

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 196)

تُو کہہ کہ میں یقیناً راستباز ہوں۔

صادق تمہارے ہاتھ سے کبھی ہلاک نہیں ہوگا

''صادق تمہارے ہاتھ سے کبھی ہلاک نہیں ہوگا۔ اور راستباز تمہارے منصوبوں سے تباہ نہیں کیا جائے گا۔تم بدقسمتی سے بات کو دُور تک مت پہنچاؤ کہ جس قدر تم سختی کروگے وہ تمہاری طرف ہی عود کرے گی۔اور جس قدر اس کی رسوائی چاہو گے وہ اُلٹ کر تم پر ہی پڑے گی۔اے بدقسمتو! کیا تمہیں خدا پر بھی ایمان ہے یا نہیں۔خدا تمہاری مرادوں کو اپنی مُرادوں پر کیونکر مقدّم رکھ لے۔اور اس سلسلہ کو جس کا قدیم سے اس نے ارادہ کیا ہے۔کیونکر تمہارے لئے تباہ کر ڈالے۔تم میں سے کون ہے جو ایک دیوانہ کے کہنے سے اپنے گھر کو مسمار کر دے اور اپنے باغ کو کاٹ ڈالے اور اپنے بچوں کا گلا گھونٹ دے۔

سواے نادانوں!اور خدا کی حکمتوں سے محرومو! یہ کیونکر ہو کہ تمہاری احمقانہ دعائیں منظور ہو کر خدا اپنے باغ اور اپنے گھر اور اپنے پروردہ کو نیست و

نابود کرڈالے۔ ہوش کرو۔ اور کان رکھ کر سنو کہ آسمان کیا کہہ رہا ہے۔ اور زمین کے وقتوں اور موسموں کو پہچانو تا تمہارا بھلا ہو۔ اور تا تم خشک درخت کی طرح کاٹے نہ جاؤ۔ اور تمہاری زندگی کے دن بہت ہوں۔ بیہودہ اعتراضوں کو چھوڑ دو۔ اور ناحق کی نکتہ چینیوں سے پرہیز کرو اور فاسقانہ خیالات سے اپنے تئیں بچاؤ۔''

(روحانی خزائن جلد12 ،صفحہ 4۔سراج منیر)

مسلمانوں کی اولاد کو نصائح

''اے مسلمانوں کی اولاد! حد سے بڑھتے نہ جاؤ۔ ممکن ہے کہ انسان اپنی عقل اور اپنے اجتہاد سے ایک رائے کو صحیح سمجھے اور دراصل وہ رائے غلط ہو۔ اور ممکن ہے کہ ایک شخص کو کاذب خیال کرے اور دراصل وہ سچّا ہو۔ تم سے پہلے بہت لوگوں کو دھوکے لگے۔ تم کیا چیز ہو کہ تمہیں نہ لگیں۔ پس ڈرو اور تقویٰ کی راہ اختیار کرو تا امتحان میں نہ پڑو۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ انسان کا فعل ہوتا تو کب کا تباہ کیا جاتا۔ اور قبل اس کے جو تمہارا ہاتھ اٹھتا خدا کا ہاتھ اس کو تباہ کر دیتا............

مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تمہیں دکھایا گیا اگر ان اندھوں کو دکھایا جاتا کہ اس صدی سے پہلے گذر گئے تو وہ اندھے نہ رہتے۔ سو تم روشنی کو پاکر اس کو ردّ نہ کرو۔ خدا تمہیں روشن آنکھیں دینے کے لئے تیار ہے۔ اور پاک دل بخشنے کے لئے مستعد ہے۔ وہ نئے طور سے اپنی ہستی تم پر ظاہر کرنا

چاہتا ہے۔اس کے ہاتھ ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کے لئے لمبے ہوئے ہیں۔سوتم مزاحمت مت کرو اور سعادت سے جلد جھک جاؤ۔تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اپنی ذرّیت کے دشمن نہ بنو تا خدا تم پر رحم کرے اور تا وہ تمہارے گناہ بخشے۔اور تمہارے دنوں میں برکت دے۔ دیکھو آسمان کیا کر رہا ہے اور زمین کو کیونکر خدا کھینچ رہا ہے۔افسوس کہ تم نے صدی کے سر کو بھی بھلا دیا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 60-59۔سراج منیر)

اَلصِّدِّیْق

''نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ وَ اُحْیِیْتَ بِالصِّدْقِ، اَیُّھَاالصِّدِّیْقُ نُصِرْتَ''

تُو رعب کے ساتھ مدد دیا گیا اور صدق کے ساتھ زندہ کیا گیا۔ اے صدّیق تُو مدد دیا گیا۔

(روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 53۔ انجام آتھم)

انسان صدّیق کب کہلاتا ہے اور اس کے اوصاف

''صدّیق مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی جو بالکل راستبازی میں فنا شدہ ہو۔ اور کمال درجہ کا پابندِ راستبازی اور عاشق صادق ہو اس وقت وہ صدیق کہلاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مقام ہے جب ایک شخص اس درجہ پر پہنچتا ہے تو وہ ہر قسم کی صداقتوں اور راستبازیوں کا مجموعہ اور ان کو کشش کرنے والا ہوجاتا ہے۔ جس طرح پر آتشی شیشہ سورج کی شعاعوں کو اپنے اوپر جمع کرلیتا ہے۔ اسی طرح صدّیق کمالات صداقت کا جذب کرنے والا ہوتا ہے۔ بقول شخصے زرزر کشد درجہاں گنج گنج۔ جب ایک شے بہت بڑا ذخیرہ پیدا کرلیتی ہے۔ تو اُسی قسم کی اشیاء کو جذب کرنے کی قوت اس میں پیدا ہوجاتی ہے۔

صدق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور

ناداری کو دیکھ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق اِیَّـاکَ نَعْبُدُ کہتا ہے اور صدق اختیار کرتا اور جھوٹ کو ترک کر دیتا ہے اور ہر قسم کے رجس اور پلیدی سے جو جھوٹ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے، دُور بھاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولوں گا، نہ جھوٹی گواہی دوں گا اور جذبۂ نفسانی کے رنگ میں کوئی جھوٹی کلام نہ کروں گا۔ نہ لغو طور پر نہ کسبِ خیر کے لئے، نہ دفعِ شر کے لئے۔ یعنی کسی رنگ اور حالت میں بھی جھوٹ کو اختیار نہیں کروں گا۔''

(الحکم نمبر 13 جلد 9۔ 17 اپریل 1905ء صفحہ 5 کالم 3,2)

''صدیق وہ ہوتا ہے جس کو سچائیوں کا کامل طور پر علم بھی ہو اور پھر کامل اور طبعی طور پر ان پر قائم بھی ہو۔ مثلاً اس کو ان معارف کی حقیقت معلوم ہو کہ وحدانیت باری تعالیٰ کیا شے ہے اور اس کی اطاعت کیا شے۔ اور محبت باری عزّ اسمہٗ کیا شے اور شرک سے کس مرتبہ اخلاص پر مخلصی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور عبودیت کی کیا حقیقت ہے اور اخلاص کی حقیقت کیا اور توبہ کی حقیقت کیا۔ اور صبر اور توکّل اور رضا اور محویت اور فنا اور صدق اور وفا اور تواضع اور سخا اور ابتہال اور دعا اور عفو اور حیا اور دیانت اور امانت اور اتقاء وغیرہ اخلاق فاضلہ کی کیا کیا حقیقتیں ہیں۔ پھر ماسوا اس کے ان صفاتِ فاضلہ پر قائم بھی ہو۔''

(روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 420۔ تریاق القلوب)

''صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے

یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اس کو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں اور اس صدیق کے صدق پر گواہی دیں۔"

(روحانی خزائن جلد15 صفحہ 516۔ تریاق القلوب)

"صدیق کے مرتبہ پر قرآن کریم کی معرفت اور اس سے محبت اور اس کے نکات وحقائق پر اطلاع ملتی ہے۔"

(الحکم نمبر 11 جلد 5، 24/ مارچ 1901ء صفحہ 1)

"صدیق وہ ہوتے ہیں جو صدق سے پیار کرتے ہیں۔ سب سے بڑا صدق لَا اِلٰـهَ اِلَّااللّٰهُ ہے۔ اور پھر دوسرا صدق مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ہے۔ وہ صدق کی تمام راہوں سے پیار کرتے ہیں اور صدق ہی چاہتے ہیں۔......صدیق عملی طور پر صدق سے پیار کرتا اور کذب سے پرہیز کرتا ہے۔"

(الحکم نمبر 26 جلد 6۔ 24 جولائی 1902ء صفحہ 6 کالم 3,2)

صدیق خطاب میں فنا فی الرسول اور وارث النبیؐ ہونے کا اعلان کیا گیا ہے

اسی طرح حضور علیہ السلام صدّیق کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پس جاننا چاہیئے کہ خدا کے کلام پر غور کرنے سے اور صدہا تجاربِ مشہودہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ افرادِ خاصّۂ امّتِ محمدیہ کو جب وہ

متابعت اپنے رسولِ مقبول میں فنا ہو جاویں اور ظاہراً اور باطناً اس کی پیروی اختیار کریں بہ تبعیت اسی رسول کے اس کی برکتوں میں سے عنایت کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف زہد خشک تک رکھنا چاہتا ہے۔ اور جب کسی دل پر نبوی برکتوں کا پرتَو ہ پڑے گا تو ضرور ہے کہ اس کو اپنے متبوع کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو کیونکہ جس چشمہ کا اس کو وارث بنایا گیا ہے وہ شکوک اور شبہات کی کدورت سے بکلّی پاک ہے اور منصب وارث الرسول ہونے کا بھی اسی بات کو چاہتا ہے کہ علمِ باطنی اس کا یقینی اور قطعی ہو...... اور یہی لوگ ہیں جن کا نام احادیث میں امثل اور قرآن شریف میں صدّیق آیا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ 258-256 حاشیہ نمبر 1، براہین احمدیہ)

صُور

’’قرآن شریف میں ایک اور بھی پیشگوئی ہے جو جسمانی اجتماع کے بعد روحانی اجتماع پر دلالت کرتی ہے۔اور وہ یہ ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا۔ یعنی ان آخری دنوں میں جو یاجوج ماجوج کا زمانہ ہوگا۔ دنیا کے لوگ مذہبی جھگڑوں اور لڑائیوں میں مشغول ہو جائیں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر مذہبی رنگ میں ایسے حملے کرے گی جیسے ایک موجِ دریا دوسری موج پر پڑتی ہے۔اور دوسری لڑائیاں بھی ہوں گی۔اور اس طرح پر دنیا میں بڑا تفرقہ پھیل جائے گا۔اور بڑی پھوٹ اور بغض اور کینہ لوگوں میں پیدا ہو جائے گا۔اور جب یہ باتیں کمال کو پہنچ جائیں گی۔تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اس کی قرنا ہے، ایک ایسی آواز دنیا کو پہنچائے گا جو اس آواز کے سننے سے سعادت مند لوگ ایک ہی مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور تفرقہ دُور ہو جائے گا۔اور مختلف قومیں دنیا کی ایک ہی قوم بن جائیں گی۔اور پھر دوسری آیت میں فرمایا وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِيْنَ عَرْضًا۔ اور اس دن جو لوگ مسیح موعود کی دعوت کو قبول نہیں کریں گے، ان کے سامنے ہم جہنّم کو پیش کریں گے۔یعنی طرح طرح کے عذاب نازل کریں

گے جو جہنّم کا نمونہ ہوں گے۔اور پھر فرمایا **اَلَّذِیْنَ کَانَتْ اَعْیُنُھُمْ فِیْ غِطَاءٍ عَنْ ذِکْرِی وَکَانُوا لَایَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا** ۔یعنی وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ مسیح موعود کی دعوت اور تبلیغ سے ان کی آنکھیں پردہ میں رہیں گی اور وہ ان کی باتوں کو سن بھی نہیں سکیں گے اور سخت بیزار ہوں گے۔ اس لئے عذاب نازل ہوگا۔اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں یعنی قرنا۔جن کے دلوں میں وہ اپنی آواز پھونکتا ہے۔یہی محاورہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے کہ خدا کے نبیوں کو خدا کی قرنا قرار دیا گیا ہے یعنی جس طرح قرنا بجانے والا قرنا میں اپنی آواز پھونکتا ہے،اسی طرح خدا ان کے دلوں میں آواز پھونکتا ہے اور یاجوج ماجوج کے قرینہ سے قطعی طور سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ قرنا مسیح موعود ہے۔''

(روحانی خزائن جلد23،صفحہ 86-83۔چشمۂ معرفت)

''**فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَکَّاءَ وَکَانَ وَعْدُ رَبِّی حَقًّا وَتَرَکْنَا بَعْضَھُمْ یَوْمَئِذٍ یَمُوْجُ فِی بَعْضٍ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنَاھُمْ جَمْعًا** (الکہف:100-99)۔یعنی جب وعدہ خدا تعالیٰ کا نزدیک آجائے گا تو خدا تعالیٰ اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دے گا جو یاجوج ماجوج کی روک ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ سچّا ہے۔اور ہم اس دن یعنی یاجوج ماجوج کی سلطنت کے زمانہ میں متفرق فرقوں کو مہلت دیں گے کہ تا ایک دوسرے میں موجزنی کریں۔یعنی ہر یک فرقہ اپنے مذہب اور دین کو دوسرے پر

غالب کرنا چاہے گا۔ اور جس طرح ایک موج اس چیز کو اپنے نیچے دبانا چاہتی ہے جس کے اوپر پڑتی ہے، اسی طرح موج کی مانند بعض بعض پر پڑیں گی تا ان کو دبالیں اور کسی کی طرف سے کمی نہیں ہوگی۔ ہر یک فرقہ اپنے مذہب کو عروج دینے کے لئے کوشش کرے گا۔ اور وہ انہیں لڑائیوں میں ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صور پھونکا جائے گا تب تمام فرقوں کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے۔''

صور کا لفظ عظیم الشان تبدیلیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے

''صور پھنکنے سے اس جگہ یہ اشارہ ہے کہ اس وقت عادت اللہ کے موافق خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمانی تائیدوں کے ساتھ کوئی مصلح پیدا ہوگا۔ اور اس کے دل میں زندگی کی روح پھونکی جائے گی اور وہ زندگی دوسروں میں سرایت کرے گی۔ یاد رہے کہ صور کا لفظ ہمیشہ عظیم الشان تبدیلیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ گویا جب خدا تعالیٰ اپنی مخلوقات کو ایک صورت سے منتقل کر کے دوسری صورت میں لاتا ہے تو اس تغیّر صُور کے وقت کو نفخِ صُور سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اہل کشف پر مکاشفات کی رو سے اس صُور کا ایک وجود جسمانی بھی محسوس ہوتا ہے۔ .... بہرحال آیات موصوفہ بالا سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ میں عیسائی مذہب اور حکومت کا زمین پر غلبہ ہوگا اور مختلف قوموں میں بہت سے تنازعات مذہبی پیدا ہوں

گے۔ اور ایک قوم دوسری قوم کو دبانا چاہے گی اور ایسے زمانہ میں صُور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جاوے گا۔ یعنی سنّت اللہ کے موافق آسمانی نظام قائم ہوگا اور ایک آسمانی مصلح آئے گا۔ درحقیقت اسی مصلح کا نام مسیح موعود ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 312-311۔ شہادت القرآن)

صور نام میں مسیح موعود کے زمانہ اور کام کی تعیین ہے

"قرآن کریم میں آنے والے مجدد کا بلفظ مسیح موعود کہیں ذکر نہیں بلکہ لفظ نفخ صور سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ تا معلوم ہو کہ مسیح موعود ارضی اور زمینی ہتھیاروں کے ساتھ ظاہر نہیں ہوگا بلکہ آسمانی نفخ پر اس کے اقبال اور عروج کا مدار ہوگا۔ اور وہ پُر حکمت کلمات کی قوّت سے آسمانی نشانوں سے لوگوں کو حق اور سچائی کی طرف کھینچے گا کیونکہ وہ معقولی فتنوں کے وقت آئے گا نہ سیفی فتنوں کے وقت۔"

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 360۔ شہادت القرآن)

طارق

سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃالمسیح الثانی المصلح الموعودؓ سورۃالطارق کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’......اسلام میں آنے والا دونام رکھتا ہے۔ایک بدراور ایک طارق۔بدر اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ سورج غروب ہوگیا،اب اس کی روشنی بدر کے ذریعہ ہی دنیا تک پہنچ سکتی ہے، اس کے بغیر نہیں۔لیکن طارق اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ سورج چڑھنے والا ہے۔پس یہ نہیں ہوگا کہ آنے والا نورِمحمدیؐ کو روک دے گا بلکہ وہ ایک لحاظ سے بدر ہوگا اور ایک لحاظ سے طارق ہوگا۔وہ بدر ہوگا اس لحاظ سے کہ رسول کریم ﷺ کا نُور نبوّت اپنے اندر جذب کرکے دنیا تک پہنچائے گا۔اور وہ طارق ہوگا ان لوگوں کے لحاظ سے جو اس سے تعلّق پیدا کریں گے۔کیونکہ وہ اس سے تعلّق پیدا کرنے کے بعد براہ راست رسول کریم ﷺ سے تعلّق پیدا کرلیں گے۔گویا بدر کے لحاظ سے وہ نور نبوّت لے کر لوگوں تک پہنچائے گا اور طارق کے لحاظ سے لوگوں میں یہ استعداد پیدا کرے گا کہ براہ راست نورِمحمدیؐ کا اکتساب کریں۔

پس بدراور طارق دونام ہیں جو آنے والے موعود کے رکھے گئے ہیں۔اور عجیب بات یہ ہے کہ حدیثوں میں بھی آنے والے کے دونام رکھے گئے

ہیں۔ ایک مسیح اور ایک مہدی۔ ...... درحقیقت بدر قائم مقام ہے عیسیٰ کا اور طارق قائم مقام ہے مہدی کا۔ عیسوی مقام پر کھڑے ہونے والے جس قدر لوگ آئے ہیں وہ صرف آخری ہی نہیں تھے بلکہ مسبوق شرعی نبی کے خاتم بھی تھے۔ ان کے آنے پر وہ سلسلہ ختم ہو گیا اور ایک نیا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کیا گیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنے والے کا نام مسیح بھی رکھا اور مہدی بھی رکھا۔ نبی بھی رکھا اور امّتی بھی رکھا۔ نبی کے لحاظ سے وہ بدر ہے اور امّتی کے لحاظ سے وہ طارق ہے۔ پس قرآن کریم نے آنے والے کے دو نام رکھے ہیں۔ ایک اِتِّسَاقِ قَمر یا یَوْمِ مَوْعُود اور ایک طارق جس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ پھر نورِ محمدیؐ کو دنیا میں روشن کر دے گا۔ گویا وہ اسلام کی ترقی اور انوار محمدیؐ کے ظہور کی خبر دینے والا ہوگا .... جس طرح آسمانی نظام میں دونوں باتیں ہوتی ہیں، چاند بھی ہوتا ہے اور تاریک راتیں بھی ہوتی ہیں، اسی طرح وہ بدر بھی ہوگا اور طارق بھی۔ گویا ایک نام ایک جہت سے ختم کرنے کے معنی دیتا ہے اور دوسرا نام دوسری جہت سے اجراء کے معنے دیتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ مسیح موعودؑ کی بعثت جہاں نورِ محمدیؐ کو بالواسطہ پھیلائے گی وہاں رسول کریم ﷺ کی شریعت کو بھی دنیا میں قائم کر دے گی۔ پس آپؐ کا بدر نام ہے اس وقت کا جب تک کہ اسلام کو غلبہ حاصل نہیں ہوتا اور صرف روحانی فیوض ظاہر کئے جاتے ہیں جن میں مسیح موعود کا وجود بطور واسطہ اور آئینہ کے ہے۔ اور طارق نام ہے اس وقت کا جب اسلام کو غلبہ

حاصل ہو جائے گا کیونکہ مہدی کے ہاتھ پر ہی اسلام کی فتح اور اس کا غلبہ اور اس کی شریعت کا قیام مقدّر ہے۔''

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ جلد ہشتم صفحہ 376-375۔تفسیر سورۃ الطارق)

طیّب

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 320)

طیّب نام دے کر آپ کی طرف منسوب ان تمام بُرے القاب وخطابات کی تردید کی گئی ہے جو مخالفین نے اپنی تحریروں اور فتاووں میں لکھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نام کو دجال کے مقابل پر بیان کیا ہے۔ اور دجال کو خبیث بیان کر کے مسیح کو طیب ظاہر کیا ہے جو اس کے مقابلہ کے لئے آئے گا۔ چنانچہ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:

''حدیث صحیح میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ **اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ** تو آنحضرت ﷺ نے سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا **لَوْ کَانَ الاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَا لَهُ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ اَوْ رِجَالٌ مِنْ فَارِسْ**۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری زمانہ میں فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ وہ ایمان میں ایسا مضبوط ہوگا کہ اگر ایمان ثریّا میں ہوتا تو وہیں سے اس کو لے آتا۔ اور ایک دوسری حدیث میں اسی شخص کو مہدی کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور اس کا ظہور آخری زمانہ میں بلاد مشرقیہ سے قرار دیا گیا ہے۔ اور دجال کا ظہور بھی آخری زمانہ میں بلاد مشرقیہ سے قرار دیا گیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دجال کے مقابل پر

آنے والا ہے، وہ یہی شخص ہے اور سنّت اللہ بھی اسی بات کو چاہتی ہے کہ جس ملک میں دجّال جیسا خبیث پیدا ہوا اسی ملک میں وہ طیّب بھی پیدا ہو کیونکہ طبیب جب آتا ہے تو بیمار کی طرف ہی رُخ کرتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 218-216۔ آئینہ کمالات اسلام)

ظلّی نبی

''مَیں خدا کا ظلّی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 95۔ تحفۃ الندوہ)

''چونکہ متبع سنن آں سرورِ کائنات کا اپنے غایت اتباع کے جہت سے اس شخص نورانی کے لئے کہ جو وجودِ باجود حضرت نبوی ہے، مثل ظل کے ٹھہر جاتا ہے۔ اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا اور ہویدا ہیں۔ اس کے اس ظلّ میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں اور سایہ میں اس تمام وضع اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اس کے اصل میں ہے، ایک ایسا امر ہے کہ جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ ہاں سایہ اپنی ذات میں قائم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اس میں موجود نہیں بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ اس کے شخصِ اصلی کی ایک تصویر ہے جو اس میں نمودار اور نمایاں ہے۔ پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب اس بات کو حالتِ نقصان خیال نہ کریں کہ کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارِ باطنی ان کی امّت کے کامل متبعین کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور سمجھنا چاہئے کہ اس انعکاس انوار سے جو جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امّتِ محمدیہ پر ہوتا ہے دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہیں۔

ایک تو یہ کہ اس سے آنحضرت ﷺ کی بدرجۂ غایت کمالیت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہوسکے۔ دوسرے اس امّت کی کمالیت اور دوسری امّتوں پر اس کی فضیلت اس افاضۂ دائمی سے ثابت ہوتی ہے اور حقیّت دینِ اسلام کا ثبوت ہمیشہ تروتازہ ہوتا رہتا ہے۔ صرف یہی بات نہیں ہوتی کہ گزشتہ زمانہ پر حوالہ دیا جائے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس سے قرآن شریف کی حقّانیت کے انوار آفتاب کی طرح ظاہر ہوجاتے ہیں۔ اور دین اسلام کے مخالفوں پر حجت اسلام پوری ہوتی ہے۔ اور معاندین اسلام کی ذلّت اور رسوائی اور روسیاہی کامل طور پر کھل جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اسلام میں وہ برکتیں اور نُور دیکھتے ہیں جن کی نظیر کو وہ اپنی قوم کے پادریوں اور پنڈتوں وغیرہ میں ثابت نہیں کرسکتے۔ **فَتَدَبَّرْ اَیُّھَا الصَّادِقُ فِی الطَّلَبِ اَیَّدُکَ اللّٰہُ فِی طَلَبِکَ**"۔

(روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ 270-269 حاشیہ نمبر 1۔ براہین احمدیہ)

ظلّی نبوت سے مراد محض فیض محمدیؐ سے وحی پانا ہے

"جو شخص سچی پیروی سے اپنا امّتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپؐ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے۔ ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پاسکتا ہے نہ کامل ملہم ہوسکتا ہے کیونکہ مستقل نبوّت آنحضرت ﷺ پر ختم

ہوگئی ہے۔مگرظلّی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدیؐ سے وحی پانا، وہ قیامت تک باقی رہے گی۔تاانسانوں کی تکمیل کادروازہ بندنہ ہواورتایہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اورمعرفتِ الٰہیہ جومدارِنجات ہے مفقود نہ ہوجائے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد22۔صفحہ30۔حقیقۃ الوحی)

ظلّی نبوت سے مراد اور اس کی ضرورت واہمیت

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگرتمام کفارِ روئے زمین پر دعا کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف صرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا۔مگرنہ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ میں اس رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوّتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔مگرایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے۔اور جو اس کے چراغ میں سے نُور لیتی ہے، وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدیؐ نبوت ہے۔یعنی اس کا ظلّ ہے۔اوراسی کے ذریعہ سے اوراسی کا مظہر ہے اوراسی سے فیضیاب ہے۔

خدااس شخص کا دشمن ہے جوقرآن شریف کومنسوخ کی طرح قرار دیتا ہے۔

اور محمدیؐ شریعت کے برخلاف چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کی پیروی نہیں کرتا بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے۔ مگر خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے۔ اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے۔ پس ایسا شخص خداتعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے۔ اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے۔ اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلّی نبوت اس کو عطا کرتا ہے۔ جو نبوّت محمدیہ کا ظلّ ہے۔ یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے۔ اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔

نادان آدمی جو دراصل دشمن دین ہے اس بات کو نہیں چاہتا کہ اسلام میں سلسلہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ کا جاری رہے۔ بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اسلام بھی اَور مُردہ مذہبوں کی طرح ایک مُردہ مذہب ہو جائے۔ مگر خدا نہیں چاہتا۔ نبوت اور رسالت کا لفظ خداتعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے **لِکُلٍّ ان یصطلح**۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے کہ جو کثرت مکالمات ومخاطبات

کا نام اُس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔ اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت ﷺ کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے۔ مگر یہ نبوت آنحضرت ﷺ کی نبوت ہے، نہ کوئی نئی نبوت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیت دنیا پر ظاہر کی جائے اور آنحضرت ﷺ کی سچائی دکھلائی جائے۔''

(روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 339-341۔ چشمۂ معرفت)

عبد

''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ''

(روحانی خزائن جلد اول صفحہ 610 حاشیہ نمبر 3، براہین احمدیہ)

عبودیت، رضاءالٰہی کا انتہائی مقام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عباداللہ میں اس شخص کو شامل فرمایا ہے جو نفس امّارہ اور لوّامہ سے ترقی کر کے مطمئنّہ تک پہنچا ہوتا ہے۔تب اس کو اللہ تعالیٰ پکار کر کہتا ہے: **یٰۤاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ۔ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔** (الفجر:29-31)۔ پس جب انسان مقام عبودیت حاصل کر لیتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ ومخاطبہ حاصل کرتا ہے۔اس نام میں بھی مخالفوں کے الزاموں اور بہتانوں اور تکفیر وتوہین کے غلط اور جھوٹے پراپیگنڈہ کی تردید ہے۔اور آپ کی بریّت کے لئے تائیدات الٰہیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''عبد'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہمارے نبی صلی اللہ کا نام ''عبد'' بھی ہے۔اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذُلّ ہے۔اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلوّ اور بلندی اور عجب نہ رہے۔اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے۔اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں **مَورٌ مُعَبَّدٌ وَ طَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ**

جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے اس راہ کو طریق معبد کہتے ہیں۔

پس آنحضرت ﷺ اس لئے عبد کہلاتے ہیں کہ خدا نے محض اپنے تصرّف اور تعلیم سے ان میں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلّیات کے گذر کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا۔ اپنے تصرّف سے وہ استقامت جو عبودیّت کی شرط ہے، ان میں پیدا کی۔ پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے مہدی اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی ''عبد'' ہیں۔ کیونکہ خدا نے ان کی روح پر اپنے ہاتھ سے وہ کام کیا ہے جو کوٹنے اور ہموار کرنے کے آلات سے اس سڑک پر کیا جاتا ہے جس کو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں۔

چونکہ مہدی موعود کو بھی عبودیت کا مرتبہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔ اس لئے مہدی موعود میں عبد کے لفظ کی کیفیت غلام کے لفظ سے ظاہر کی گئی یعنی اس کے نام کو غلام احمدؐ کر کے پکارا گیا۔ یہ غلام کا لفظ عبودیت کو ظاہر کرتا ہے جو ظلّی طور پر مہدئ موعود میں بھی ہونی چاہئے۔''

(روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 394-395 حاشیہ۔ ایام الصلح)

حضور علیہ السلام کو غلام احمد نام کے علاوہ ''عبد'' بھی کہا گیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہے: ''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ''۔ پس عبد کہہ کر ان تمام اوصاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن کا اوپر بیان گزر چکا ہے۔

عبدالحکیم

''اے عبدالحکیم! خدا تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے۔ اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے۔

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ عبدالحکیم میرا نام رکھا گیا ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ ان بیماریوں میں سے کوئی بیماری میرے لاحقِ حال ہو کیونکہ اس میں شماتتِ اعداء ہے۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 572)

عَبْدُالرَّافِعْ

’’یَاعَبْدَالرَّافِعِ اِنّی رَافِعُکَ اِلَیَّ اِنِّی مُعِزُّکَ لَا مَانِعَ لِمَا اُعْطِيْ۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 97)

اے رفعت بخشنے والے خدا کے بندے! مَیں تجھے اپنی جناب میں رفعت بخشوں گا، مَیں تجھے عزت اور غلبہ دوں گا۔ جو کچھ مَیں دوں اسے کوئی بند نہیں کرسکتا۔‘‘

عبدالقادر

’’اے عبدالقادر! میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں نے تیرے لئے اپنی رحمت اور قدرت کا درخت لگایا۔ اور میں تجھ کو ہر ایک غم سے نجات دوں گا۔ مگر اس سے پہلے کئی فتنے تیری راہ میں برپا کروں گا۔ تا تجھے خوب جانچا جائے۔ اور تا فتنوں کے وقتوں میں تیری استقامت ظاہر ہو۔ میں تیرا لازمی چارہ ہوں۔ اور میں تیرے دردوں کا علاج ہوں۔ اور میں ہی ہوں جس نے تجھے زندہ کیا۔ میں نے اپنی طرف سے تجھ میں صدق کی روح پھونک دی اور اپنی طرف سے میں نے تجھ پر محبت ڈال دی یعنی تجھ میں ایک ایسی خاصیت رکھ دی کہ ہر ایک جو سعید ہوگا وہ تجھ سے محبت کرے گا اور تیری طرف کھینچا جائے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 88۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

عبداللہ

’’کئی دنوں سے ابتلاؤں کا سامنا تھا۔بیس پچیس دن رات تو میں سویا بھی نہیں۔آج ذراسی آنکھ لگ گئی تو یہ فقرہ الہام ہوا:’’ خدا خوش ہو گیا‘‘۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم اس بات سے بہت خوش ہوا ہے کہ اس ابتلا میں مَیں پورا اُترا ہوں اور اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ اس ابتلا میں تُو پورا اترا۔اس کے بعد پھر آنکھ لگ گئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوشخط خوبصورت کاغذ میرے ہاتھ میں ہے جس پر کوئی پچاس ساٹھ سطریں لکھی ہوئی ہیں۔میں نے اس کو پڑھا ہے مگر اس میں سے یہ فقرہ مجھے یاد رہا ہے کہ **یَا عَبْدَ اللّٰہِ اِنِّی مَعَکَ** یعنی اے خدا کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں اور اس کو پڑھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ گویا خدا کو دیکھ لیا۔‘‘

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 619)

عَبْدُاللّٰہِ الْاَحَدِ

’’عَبْدُاللّٰہِ الْاَحَدِ‘‘

(روحانی خزائن جلد16،صفحہ 337۔لجۃ النور)

خدائے واحد کا بندہ

عبید اللہ الصمد

''قُوَّۃُ الرَّحْمٰنِ لِعُبَیْدِاللّٰہِ الصَّمَدِ۔ یہ خدا کی قوت ہے کہ جو اپنے بندہ کے لئے وہ غنی مطلق ظاہر کرے گا۔ مَقَامٌ لَایَتَرَقَّی الْعَبْدُ فِیْہِ بِسَعْیِ الْاَعْمَالِ۔ یعنی عبید اللہ الصمد ہونا ایک مقام ہے کہ جو بطریق موہبت خاص عطا ہوتا ہے، کوششوں سے حاصل نہیں ہوسکتا۔''

(روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 665 حاشیہ نمبر 4۔ براہین احمدیہ)

''اس جگہ ہمارا نام عبید اللہ اس لحاظ سے رکھا گیا ہے کہ ہم مخالفوں کی دُکھ دہی اور مصائب سے بہت ستائے گئے ہیں۔''

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد چہارم صفحہ 264)

عبدالقادر

''عَبْدُالقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ، اٰرٰی رِضْوَانَہٗ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ''

پہلی وحی کے متعلق فرمایا کہ

''خدا کچھ اپنی قدرتیں میرے واسطے ظاہر کرنے والا ہے۔ اس واسطے میرا نام عبدالقادر رکھا۔ رضوان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کوئی فعل دنیا میں خدا کی طرف سے ایسا ظاہر ہونے والا ہے جس سے ثابت ہو جائے اور دنیا پر روشن ہو جائے کہ خدا مجھ پر راضی ہے۔ دنیا میں بھی جب بادشاہ کسی پر راضی ہوتا ہے تو فعلی رنگ میں بھی اس رضامندی کا کچھ اظہار ہوتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کی رضا پر دلالت کرنے والے افعال دیکھتا ہوں۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 465)

عبد مکرم

اِنِّیْ مِنَ الرَّحْمَانِ عَبْدٌ مُکْرَم
سَمٌّ مُعَادَاتِیَ وَ سِلْمِیْ اَسْلَمُ

میں رحمان کی طرف سے ایک بندہ عزّت دیا گیا ہوں۔ میری دشمنی زہر ہے اور مجھ سے صلح سلامتی بخشنے والی ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 361۔ حقیقۃ الوحی)

اَلْعَبْدُالْمَنْصُوْرُ

اَلْعَبْدُالْمَنْصُوْرُ

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد16 صفحہ 51)

بندہ مدد یافتہ

عدل

احادیث نبویہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نام عَدَل بھی بیان ہوا ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو اس حدیث نبویؐ کا مصداق قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یَاَیُّهَا النَّاسُ التُّقٰی التُّقٰی، النُّهٰی النُّهٰی، وَلَا تَتَّبِعُوا اَهْوَاءَ فَیْجٍ اَعْوَجَ وَاذْکُرُوا مَا قَالَ الْمُصْطَفٰی۔ لَقَدْ جِئْتُکُمْ حَکَمًا عَدْلًا لِلْقَضَا یَا وَجَبَ فَصْلُهَا فَاقْبَلُوا شَهَادَتِی۔ اِنِّی اُوْتِیْتُ عِلْمًا مَالَمْ تُؤْتَوْهُ وَمَا یُؤْتَی''۔

(روحانی خزائن جلد پنجم۔صفحہ 381 آئینہ کمالات اسلام)

ترجمہ: اے لوگو تقویٰ اختیار کرو، تقویٰ اختیار کرو۔ عقل سے کام لو، عقل سے کام لو۔ اور فیجِ اعوج کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ اور جو کچھ (حضرت محمدؐ) مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اسے یاد کرو۔ میں تمہارے پاس اُن امور کے لئے جن کا فیصلہ کرنا ضروری تھا، حَکَمْ عَدْل بن کر آیا ہوں پس میری گواہی کو قبول کرو۔ مجھے وہ علم دیا گیا ہے جو تمہیں نہیں دیا گیا اور نہ ہی (کسی کو) دیا جانا ہے۔

عزیز

"یٰا اَیُّھَاالعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَھْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَۃٍ مُزْجٰۃٍ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْن"۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 570)

ترجمہ: اے عزیز ہم اور ہمارے اہل وعیال تکلیف میں ہیں۔ اور ہم تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ پس ہمیں پورا ناپ تول دے اور ہم پر صدقہ کر۔ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں الفاظ میں حضور علیہ السلام سے خطاب فرمایا ہے جن میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یوسفؑ سے خطاب کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسے وقت میں اس ملک کا مہتمم خوراک بنایا تھا جبکہ ملک قحط کی مصیبت میں مبتلا تھا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے وقت میں مبعوث فرما کر دنیا کی روحانی غذا کا مہتمم بنایا جبکہ دنیا روحانی لحاظ سے انتہائی مفلس اور نادار ہو چکی تھی۔

چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ مجھے یوسف قرار دے کر یہ اشارہ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی میں ایسا ہی کروں گا۔ اسلام اور غیر اسلام میں روحانی غذا کا قحط ڈال دوں گا۔ اور روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے بجز اس سلسلہ کے کسی جگہ آرام نہ

پائیں گے۔اور ہر ایک فرقہ سے آسمانی برکتیں چھین لی جائیں گی۔اور اسی بندۂ درگاہ پر جو بول رہا ہے۔ ہر ایک نشان کا انعام ہوگا۔پس وہ لوگ جو اس روحانی موت سے بچنا چاہیں گے وہ اسی بندۂ حضرت عالی کی طرف رجوع کریں گے۔''

(روحانی خزائن جلد21،صفحہ 103۔براہین احمدیہ حصہ پنجم)

نیز فرمایا:

''جس طرح یوسفؑ نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کھانے کے لئے درختوں کے پتّے بھی نہ رہے۔اسی طرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا اور جیسا کہ یوسف نے اناج کے ذخیرے سے لوگوں کی جان بچائی،اسی طرح جان بچانے کے لئے خدا نے اس جگہ بھی مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد2 صفحہ 638 جدید ایڈیشن۔اشتہار 18/ اپریل 1905ء)

خدا کا عزیز ہونے کا ثبوت

عزیز کے معنے پیارا کے بھی ہیں۔عزیز کہہ کر یہ بتایا گیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا اور عوام کا بھی پیارا اور مقبول ہوگا۔اور خدا کے پیار کی یہ علامت ہے کہ اپنے پیارے کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

پس جب خدا تعالیٰ کو اپنا کوئی بندہ عزیز اور پیارا ہو تو خدا تعالیٰ کو اپنے اس بندہ کے ساتھ اس طرح ہمکلام ہونا چاہیئے جس طرح دو حقیقی دوست آپس میں گفتگو کرتے ہیں اور اس طرح کی گفتگو جو علوم غیبیہ اور معارف صحیحہ پر مشتمل ہو اس کے عزیز ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اس رنگ میں الہام ہو کہ بندہ سوال کرتا ہے اور خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ اسی طرح ایک ترتیب کے ساتھ سوال و جواب ہو اور الٰہی شوکت اور نور الہام میں پایا جاوے اور علومِ غیب یا معارف صحیحہ پر مشتمل ہو تو وہ خدا کا الہام ہے۔ خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم ہمکلام ہوتا ہے، اسی طرح ربّ اور اس کے بندہ میں ہم کلامی واقع ہو۔ اور جب یہ کسی امر میں سوال کرے تو اس کے جواب میں ایک کلام لذیذ فصیح خدائے تعالیٰ کی طرف سے سنے جس میں اپنے نفس اور فکر اور غور کا کچھ بھی دخل نہ ہو۔ اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ اس کے لئے موہبت ہو جائے۔ تو وہ خدا کا کلام ہے اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے“۔

(روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 440-439۔ اسلامی اصول کی فلاسفی)

علی

''7؍دسمبر 1892ء کو ایک اور رؤیا دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ بن گیا ہوں۔ یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں۔ اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کر لیتا ہے۔ سو اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ میں علی مرتضٰی ہوں اور ایسی صورت واقعہ ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے۔ یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں فتنہ انداز ہے۔ تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس ہیں۔ اور شفقت اور تودّد سے مجھے فرماتے ہیں **یَاعَلِیُّ دَعْھُمْ وَ اَنْصَارَھُمْ وَ زِرَاعَتَھُمْ**۔ یعنی اے علی! ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے اور ان سے منہ پھیر لے۔ اور میں نے پایا کہ اس فتنہ کے وقت صبر کے لئے آنحضرت ﷺ مجھ کو فرماتے ہیں۔ اور اعراض کے لئے تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تُو ہی حق پر ہے۔ مگر ان لوگوں سے ترکِ خطاب بہتر ہے۔ اور کھیتی سے مراد مولویوں کے پیروؤں کی وہ جماعت ہے جو ان کی تعلیموں سے اثر پذیر ہے جس کی وہ ایک مدّت سے آبپاشی کرتے چلے آئے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 219-218 حاشیہ۔ آئینہ کمالات اسلام)

علی باس

’’تمہارا نام ہے علی باس‘‘۔

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 423)

(الہام یکم مارچ 1904ء۔ از کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 23)

عیسیٰ

''تقدیرِ الٰہی میں قرار پاچکا تھا کہ ایسے یہودی اس امّت میں بھی پیدا ہوں گے۔ پس اس لئے میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ جیسا کہ حضرت یحییٰ کا نام الیاس رکھا گیا تھا۔ چنانچہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس عیسیٰ کی آمد کی پیشگوئی اس امت کے لئے ایسی ہی تھی جیسا کہ یہودیوں کے لئے حضرت یحییٰ کی آمد کی پیشگوئی۔ غرض یہ نمونہ قائم کرنے کے لئے میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس عیسیٰ کے مکذّب جو اس امت میں ہونے والے تھے، ان کا نام یہود رکھا گیا۔ چنانچہ آیت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ میں انہیں یہودیوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ یہودی جو اس امت کے عیسیٰ کے منکر ہیں۔ جو ان یہودیوں کے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا تھا۔ پس اس طور سے کامل درجہ پر مشابہت ثابت ہوگئی کہ جس طرح وہ یہودی جو الیاس نبی کی دوبارہ آمد کے منتظر تھے، حضرت عیسیٰ پر محض اس عذر سے کہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہیں آیا ایمان نہ لائے۔ اسی طرح یہ لوگ اس امّت کے عیسیٰ پر محض اس عذر سے ایمان نہ لائے کہ وہ اسرائیلی عیسیٰ دوبارہ دنیا میں نہیں آیا۔ پس ان یہودیوں میں جو حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لائے تھے۔ اس وجہ سے کہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہیں آیا۔ اور ان

یہودیوں میں جو حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں مشابہت ثابت ہوگئی۔ اور یہی خدا تعالیٰ کا مقصد تھا۔ اور جیسا کہ اسرائیلی یہودیوں اور ان یہودیوں میں مشابہت ثابت ہوگئی۔ اسی طرح اسرائیلی عیسیٰ اور اس عیسیٰ میں جو میں ہوں مشابہت بدرجہ کمال پہنچ گئی۔ کیونکہ وہ عیسیٰ اسی وجہ سے یہودیوں کی نظر سے ردّ کیا گیا کہ ایک نبی دوبارہ دنیا میں نہیں آیا۔ اور اسی طرح یہ عیسیٰ جو میں ہوں۔ ان یہودیوں کی نگاہ میں ردّ کیا گیا ہے کہ ایک نبی دوبارہ دنیا میں نہیں آیا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ جن لوگوں کو احادیث نبویہ اس امّت کے یہودی ٹھہراتی ہیں جن کی طرف آیت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ بھی اشارہ کرتی ہے وہ اصل یہودی نہیں ہیں۔ بلکہ اسی امّت کے لوگ ہیں جن کا نام یہودی رکھا گیا ہے۔ اسی طرح وہ عیسیٰ بھی اصل عیسیٰ نہیں ہے جو بنی اسرائیل میں سے ایک نبی تھا بلکہ وہ بھی اسی امّت میں سے ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی اس رحمت اور فضل سے بعید ہے جو اس امّت کے شامل حال رکھتا ہے کہ وہ اس امّت کو یہودی کا خطاب تو دے بلکہ ان یہودیوں کا خطاب دے جنہوں نے الیاس نبی کے دوبارہ آنے کی حجت پیش کر کے حضرت عیسیٰ کو کافر اور کذاب ٹھہرایا تھا لیکن اس امت کے کسی فرد کو عیسیٰ کا خطاب نہ دے۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ یہ امت خدا تعالیٰ کے نزدیک کچھ ایسی بدبخت اور بدقسمت ہے کہ اس کی نظر میں شریر اور نافرمان یہودیوں کا خطاب تو پا سکتی ہے۔ مگر اس امت میں ایک بھی ایسا نہیں کہ عیسیٰ کا خطاب پاوے۔ پس

یہی حکمت تھی کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ نے اس امّت کے بعض افراد کا نام یہودی رکھ دیا۔ اور دوسری طرف ایک فرد کا نام عیسیٰ بھی رکھ دیا۔“

(روحانی خزائن جلد21،صفحہ 407 تا 409۔ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام عیسیٰ نام رکھنے کی وجہ اپنے منظوم کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں:

مردم نااہل گویندم که چوں عیسیٰ شدی
بشنو از من ایں جواب شاں که اے قوم حسود
چوں شمارا شد یہود اندر کتابِ پاک نام
پس خدا عیسیٰ مرا کرداست از بہرِ یہود
ورنه ازروئے حقیقت تخم ایشاں نیستید
نیز ہم من ابن مریم نیستم اندر وجود
گر نه بودندے شما ۔ مارا نبودے ہم اثر
از شما شد ہم ظہورم پس زغوغا ہاچه سُود
ہرچه بود از نیک و بد، در دینِ اسرائیلیاں
آں ہمه در ملّتِ احمد نقوشِ خود نمود
چونکه موسیٰ شد نبیِّ ما که صدر دینِ ماست
لاجرم عیسیٰ شدم آخر ازاں ربّ ودود

(روحانی خزائن جلد21 صفحہ 304۔ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ترجمہ: (1) نالائق لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو عیسیٰ کیونکر ہو گیا۔ (اے دوست!) مجھ سے ان کا جواب سن ۔ جو یہ ہے کہ اے حاسد قوم!

(2) چونکہ قرآن میں تمہارا نام یہودی رکھا گیا اس لئے خدا نے مجھے یہودیوں کے لئے عیسیٰ بنادیا۔

(3) ورنہ دراصل وہ ان یہودیوں کے تخم سے نہیں۔اس طرح میں بھی جسمانی طور پر ابن مریم نہیں۔

(4) اگر تم نہ ہوتے تو ہمارا نشان بھی نہ ہوتا۔صرف تمہاری وجہ سے میرا ظہور ہوا۔پھر غل مچانے سے کیا فائدہ؟

(5) یہودیوں کے مذہب میں جو بھلی اور بُری باتیں موجود تھیں وہ سب دین اسلام میں بھی ظاہر ہوگئیں۔

(6) چونکہ ہمارا نبی جو ہمارے دین کا مرکز ہے موسیٰ ہوگیا تھا۔اس لئے میں بھی آخر خدائے مہربان کی طرف سے عیسیٰ بنادیا گیا۔

عیسیٰ نام رکھنے میں آنحضرت ﷺ اور اسلام کا فخر ہے

”دجالیت اس زمانہ میں عنکبوت کی طرح بہت سی تاریں پھیلا رہی ہے۔ کافر اپنے کفر سے اور منافق اپنے نفاق سے، میخوار میخواری سے اور مولوی اپنے شیوۂ گفتن و نہ کردن اور سیہ دلی سے دجالیت کی تاریں بُن رہے ہیں۔ان تاروں کو اب کوئی کاٹ نہیں سکتا بجز اس حربہ کے جو آسمان سے اترے اور کوئی اس حربہ کو چلا نہیں سکتا بجز اس عیسیٰ کے جو اسی آسمان سے نازل ہو۔سو عیسیٰ نازل ہوگیا۔ وَكَانَ وَعْدُاللّٰهِ مَفْعُولاً۔“

(روحانی خزائن جلد 4، صفحہ 369۔نشان آسمانی)

’’مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ سے کیوں چڑتے ہیں۔ اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا نام بھی عیسیٰ رکھا گیا ہے جو سخت مکروہ ہیں۔ چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ ’’عیسیٰ دھقان‘‘ کنایۂ شراب انگوری سے ہے۔ اور عیسیٰ نو ماہہ، اس خوشۂ انگور کا نام ہے جس سے شراب بنایا جائے۔ اور شراب انگوری کو بھی عیسیٰ نو ماہہ کہتے ہیں۔ اب غضب کی بات ہے کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھیں اور تالیفات میں بے مہابا اس کا ذکر کریں۔ اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ اسمی مشارکت جائز قرار دیں۔ اور جس شخص کو اللہ جلّ شانہٗ اپنی قدرت اور فضل خاص سے دجالیت موجودہ کے مقابل عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے وہ ان کی نظر میں کافر ہو۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 380۔ نشانِ آسمانی)

امّتی کو عیسیٰ نام دیا جانا اسلام کا فخر ہے

’’اللہ تعالیٰ نے اگر میرا نام عیسیٰ رکھا تو اس میں اسلام کا کیا برا ہوا؟ یہ تو اسلام کا فخر ہوا اور آنحضرت ﷺ کا فخر ہوا کہ وہ شخص جسے چالیس کروڑ انسان خدا سمجھتا ہے، آنحضرت ﷺ کی امّت کا ایک فرد اُن کمالات کو پالیتا ہے بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 408 جدید ایڈیشن)

س:۔ عیسیٰ کا نام رکھنے کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ صفاتی نام

ہے۔لیکن عیسیٰ کے دمشق میں اور منارہ کے قریب اترنے کی پیشگوئی کی کیا حقیقت ہے؟

ج۔ ”دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے۔ اس غرض سے ہے کہ تین خدا بنانے کی تخم ریزی اول دمشق سے شروع ہوئی ہے اور مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے کہ تا تین کے خیالات کو محو کر کے پھر ایک خدا کا جلال دنیا میں قائم کرے۔ پس اس ایما کے لئے بیان کیا گیا کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اس کا نزول ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہے۔ ...... ہر ایک طالب حق کو چاہئے کہ دمشق کے لفظ پر خوب غور کرے کہ اس میں حکمت کیا ہے؟ کہ یہ لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کے شرقی طرف نازل ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی قرارداد باتیں صرف امور اتفاقیہ نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے نیچے اسرار اور رموز ہوتے ہیں۔ وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی تمام باتیں رموز اور اسرار سے پُر ہیں۔“

”اس حدیث کے ان الفاظ میں جو اول دمشق کا ذکر فرمایا اور پھر اس کے شرقی طرف ایک منارہ قرار دیا۔ ایک عظیم الشان راز ہے۔ اور وہ وہی ہے جو ابھی ہم بیان کر چکے ہیں۔ یعنی یہ کہ تثلیث اور تین خداؤں کی بنیاد دمشق سے ہی پڑی تھی۔ کیا ہی منحوس وہ دن تھا جب پولوس یہودی ایک خواب کا منصوبہ بنا کر دمشق میں داخل ہوا اور بعض سادہ لوح عیسائیوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ خداوند مسیح مجھے دکھائی دیا۔ اور اس تعلیم کے شائع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ گویا وہ بھی ایک خدا ہے۔ پس وہی خواب

تثلیث کے مذہب کی تخم ریزی تھی۔
غرض یہ شرک عظیم کا کھیت اوّل دمشق میں ہی بڑھا اور پھولا اور پھر یہ زہر اَور اَور جگہوں میں پھیلتی گئی۔ پس چونکہ خدا تعالیٰ کو معلوم تھا کہ انسان کو خدا بنانے کا بنیادی پتھر اول دمشق میں ہی رکھا گیا۔ اس لئے خدا نے اُس زمانہ کے ذکر کے وقت کہ جب غیرتِ خداوندی اس باطل تعلیم کو نابود کرے گی، پھر دمشق کا ذکر فرمایا۔ اور کہا کہ مسیح کا منارہ یعنی اس کے نور کے ظاہر ہونے کی جگہ دمشق کی مشرقی طرف ہے۔ اس عبارت سے یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ منارہ دمشق کی ایک جز ہے اور دمشق میں واقع ہے، جیسا کہ بدقسمتی سے سمجھا گیا۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ مسیح موعود کا نور آفتاب کی طرح دمشق کے مشرقی جانب سے طلوع کر کے مغربی تاریکی کو دور کرے گا۔ اور یہ ایک لطیف اشارہ تھا کیونکہ مسیح کے منارہ کو جس کے قریب اس کا نزول ہے دمشق کے مشرقی طرف قرار دیا گیا اور دمشقی تثلیث کو اس کے مغربی طرف رکھا۔ اور اس طرح آنے والے زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی کی کہ جب مسیح موعود آئے گا تو آفتاب کی طرح جو مشرق سے نکلتا ہے۔ ظہور فرمائے گا۔ اور اس کے مقابل پر تثلیث کا چراغ مردہ جو مغرب کی طرف واقع ہے، دن بدن پژمردہ ہوتا جائے گا۔ کیونکہ مشرق سے نکلنا خدا کی کتابوں سے اقبال کی نشانی قرار دی گئی ہے اور مغرب کی طرف جانا ادبار کی نشانی۔"

(روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 21 تا 27۔ خطبہ الہامیہ)

س:۔ حدیثوں میں جو مسیح موعود کے نزول کا ذکر ہے۔ اس نزول

کی کیا حقیقت ہے؟

ج:۔ ’’حدیثوں میں جو مسیح موعود کے نزول کا ذکر ہے۔اگر چہ یہ لفظ اکرام اوراعزاز کے لئے محاورہ عرب میں آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اترا ہے۔اور جیسا کہ کسی شہر کے نو وارد کو کہا جاتا ہے کہ آپ کہاں اترے ہیں اور جیسا کہ قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ہی اس رسول کو اتارا ہے اور جیسا کہ انجیل میں آیا ہے کہ عیسیٰ اور یحییٰ آسمان سے اترے۔لیکن باایں ہمہ یہ نزول کا لفظ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اس قدر مسیح کی سچائی پر دلائل جمع ہو جائیں گے کہ اہلِ فراست کو اس کے مسیح موعود ہونے میں یقین تام ہو جائے گا۔گویا وہ ان کے روبرو آسمان سے ہی اترا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد20 صفحہ 39۔تذکرۃ الشہادتین)

حضور علیہ السلام ایک دوسری جگہ مسیح کے لئے جو نازل ہونا بیان کیا گیا ہے،اس کی حکمت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’مسیح کا آنا بطور ایسی نعمت کے جو بارادہ خاص الٰہی مومنوں کی نصرت کے لئے نازل ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ ہم نے تمہارے لئے لوہا اتارا اور تمہارے لئے مویشی اتارے۔یعنی تمہارے فائدے کے لئے بطور رحمت یہ چیزیں پیدا کیں۔

اور یہ بھی (حکمت) ہے کہ جو چیز زمین سے نکلتی ہے وہ ظلمت اور کثافت رکھتی ہے اور جو اوپر سے آتی ہے۔اس کے ساتھ نور و برکت ہوتی ہے۔

اور نیز اوپر سے آنے والی نیچے والی پر غالب ہوتی ہے۔غرض جو شخص آسمانی برکتیں اورآسمانی نور ساتھ رکھتا ہے اس کے آنے کے لئے نزول کا لفظ مناسب حال ہے۔ ...... کیونکہ نورانی چیزیں آسمان سے ہی نازل ہوتی ہیں۔جو ظلمت پر فتح پاتی ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد3،صفحہ 360۔ازالہ اوہام حصہ دوم)

نزول کے لفظ میں مسیح کے خَلق کے ہمدرد ہونے کی طرف اشارہ ہے

''یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ متصوفین کے مذاق کے موافق صعود اور نزول کے ایک خاص معنے ہیں۔اور وہ یہ ہیں کہ جب انسان خلق اللہ سے بکلّی انقطاع کر کے خدائے تعالیٰ کی طرف جاتا ہے تو اس حالت کا نام متصوفین کے نزدیک صعود ہے۔اور جب مامور ہو کر نیچے کو اصلاح خلق اللہ کے لئے آتا ہے تو اس حالت کا نام نزول ہے۔اسی اصطلاحی معنے کے لحاظ سے نزول کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد3 صفحہ 420۔ازالہ اوہام حصہ دوم)

نزول کا لفظ محض اجلال واکرام کے لئے ہے

''نزول کا لفظ محض اجلال اور اکرام کے لئے ہے۔اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چونکہ اس پُر فساد زمانہ میں ایمان ثریا پر چلا جائے گا اور تمام

پیری مریدی اور شاگردی استادی اور افادہ استفادہ معرضِ زوال میں آجائے گا۔اس لئے آسمان کا خدا ایک شخص کو اپنے ہاتھ سے تربیت دے کر بغیر توسط زمینی سلسلوں کے زمین پر بھیجے گا۔جیسے کہ بارش آسمان کے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے نازل ہوتی ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 123 تحفہ گولڑویہ)

میرے ماننے والوں کے لئے غلبہ کی پیشگوئی

''یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الّذِیْنَ کَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔یعنی اے عیسٰی میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیری بریّت ظاہر کرونگا۔اور وہ جو تیرے پیرو ہیں میں قیامت تک ان کو تیرے منکروں پر غالب رکھونگا۔اس جگہ اس وحی الٰہی میں عیسٰی سے مراد مَیں ہوں اور تابعین یعنی پیروؤں سے مراد میری جماعت ہے۔قرآن شریف میں یہ پیشگوئی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت ہے۔اور مغلوب قوم سے مراد یہودی ہیں جو دن بدن کم ہوتے گئے۔پس اس آیت کو دوبارہ میرے لئے اور میری جماعت کے لئے نازل کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مقدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں،وہ دن بدن کم ہوتے جائیں گے۔اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں،وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ

میں داخل ہوتے جائیں گے یا نابود ہوتے جائیں گے جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہوگئے کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔ ایسا ہی اس جماعت کے مخالفوں کا انجام ہوگا۔ اوراس جماعت کے لوگ اپنی تعداد اورقوّتِ مذہب کے رو سے سب پر غالب ہوجائیں گے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد21 صفحہ 95,94۔ براہین پنجم)

روحانی غلبہ کے سلسلہ میں جماعت متّبعین کی ذمہ داریاں

’’اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ یہ تسلی بخش وعدہ ناسوت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ سے مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ کیا وہ وہ لوگ ہوسکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق وفجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 100 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد 2 تفسیر سورۃ آل عمران صفحہ 116)

’’یہ تو سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو میرے منکروں اور میرے مخالفوں پر غلبہ دے گا لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین میں سے ہر شخص محض میرے ہاتھ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہوسکتا۔ جب تک اپنے اندر

وہ اتباع کی پوری کیفیت پیدا نہیں کرتا، متبعین میں داخل نہیں ہوسکتا۔ پوری پوری پیروی جب تک نہیں کرتا، ایسی پیروی کہ گویا اطاعت میں فنا ہو جاوے اور نقش قدم پر چلے، اس وقت تک اتّباع کا لفظ صادق نہیں آتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسی جماعت میرے لئے مقدر کی ہے جو میری اطاعت میں فنا ہو اور پورے طور پر میری اتّباع کرنے والی ہو"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 596۔ جدید ایڈیشن)

عیسیٰ ابن مریم

''سورۃ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراداس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے۔ اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی۔ اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اور اسی بناء پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا۔ کیونکہ ایک زمانہ میرے پر صرف مریمی حالت کا گزرا اور پھر جب وہ مریمی حالت خدا تعالیٰ کو پسند آ گئی تو پھر مجھ میں اُس کی طرف سے ایک روح پھونکی گئی۔ اس روح پھونکنے کے بعد میں مریمی حالت سے ترقی کر کے عیسیٰ بن گیا...... براہین احمدیہ حصص سابقہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ**۔ یعنی اے مریم تو اور وہ جو تیرا رفیق ہے۔ دونوں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر اس براہین احمدیہ میں مجھے مریم کا خطاب دے کر فرمایا ہے **نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ رُوْحِ الصِّدْقِ**۔ یعنی اے مریم! میں نے تجھ میں صدق کی روح پھونک دی۔ پس استعارہ کے رنگ میں روح کا پھونکنا اُس حمل کے مشابہ تھا جو مریم صدیقہ کو ہوا تھا۔ اور پھر اس حمل کے بعد آخر کتاب میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا۔ جیسا کہ فرمایا **یَا عِیْسٰی اِنِّي مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَيَّ** یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور

مومنوں کی طرح میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔اوراس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔"

عیسیٰ بن مریم کہلانے میں ایک اور حکمت

"چونکہ مریم ایک امّتی فرد ہے۔اورعیسیٰ ایک نبی ہے۔پس میرا نام مریم اورعیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔مگر وہ نبی جواتباع کی برکت سے ظلی طور پرخدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے۔

اور میرا نام عیسیٰ بن مریم ہونا وہی امر ہے جس پر نادان اعتراض کرتے ہیں کہ حدیثوں میں تو آنے والے عیسیٰ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے۔ مگر یہ شخص تو ابن مریم نہیں ہے۔اوراس کی والدہ کا نام مریم نہ تھا۔اور نہیں جانتے کہ جیسا کہ سورۂ تحریم میں وعدہ تھا، میرا نام پہلے مریم رکھا گیا۔اور پھر خدا کے فضل نے مجھ میں نفخ روح کیا۔یعنی اپنی ایک خاص تجلّی سے اس مریمی حالت سے ایک دوسری حالت پیدا کی۔اوراس کا نام عیسیٰ رکھا۔اور چونکہ وہ حالت مریمی حالت سے پیدا ہوئی۔اس لئے خدا نے مجھے عیسیٰ بن مریم کے نام سے پکارا۔پس اس طرح پر میں عیسیٰ بن مریم بن گیا۔

غرض اس جگہ مریم سے مراد وہ مریم نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں تھی۔ بلکہ خدا نے ایک روحانی مشابہت کے لحاظ سے جو مریم امّ عیسیٰ کے ساتھ مجھے حاصل تھی میرا نام براہین احمدیہ حصص سابقہ میں مریم رکھ

دیا۔ پھر ایک دوسری تجلّی میرے پر فرما کر اس کو نفخ روح سے مشابہت دی۔ اور پھر جب وہ روح معرضِ ظہور اور بروز میں آئی۔ تو اس روح کے لحاظ سے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ پس اسی لحاظ سے مجھے عیسیٰ بن مریم کے نام سے موسوم کیا گیا‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 361 تا 362۔ ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم)

مثیل عیسیٰ بن مریم کے آنے سے غرض اس کی خدائی کو پاش پاش کرنا ہے

’’غرض عیسیٰ بن مریم کے مثیل آنے کی ایک یہ بھی غرض تھی کہ اس کی خدائی کو پاش پاش کر دیا جائے۔ انسان کا آسمان پر جا کر مع جسم عنصری آباد ہونا ایسا ہی سنّت اللہ کے خلاف ہے جیسے کہ فرشتے مجسّم ہو کر زمین پر آباد ہو جائیں۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 24۔ تذکرۃ الشہادتین)

امّت محمدیہؐ کے مسیح موعود کو عیسیٰ بن مریم کا نام دے کر توحید الٰہی کا جلال ظاہر کیا گیا ہے

’’فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّی جَعَلَهٗ دَكّاً وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقّاً وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِي بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنَاهُمْ

جَمْعاً۔ (کہف100-99)

’’آیات موصوفہ بالا سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ میں عیسائی مذہب اور حکومت کا زمین پر غلبہ ہوگا۔ اور مختلف قوموں میں بہت سے تنازعات مذہبی پیدا ہوں گے۔ اور ایک قوم دوسری قوم کو دبانا چاہے گی۔ اور ایسے زمانہ میں صور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جاوے گا۔ یعنی سنّت اللہ کے موافق آسمانی نظام قائم ہوگا اور ایک آسمانی مصلح آئے گا۔ درحقیقت اسی مصلح کا نام مسیح موعود ہے۔ کیونکہ جبکہ فتنہ کی بنیاد نصاریٰ کی طرف سے ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ کا بڑا مطلب یہ ہوگا کہ ان کی صلیب کی شان کو توڑے۔ اس لئے جو شخص نصاریٰ کی دعوت کے لئے بھیجا گیا۔ بوجہ رعایتِ حالت اس قوم کے جو مخاطب ہے اس کا نام مسیح اور عیسیٰ رکھا گیا۔

اور دوسری حکمت اس میں یہ ہے کہ جب نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنایا۔ اور اپنی مفتریات کو ان کی طرف منسوب کیا۔ اور ہزار ہا مکاریوں کو زمین پر پھیلایا۔ اور حضرت مسیح کی قدر کو حد سے زیادہ بڑھا دیا تو اس زندہ اور وحید اور بے مثل کی غیرت نے چاہا کہ اسی امت سے عیسیٰ ابن مریم کے نام پر ایک اپنے بندہ کو بھیجے اور کرشمہ قدرت کا دکھلاوے۔ تا ثابت ہو کہ بندوں کو خدا بنانا حماقت ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور مشت خاک کو افلاک تک پہنچا سکتا ہے‘‘۔

(روحانی جلد6 صفحہ 312۔ شہادت القرآن)

ایک امّتی کا نام عیسیٰ بن مریم اس لئے رکھا گیا تا کہ آنحضرت ﷺ کی عظمت کا اظہار ہو

''میں نے ازخود کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ میں اپنی خلوت کو پسند کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مصالح نے ایسا ہی چاہا اور اس نے خود مجھے باہر نکالا۔ چونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ جب کسی شخص کو اسکی مناسب عزت سے بڑھ کر عظمت دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس عظمت کا دشمن ہوجاتا ہے کیونکہ یہ اسکی توحید کے خلاف ہے۔ اسی طرح پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے وہ عظمت تجویز کردی گئی تھی جسکے وہ مستحق نہ تھے۔ یہاں تک کہ انہیں خدا بنا دیا گیا۔ اور خانۂ خدا خالی ہوگیا۔ عیسائیوں سے پوچھ کر دیکھ لو۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح ہی خود خدا ہے۔ اب جس انسان کو اس قدر عظمت دی گئی اور اسے خدا بنایا گیا۔ (نعوذ باللہ) اور اس طرح پر خدا کا پہلو گم کردیا گیا۔ تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت مخلوق کو اس انسان پرستی سے نجات دینے کے لئے جوش میں نہ آتی؟ پس اس تقاضا کے موافق اس نے مجھے مسیح کر کے بھیجا تا کہ دنیا پر ظاہر ہوجاوے کہ مسیح بجز ایک عاجز انسان کے اور کچھ نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس کفر کی اصلاح کرے۔ اور اس کے لئے یہی راہ اختیار کی کہ آنحضرت ﷺ کی امت کے ایک فرد کو اس نام سے بھیج دیا۔ تا ایک طرف آنحضرت ﷺ کی عظمت کا اظہار ہو اور دوسری طرف مسیح کی حقیقت معلوم ہو۔ یہ ایسی موٹی بات ہے کہ معمولی

عقل کا انسان بھی اس کو سمجھ سکتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد 4 صفحہ 425)

’’جبکہ آنحضرت ﷺ کی اس قدر ہتک کی گئی ہے اور عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اس سیّد الکونین کی شان میں گستاخیاں کی ہیں اور ایک عاجز مریم کے بچے کو خدا کی کرسی پر جا بٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے آپؐ کا جلال ظاہر کرنے کے لئے یہ مقدر کیا تھا کہ آپ کے ایک ادنیٰ غلام کو مسیح ابن مریم بنا کے دکھا دیا۔ جب آپؐ کی امّت کا ایک فرد اتنے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے تو اس سے آپؐ کی شان کا پتہ لگ سکتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 10-9۔ جدید ایڈیشن)

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیحِ الزمان ہے

عین اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف ''آئینہ کمالات اسلام'' میں فرماتے ہیں:

''رَأَیْتُنِي فِی الْمَنَامِ عَیْنَ اللّٰہِ''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد5 صفحہ 564)

کہ میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں عین اللہ ہوں۔

اس پر معترضین حضور اقدس پر خدائی کا دعویدار ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔حالانکہ یہ خطاب بھی آپ کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ آثار میں مسیح موعود کا ایک خطاب ''عین اللہ'' بھی لکھا ہے۔

(دیکھیں النجم الثاقب جلد1 ص41 دراسماءشریفہ امام عصر'نو دودوم''۔انتشارات علمیہ اسلامیہ)

(بحوالہ امام مہدی کا ظہور صفحہ 232)

اس نام میں بھی آپ کا مقام قرب اور فنا فی اللہ ہونا بتایا گیا ہے۔اور معترضین کے بے بنیاد اعتراضوں اور الزاموں سے بری کیا گیا ہے۔کیونکہ اگر کوئی شخص خواب میں یہ دیکھے کہ وہ خدا بن گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ہدایت کی منزل مقصود تک پہنچائے گا اور مقام قرب سے نوازے گا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اس کشف کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

''اس کشف سے ہماری مراد وہ نہیں جو وحدت الوجود والے لیا کرتے ہیں

یا اہل حلول کا مذہب ہے۔ یعنی اس کشف کا یہ مطلب نہیں کہ خدا مجھ میں حلول کر آیا۔ بلکہ یہ تو فنا فی اللہ کا وہی مقام ہے جو بخاری شریف میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نفل پڑھنے والے بندے کے ہاتھ پاؤں کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 566۔ ترجمہ از آئینہ کمالات اسلام)

غازی

’’ کِتَابُ الوَلِیِّ ذُوالْفِقَارُ عَلِیٍّ۔یعنی کتاب اس ولی کی، ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔اسی بناء پر بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد4،صفحہ 375۔نشان آسمانی)

غلام احمدؐ قادیانی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو اَلْآ یَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ ہے۔ ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے۔ تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھو یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی۔ اور وہ یہ نام ہے غلام احمدؐ قادیانی۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو (1300) ہیں۔ اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہٗ بعض اسرار اعداد حروف تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 190-189۔ ازالہ اوہام حصہ اول)

’’عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا۔ اور ہمارے سیّد و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا۔

اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس امّت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے۔ جو احمدؐ کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمدؐ کے غلام سے بھی کمتر ہے۔ اے عزیزو! یہ بات غصّہ کرنے کی نہیں۔ اگر اس احمدؐ کے غلام کو جو مسیح موعود کرکے بھیجا گیا ہے، تم اس پہلے مسیح سے بزرگ تر نہیں سمجھتے اور اُسی کو شفیع اور منجّی قرار دیتے ہو۔ تو اب اس دعویٰ کا ثبوت دو۔ اور جیسا کہ اس احمد کے غلام کی نسبت خدا نے فرمایا إِنَّـهُ آوَى الْقَرْيَةَ لَوْلَا الْإِكْرَامُ لَهَلَكَ الْمَقَامُ۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس شفیع کی عزت ظاہر کرنے کے لئے اس گاؤں قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھا۔ جیسا کہ دیکھتے ہو کہ وہ پانچ چھ برس سے محفوظ چلی آتی ہے۔ اور نیز فرمایا کہ اگر میں اس احمد کے غلام کی بزرگی اور عزت ظاہر نہ کرنا چاہتا تو آج قادیان میں بھی تباہی ڈال دیتا۔ ایسا ہی آپ بھی اگر مسیح ابن مریم کو درحقیقت سچّا شفیع اور منجی قرار دیتے ہیں تو قادیان کے مقابل پر آپ بھی کسی اور شہر کا پنجاب کے شہروں میں سے نام لے دیں کہ فلاں شہر ہمارے خداوند مسیح کی برکت اور شفاعت سے طاعون سے پاک رہے گا۔“

(روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 234-233 دافع البلاء)

’’غلام احمد کی جَے‘‘

(تذکرہ طبع چہارم ص613)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے چند الہامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’جَے کا لفظ بتاتا ہے کہ اس مخالفت میں ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔ لیکن بتادیا ہے کہ آخر وہ جَے کہنے پر مجبور ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی کلام میں خبریں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ابتلا آئیں گے اور سخت آئیں گے، گالیاں دی جائیں گی۔ ہندو بھی مخالفت میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ احمدیت کو فتح دے گا۔ حتیّٰ کہ مخالف بھی پکار اٹھیں گے کہ غلام احمد کی جَے‘‘۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 613۔ حاشیہ)

فرقان

”اَنْتَ فُرْقَانٌ“

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 308)

تو فیصلہ کن نشان ہے۔

قَدَمُ الرَّسُول

”وَاَنَا قَدَمُ الرَّسُول الّتی تُحْشَر علیها الاموات و تُمحی بها الضلالات“

”و من از رسول صلی اللہ علیہ وسلم قدمے ہستم کہ مُردگان بر و مبعوث خواہند شد و ضلالت ہا محو خواہد گردید“۔

(روحانی خزائن جلد16۔صفحہ 474۔لجۃ النور)

قمر

’’خداتعالیٰ نے اس وحی الٰہی میں جو لکھی جاتی ہے میرے ہاتھ پر دین اسلام کے پھیلانے کی خوشخبری دی۔ جیسا کہ اس نے فرمایا۔ يَا قَمَرُ يَا شَمْسُ اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ۔ یعنی اے چاند اور اے سورج! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اس وحی الٰہی میں ایک دفعہ خداتعالیٰ نے مجھے چاند قرار دیا اور اپنا نام سورج رکھا۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ جس طرح چاند کا نور سورج سے فیضیاب اور مستفاد ہوتا ہے اسی طرح میرا نور خداتعالیٰ سے فیضیاب اور مستفاد ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 397۔ تجلیات الٰہیہ)

کاسرالصلیب

’’صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں مسیح موعود کا نام کاسرالصلیب رکھا اور درحقیقت سچے مسیح موعود کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی علامت ٹھہرائی ہے کہ اس کے ہاتھ پر کسر صلیب ہو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود ایسے زمانے میں آئے گا جب کہ ہر طرف سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ جن کی پرزور تاثیروں سے صلیبی مذہب عقلمندوں کے دلوں میں سے گرتا جائے گا چنانچہ یہ وہی زمانہ ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 166 حاشیہ۔ تریاق القلوب)

’’وہ مجدّد جو اس چودھویں صدی کے سر پر بموجب حدیث نبوی کے آنا چاہیئے تھا وہ یہی راقم ہے۔ یہ بات جلد عقلمند اور منصف مزاج کو سمجھ آسکتی ہے کہ ہر ایک مجدّد ان مفاسد کو دور کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے جو زمین پر سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ موجب ہلاک اور نیز سب سے زیادہ کثرت میں ہوتے ہیں۔ اور انہیں خدمات کے مناسب حال اس مجدّد کا نام آسمان پر ہوتا ہے اور جب کہ یہ بات واقعی اور صحیح ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ لوگ چاروں طرف عیسائیت کی پُر زہر تعلیم سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں۔ بڑا کام مجدد کا یہ ہونا چاہیئے کہ اہل اسلام کی ذرّیت کو اس زہر سے بچاوے اور صلیبی فتنوں

پر اسلام کو فتح بخشے۔ اور جبکہ اس صدی کے مجدد کا یہ کام ہوا تو بلاشبہ آسمان پر اس کا نام کاسر الصلیب ہوا۔"

(روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 166,165 تریاق القلوب)

میں صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں

"اس عاجز کو............ حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔ اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا۔ تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں۔ ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا۔ بلکہ کر رہا ہے۔ اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 11 حاشیہ۔ فتح اسلام)

"ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا۔ اور آخری زمانہ میں یہ مقدّر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا۔ یعنی آسمانی

نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دنیا سے اٹھاوے گا۔عوض معاوضہ گلہ ندارد۔‘‘

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 202۔حقیقۃ الوحی)

صلیبی مذہب پر غلبہ پانے اور کسر صلیب کے اسباب جن کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں

’’اس زمانہ میں مجدد کی خاص خدمت کسر شوکت صلیب ہے اور خدا نے میرے وقت میں آسمان سے کسر شوکت عقائد صلیبیہ کے لئے ایسے اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔کہ ہر ایک عقلمند ان اسباب پر نظر غور ڈال کر سمجھ سکتا ہے جو صلیبی مذہب کا صفحہ دنیا سے معدوم ہونا جس کا حدیثوں میں ذکر ہے بجز اس صورت کے کسی طرح ممکن نہیں۔کیونکہ عیسائی مذہب کو گرانے کے لئے جو صورتیں ذہن میں آسکتی ہیں وہ صرف تین ہیں۔

اول یہ کہ تلوار سے اور لڑائیوں سے اور جبر سے عیسائیوں کو مسلمان کیا جائے جیسا کہ عام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ ان کا فرضی مسیح موعود اور مہدی معہود یہی کام دنیا میں آ کر کرے گا۔اور اس میں صرف اسی قدر لیاقت ہوگی کہ خونریزی اور جبر سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہے گا۔لیکن جس قدر اس کارروائی میں فساد ہیں حاجتِ بیان نہیں۔ایک شخص کے جھوٹے ہونے کے لئے یہ دلیل کافی ہوسکتی ہے کہ وہ لوگوں کو جبر سے

اپنے دین میں داخل کرنا چاہے۔ لہٰذا یہ طریق اشاعتِ دین کا ہرگز درست نہیں ہے۔ اور اس طریق کے امیدوار اور اس کے انتظار کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جو درندوں کی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں اور آیت لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ سے بے خبر ہیں۔

دوسری صورت صلیبی مذہب پر غلبہ پانے کی یہ ہے کہ معمولی مباحثات سے جو ہمیشہ اہل مذہب کیا کرتے ہیں اس مذہب کو مغلوب کیا جائے۔ مگر یہ صورت بھی ہرگز کامل کامیابی کا ذریعہ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اکثر مباحثات کا میدان وسیع ہوتا ہے اور دلائلِ عقلیہ اکثر نظری ہوتے ہیں اور ہر ایک نادان اور موٹی عقل والے کا کام نہیں کہ عقلی اور نقلی دلائل کو سمجھ سکے۔ اس لئے بت پرستوں کی قوم باوجود قابلِ شرم عقیدوں کے اب تک جابجا دنیا میں پائی جاتی ہے۔

تیسری صورت صلیبی مذہب پر غلبہ پانے کی یہ ہے کہ آسمانی نشانوں سے اسلام کی برکت اور عزت ظاہر کی جائے اور زمین کے واقعات سے امور محسوسہ بدیہیہ کی طرح یہ ثابت کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر گئے بلکہ اپنی طبعی موت سے مر گئے۔ اور یہ تیسری صورت ایسی ہے کہ ایک متعصّب عیسائی بھی اقرار کرسکتا ہے کہ اگر یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچ جائے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے تو پھر عیسائی مذہب باطل ہے اور کفارہ اور تثلیث سب باطل۔ اور پھر اس کے ساتھ جب آسمانی

نشان بھی اسلام کی تائید میں دکھلائے جائیں تو گویا اسلام میں داخل ہونے کے لئے تمام زمین کے عیسائیوں پر رحمت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔سو یہی تیسری صورت ہے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ خداتعالیٰ نے ایک طرف تو مجھے آسمانی نشان عطا فرمائے ہیں اور کوئی نہیں کہ ان میں میرا مقابلہ کر سکے۔ اور دنیا میں کوئی عیسائی نہیں کہ جو آسمانی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے اور دوسری خدا کے فضل اور کرم اور رحم نے میرے پر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر فوت ہوئے نہ آسمان پر چڑھے............اس لئے میں زور سے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ جس کسر صلیب کا بخاری میں وعدہ تھا۔اس کا پورا سامان مجھے عطا کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک عقلِ سلیم گواہی دے گی کہ بجز اس صورت کے اور کوئی مؤثر اور معقول صورت کسر صلیب کی نہیں۔

............اب ہر ایک عقلمند موازنہ کرسکتا ہے کہ کیا وہ امور جو اشاعتِ اسلام اور کسر صلیب کے لئے ہم پر کھولے گئے ہیں۔ وہ دلوں کو کھینچنے والے اور مؤثر معلوم ہوتے ہیں یا ہمارے مسلمان مخالفوں کے فرضی مسیح موعود کا یہ طریق کہ گویا وہ آتے ہی بے خبر اور غافل لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دے گا۔

یاد رہے کہ عیسائی مذہب اس قدر دنیا میں پھیل گیا ہے کہ صرف آسمانی نشان بھی اس کے زیر کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ مذہب کو چھوڑنا بڑا مشکل امر ہے۔لیکن یہ صورت کہ ایک طرف تو آسمانی نشان

دکھلائے جائیں اور دوسرے پہلو میں ان کے مذہب اور ان کے اصولوں کا واقعاتِ حقّہ سے تمام تانا بانا توڑ دیا جائے اور ثابت کر دیا جائے کہ حضرت مسیحؑ کا مصلوب ہونا اور پھر آسمان پر چڑھ جانا دونوں باتیں جھوٹ ہیں۔ یہ طرز ثبوت ایسی ہے کہ بلاشبہ اس قوم میں ایک زلزلہ پیدا کر دیگی کیونکہ عیسائی مذہب کا تمام مدار کفارہ پر ہے اور کفارہ کا تمام مدار صلیب پر اور جب صلیب ہی نہ رہی تو کفارہ بھی نہ رہا اور جب کفارہ نہ رہا تو مذہب بنیاد سے گر گیا''۔

(روحانی خزائن جلد 15 ص 169,166۔ تریاق القلوب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسر صلیب کے لئے جن اسباب و ذرائع کو اختیار فرمایا اور جس طرح صلیبی عقائد کو پاش پاش فرمایا اسکی تفصیلات جاننے کے لئے حضور علیہ السلام کی مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے:

''مسیح ہندوستان میں''۔ ''چشمہ مسیحی''۔ ''تریاق القلوب''۔ ''جنگ مقدس''۔ ''کتاب البریہ'' وغیرہ۔

مسیح موعود کا کام کسر صلیب کے ساتھ قتل خنزیر بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے یہ کام بھی لیا۔ چنانچہ ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی آف امریکہ کی ہلاکت پر جو شدید ترین معاند اسلام اور بدترین دشمن اسلام تھا، آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کی ہلاکت کی خبر ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''چونکہ میرا اصل کام کسر صلیب ہے سو اس کے مرنے سے ایک بڑا حصّہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ (ڈوئی۔ ناقل) تمام دنیا سے اول درجہ پر حامیٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہوسکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی۔ اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہوگئے تھے جو بڑے مالدار تھے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اس کی طرح شہرت ان کی تھی اور نہ اس کی طرح کروڑ ہا روپیہ کے وہ مالک تھے۔ پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا''۔

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 513۔ تتمّہ حقیقۃ الوحی)

س: مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسر صلیب کرنا چاہئے؟ کیا جنگ اور لڑائیوں سے جس طرح ہمارے مولویوں کا عقیدہ ہے یا کسی اور طرح سے؟

ج: ''اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی لوگ (خدا ان کے حال پر

رحم کرے) اس عقیدہ میں سراسر غلطی پر ہیں۔ مسیح موعود کا منصب ہرگز نہیں ہے کہ وہ جنگ اور لڑائیاں کرے بلکہ ان کا منصب یہ ہے کہ حجج عقلیہ اور آیاتِ سماویہ اور دُعا سے اس فتنہ کو فرو کرے۔ یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اس کو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اُس کا غیر ہرگز اس سے مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آخر اسی طور سے صلیب توڑا جائے گا یہاں تک کہ ہر ایک محقق نظر سے اسکی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کھلیں گے۔ یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔ اسلام ابتداء میں تدریجاً ہی ترقی پذیر ہوا ہے۔ اور پھر انتہا میں بھی تدریجاً اپنی پہلی حالت کی طرف آئے گا''۔

(روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 305 حاشیہ۔ کتاب البریہ)

کرشن

"ہرایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جوملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن مَیں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خداتعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ وہ تُو ہی ہے"۔

(روحانی خزائن جلد22، صفحہ 522-521۔ تتمّہ حقیقۃ الوحی)

"ہے رودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"۔

(روحانی خزائن جلد20، صفحہ 229 لیکچر سیالکوٹ)

"میرا اس زمانہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کرکے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہوگئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں

ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کے رو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جاہل مسلمان اس کو سن کر فی الفور یہ کہیں گے کہ ایک کافر کا نام اپنے اوپر لے کر کفر کو صریح طور پر قبول کیا ہے۔ لیکن یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا............ کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبّت سے پُر تھا۔ اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی

الہام ہوا تھا کہ ’’ ہے کرشن رودّر گو پال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے‘‘۔ سو مَیں کرشن سے محبت کرتا ہوں۔ کیونکہ مَیں اس کا مظہر ہوں۔ اور اس جگہ ایک اور راز درمیان میں ہے کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنے والا اور غریبوں کی دلجوئی کرنے والا اور ان کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے ہیں۔ پس گویا روحانیت کے رو سے کرشن اور مسیح موعود ایک ہی ہیں۔ صرف قومی اصطلاح میں تغایر ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 229-228۔ لیکچر سیالکوٹ)

’’ خدا تعالیٰ نے کشفی حالت میں بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قوم میں کرشن نام ایک شخص جو گزرا ہے۔ وہ خدا کے برگزیدوں اور اپنے وقت کے نبیوں میں سے تھا اور ہندوؤں میں اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہی ہم معنے ہے اور ہندوؤں کی کتابوں میں ایک پیشگوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار آئے گا جو کرشن کے صفات پر ہوگا۔ اور اسکا بروز ہوگا۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مَیں ہوں۔ کرشن کی دو صفت ہیں۔ ایک رودّر یعنی درندوں اور سؤروں کو قتل کرنے والا یعنی دلائل اور نشانوں سے۔ دوسرے گوپال یعنی گائیوں کو پالنے والا یعنی اپنے انفاس سے نیکوں کا مددگار۔ اور یہ دو صفتیں مسیح موعود کی صفتیں ہیں۔ اور یہی دونوں صفتیں خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 317 حاشیہ در حاشیہ۔ تحفہ گولڑویہ)

’’جیسا کہ کرشن کی صفات میں سے روڈّر گوپال ہے یعنی سؤروں کو ہلاک کرنے والا اور گائیوں کو پالنے والا۔ایسا ہی کلکی اوتار ہوگا۔یہ ایک کرشن کی صفات کی نسبت استعارہ ہے کہ وہ درندوں کو ہلاک کرتا تھا یعنی سؤروں اور بھیڑیوں کو اور گائیوں کو پالتا تھا یعنی نیک آدمیوں کو۔اور عجیب بات ہے کہ مسلمان اور عیسائی بھی آنے والے مسیح کی نسبت یہی صفات روڈّر گوپال کے جو کلکی اوتار کی صفت ہے، قائم کرتے ہیں......اس جگہ یہ مراد نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے سؤروں کو قتل کرے گا یا گائیوں کی حفاظت کرے گا۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ زمانہ کا دَور ہی ایسا آجائے گا اور آسمانی ہوا شریروں کو نابود کرتی جائے گی۔اور نیک بڑھیں گے اور پھولیں گے اور زمین کو پُر کریں گے۔تب اس مسیح پر روڈّر گوپال کا اسم صادق آجائے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد17،صفحہ 317-316 حاشیہ۔تحفہ گولڑویہ)

کلمۃ الازل

''تو کلمۃ الازل ہے۔ پس تو مٹایا نہیں جائے گا''۔

(روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 101۔ کتاب البریہ)

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 258)

کلمۃ اللہ

مسیح محمدیؐ کوکلمۃ اللہ وروح اللہ کہہ کر مسیح موسوی کے متعلق غلط عقائد کی تردید کی گئی ہے۔

’’قرآن شریف میں اس امت کے اشرار کو یہود سے نسبت دی گئی اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ ایسے شخص کو جو (امت محمدیہ میں۔ ناقل) مریمی صفت سے محض خدا کے نفخ سے عیسوی صفت حاصل کرنے والا تھا اس کا نام سورہ تحریم میں ابن مریم رکھ دیا ہے۔ کیونکہ فرمایا ہے کہ جبکہ مثالی مریم نے بھی تقویٰ اختیار کیا تو ہم نے اپنی طرف سے روح پھونک دی۔ اس میں اشارہ تھا کہ مسیح ابن مریم میں کلمۃ اللہ ہونے کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ آخری مسیح بھی کلمۃ اللہ ہے۔ اور روح اللہ بھی۔ بلکہ ان دونوں صفات میں وہ پہلے سے زیادہ کامل ہے۔ جیسا کہ سورہ تحریم اور سورہ فاتحہ اور سورۃ النور اور آیت **کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ** سے سمجھا جاتا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد15، صفحہ 484۔ تریاق القلوب)

انسان کلمۃ اللہ کب بنتا ہے

اسی طرح حضور علیہ السلام کلمۃ اللہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’لوگوں نے کلمۃ اللہ کے لفظ پر جو مسیح کی نسبت آیا ہے سخت غلطی کھائی ہے اور مسیح کی کوئی خصوصیت سمجھی ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہر انسان جب نفسانی ظلمتوں اور گندگیوں اور تیرگیوں سے نکل آتا ہے اس وقت وہ کلمۃ اللہ ہوتا ہے۔ یادرکھو کہ انسان کلمۃ اللہ ہے کیونکہ اس کے اندر روح ہے جس کا نام قرآن شریف میں اَمْرِ رَبِّیْ رکھا گیا ہے۔ لیکن انسان نادانی اور ناواقفی سے روح کی کچھ قدر نہ کرنے کے باعث اس کو انواع و اقسام کی سلاسل اور زنجیروں میں مقید کر دیتا ہے اور اس کی روشنی اور صفائی کو خطرناک تاریکیوں اور سیاہ کاریوں کی وجہ سے اندھا اور سیاہ کر دیتا ہے۔ اور اسے ایسا دھندلا بناتا ہے کہ پتہ بھی نہیں لگتا۔ لیکن جب توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنی ناپاک اور تاریک زندگی کی چادر اتار دیتا ہے تو قلب منوّر ہونے لگتا ہے اور پھر اصل مبدء کی طرف رجوع شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ تقویٰ کے انتہائی درجہ پر پہنچ کر سارا مَیل کچیل اتر کر پھر وہ کلمۃ اللہ ہی رہ جاتا ہے۔ یہ ایک باریک علم اور معرفت کا نکتہ ہے۔ ہر شخص اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا‘‘۔

(تفسیر سورہ ال عمران ونساء از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 368)

(الحکم جلد 5 نمبر 10 مورخہ 17 مارچ 1901ء صفحہ 1)

گورنر جنرل

’’مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا‘‘۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 285)

’’مسیح جس کا دوسرا نام مہدی ہے دنیا کی بادشاہت سے ہرگز حصّہ نہیں پائے گا بلکہ اس کے لئے آسمانی بادشاہت ہوگی۔اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حَکم ہوکر آئے گا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عام ہوگا۔جس کا ترجمہ انگریزی میں گورنر جنرل ہے۔سو یہ گورنری اس کی زمین کی نہیں ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح غربت اور خاکساری سے آوے۔سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا‘‘۔

(روحانی خزائن جلد15،صفحہ 144۔تریاق القلوب)

لولاک

الہام ”لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ“ کے تذکرہ پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی کمال رضا جوئی کی حالت میں یہ طبقہ خدمت گزاران کا ”لَوْلَاکَ“ کا حکم رکھتا ہے اور یہ بات صاف ہے کہ اگر یہ طبقہ لولاک کا نہ ہو تو افلاک کی خلقت عبث وفضول ہے۔ افلاک کا بنانا محض اس طبقہ لولاک کی خاطر ہے۔“

”یہ دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تھا لیکن ظلّی طور پر ہم پر اس کا اطلاق ہوتا ہے“۔

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد 5، صفحہ 20-19)

الہام لولاک کی تشریح کرتے ہوئے ایک اور موقعہ پر آپؑ نے فرمایا:

”لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ میں کیا مشکل ہے؟ قرآن مجید میں ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعاً زمین میں جو کچھ ہے وہ عام آدمیوں کی خاطر ہے۔ تو کیا خاص انسانوں میں سے ایسے نہیں ہو سکتے کہ ان کے لئے افلاک بھی ہوں؟ دراصل آدم کو جو خلیفہ بنایا گیا تو اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ وہ اس مخلوقات سے اپنے منشاء کا خدا تعالیٰ کی رضامندی کے موافق کام لے اور جن پر اس کا تصرّف نہیں۔ وہ خدا تعالیٰ

کے حکم سے انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔سورج۔چاند۔ستارے وغیرہ‘‘

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد5،صفحہ 213)

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے آسمان میں چاند و سورج گرہن۔دمدار ستاروں کا چڑھنا اور کثرت سے ستاروں کا ٹوٹنا اور شہب ثاقب کے گرنے جیسے نشانات ظاہر ہوئے اور آپ کے لئے عام لوگوں سے بڑھ کر افلاک سے کام لیا گیا۔

مامور

''قُمْ وَ اَنْذِرْ فَإِنَّکَ مِنَ الْمَأمُوْرِیْنَ''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 175)

اٹھ اورلوگوں کو(آنے والے عذابوں سے)ڈرا کیونکہ تو مامور ہے۔

حضورعلیہ السلام نے فرمایا:

''اسلام کے ضعف اور غربت اور تنہائی کے وقت میں خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔تا میں ایسے وقت میں جو اکثر لوگ عقل کی بداستعمالی سے ضلالت کی راہیں پھیلا رہے ہیں اور روحانی امور سے رشتہ مناسبت بالکل کھو بیٹھے ہیں۔اسلامی تعلیم کی روشنی ظاہر کروں۔میں یقیناً جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اسلام اپنا اصلی رنگ نکال لائے گا۔اور اپنا وہ کمال ظاہر کرے گا جن کی طرف آیت لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ میں اشارہ ہے۔سنت اللہ اسی طرح واقع ہے کہ خزائن معارف و دقائق اسی قدر ظاہر کئے جاتے ہیں جس قدر ان کی ضرورت پیش آتی ہے۔سو یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے جو اس نے ہزارہا عقلی مفاسد کو ترقی دے کر اور بے شمار معقولی شبہات کو بمنصۂ ظہور لا کر بالطبع اس بات کا تقاضا کیا ہے کہ ان اوہام واعتراضات کے رفع دفع کے لئے فرقانی حقائق ومعارف کا خزانہ کھولا جائے۔

بے شک یہ بات یقینی طور پر ماننی پڑے گی کہ جس قدر حق کے مقابل پر اب معقول پسندوں کے دلوں میں اوہام باطلہ پیدا ہوئے ہیں اور عقلی اعتراضات کا ایک طوفان برپا ہوا ہے۔ اس کی نظیر کسی زمانہ میں پہلے زمانوں میں سے نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا ابتداء سے اس امر کو بھی کہ ان اعتراضات کا براہین شافیہ و کافیہ سے بحوالہ آیات قرآن مجید بکلّی استیصال کر کے تمام ادیان باطلہ پر فوقیت اسلام ظاہر کردی جائے۔ اِسی زمانہ پر چھوڑا گیا تھا۔ کیونکہ پیش از ظہور مفاسد، ان مفاسد کی اصلاح کا تذکرہ محض بے محل تھا۔ اسی وجہ سے حکیم مطلق نے ان حقائق اور معارف کو اپنی کلام پاک میں مخفی رکھا اور کسی پر ظاہر نہ کیا جب تک کہ ان کے اظہار کا وقت آ گیا۔ ہاں اس وقت کی اس نے پہلے سے اپنی کتاب عزیز میں خبر دے رکھی تھی۔ جو آیت **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ** میں صاف اور کھلے کھلے طور پر مرقوم ہے۔ سو اب وہی وقت ہے اور ہر یک شخص روحانی روشنی کا محتاج ہو رہا ہے۔ سو خدائے تعالیٰ نے اس روشنی کو دیکر ایک شخص کو دنیا میں بھیجا۔ وہ کون ہے؟ یہی ہے جو بول رہا ہے''۔

(روحانی خزائن جلد3، صفحہ 515-514۔ ازالۂ اوہام حصہ دوم)

ان اعتراضات کے جوابات جاننے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ مثلاً براہین احمدیہ ہر پانچ حصص۔

آریوں کے اعتراضات کے ردّ کے لئے سرمہ چشم آریہ، چشمۂ معرفت، آریہ دھرم، سناتن دھرم، پرانی تحریریں۔ وغیرہ۔

عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات کے لئے جنگ مقدس، چشمۂ مسیحی، نسیم دعوت، انجام آتھم ۔ وغیرہ۔

اس کے علاوہ اسلامی اصول کی فلاسفی، آئینہ کمالات اسلام، حقیقة الوحی، اور خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں کے ثبوت کے لئے تریاق القلوب، سراج منیر، کتاب البریہ وغیرہ کتب کا مطالعہ بالخصوص بہت مفید ہے۔

مامور کے چند اوصاف

”ذرا غور کرنے سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ جسے خدا تعالیٰ مامور کرتا ہے ضرور ہے کہ اس کے لئے اجتباء اور اصطفاء ہوا اور کچھ نہ کچھ اس میں ضرور خصوصیات چاہئے کہ خدا تعالیٰ کل مخلوق میں سے اسے برگزیدہ کرے۔ خدا تعالیٰ کی نظر خطا جانے والی نہیں ہوتی۔ پس جب وہ کسی کو منتخب کرتا ہے وہ معمولی آدمی نہیں ہوتا۔ قرآن شریف میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔“

(ملفوظات جلد3، صفحہ 547 جدید ایڈیشن)

”اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے لئے چند نشان ہوا کرتے ہیں۔ جن سے اس کی سچائی پرکھی جاتی ہے۔

اوّل یہ کہ وہ پاک اور صاف تعلیم لے کر آتا ہے۔ جب اسکی تعلیم گندی ہوگی تو اس کو قبول کون کرے گا؟ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیسی پاک ہے۔ اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں۔ اور کسی قسم کے شرک کی

گنجائش نہیں۔

دوسرے یہ کہ اس کے ساتھ بڑے بڑے نشان ہوتے ہیں کہ بحیثیت مجموعی دنیا میں کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

تیسرے یہ کہ گزشتہ انبیاء کی جو پیشگوئیاں اس کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس پر صادق آتی ہیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اس وقت زمانہ کی حالت خود ظاہر کرتی ہے کہ کوئی مامور من اللہ آوے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ سچّے مدعی کا صدق اور اخلاص، استقلال اور تقویٰ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔اور اس میں ایک کشش ہوتی ہے جس سے وہ اوروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

تمام قرآن مجید میں یہی موٹی باتیں ہیں جن سے کسی مامور کی سچائی کا پتہ لگتا ہے۔اب جس کو ایمان کی ضرورت ہے وہ یہی پانچ علامتیں پیش کر کے ہمارا امتحان کرلے''۔

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد پنجم صفحہ 352-351)

مامور کے لئے خدا تعالیٰ کی شہادت

''سچّے مامور کے لئے یہ شرط ہے کہ ایسے امور جو خدا کا نشان کہلا سکتے ہیں کیفیت اور کمیّت میں اس حد تک پہنچ گئے ہوں کہ عام لوگوں میں سے کوئی شخص اس کا مقابلہ نہ کرسکے۔ اور ایسے شخص کے ساتھ کھلے کھلے طور پر

خدا تعالیٰ کا ہاتھ چلتا نظر آوے اور اس کی فوق العادت تائید میں نشانات بارش کی طرح برستے ہوئے محسوس ہوں۔جن سے معلوم ہو کہ خصوصیت کے ساتھ ہر ایک راہ میں خدا اس کا مؤیّد ہے۔غرض بڑی علامت یہی ہے کہ وہ آسمانی نشان اور وہ تائید اور نصرت اس حد تک پہنچ جائے کہ روئے زمین پر کوئی اسکا مقابلہ نہ کر سکے اور گو ایک ہی نشان ہو۔مگر ایسا زبردست اور ذی شان ہو کہ اس کو دیکھ کر سب دشمن مردہ کی طرح پڑ جائیں اور اس کی نظیر نہ پیش کر سکیں اور یا اس کثرت سے وہ نشان ہوں کہ کثرت کے لحاظ سے کسی کو طاقت نہ ہو کہ وہ کثرت اپنے نشانوں میں یا کسی اور مفتری کے نشانوں میں دکھلا سکے۔اسی کا نام خدا کی شہادت ہے“۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 549-548،تتمہ حقیقۃ الوحی)

(حضو علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں ظاہر ہونے والے نشانات کی تفصیل جاننے کے لئے حضور کی جملہ کتب کا مطالعہ از حد مفید ہے)

مبارک

''اس عاجز کی نسبت فرمایا: رُفِعْتَ وَ جُعِلْتَ مُبَارَکًا''۔

تُو اونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 84)

مَبْدَأُ الْاَمْر

''اَنْتَ مِنّیْ مَبْدَأُ الْاَمْر''۔

تو مجھ سے امرمقصود کا مبدء ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 320)

مُبَشِّر

''اِنِّی مُبَشِّرٌ''

مَیں بشارت دینے والا ہوں۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 615)

متوکّل

’’سَمَّیْتُکَ الْمُتَوَکّلَ‘‘۔

(تذکرہ طبع چہارم 196-197)

میں نے تیرا نام متوکّل رکھا۔

مجدّد

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم

کہ او مجدّد ایں دین و رہنما باشد

(روحانی خزائن جلد15 صفحہ 132۔تریاق القلوب)

ترجمہ: مجھے غیب سے یہ خوشخبری ملی ہے کہ مَیں وہی انسان ہوں جو اس دین کا مجدّد اور راہنما ہے۔

''اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنیوالا تھا۔ وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں۔اور خدا سے قوّت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں''۔

(روحانی خزائن جلد20،صفحہ 3۔تذکرۃ الشہادتین)

''واضح ہو کہ موافق اس سنّت غیر متبدّ لہ کے ہر یک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ اس امّت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے۔اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے۔ یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس

عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ مگر افسوس کہ جیسا قدیم سے ناتمام اور ناقص الفہم علماء کی عادت ہے کہ بعض اسرار اپنے فہم سے بالاتر پاکر منبع اسرار کو کافر ٹھہراتے رہے ہیں، اسی راہ پر اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبوں نے بھی قدم مارا۔ اور ہر چند نصوص قرآنیہ وحدیثیہ سے سمجھایا گیا مگر ایک ذرّہ بھی صدق کی روشنی ان کے دلوں پر نہ پڑی۔ بلکہ برعکس اس کے تکفیر اور تکذیب کے بارہ میں وہ جوش دکھلایا کہ نہ صرف کافر کہنے پر کفایت کی بلکہ اکفر نام رکھا۔ اور ایک مومن اہل قبلہ کے خلودِ جہنم پر فتوے لکھے۔ اس عاجز نے بار بار خداوند کریم کی قسمیں کھا کر بلکہ مسجد میں جو خانۂ خدا ہے بیٹھ کر ان پر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں۔ اور اللہ جلّشانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں۔ مگر ان بزرگوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ منافقانہ اقرار ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 45۔ کرامت الصادقین)

’’اور منجملہ ان دلائل کے جو نصوص حدیثیہ سے صحت وصدق دعویٰ اس راقم پر قائم ہوئے ہیں وہ حدیث بھی ہے جو مجدّدوں کے ظہور کے بارے میں ابوداؤد اور مستدرک میں موجود ہے۔ یعنی یہ کہ اس امّت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا اور ان کی ضرورتوں کے موافق تجدید دین کرے گا اور فقرہ یُجدّدُ لَھَا جو حدیث میں موجود ہے، یہ صاف بتلا رہا ہے کہ ہر ایک صدی پر ایسا مجدد آئے گا جو مفاسد موجودہ کی تجدید کرے

گا۔اب جب ایک منصف غور سے دیکھے کہ چودھویں صدی کے سر پر کون سے سخت خطرناک مفاسد موجود تھے جن کی تجدید کے لئے مجدّد میں لیاقتیں چاہئیں تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا فتنہ جس سے لاکھوں انسان ہلاک ہوگئے پادریوں کا فتنہ ہے۔اوراس سے کوئی عقلمنداور درد خواہ اسلام کا انکارنہیں کرے گا کہ اس صدی کے مجدّد کا بڑا فرض یہی ہونا چاہئے کہ وہ کسر صلیب کرے اور عیسائیوں کی حجتوں کو نابود کر دیوے۔اورجبکہ چودھویں صدی کے مجدد کا کسرصلیب فرض (کام) ہوا تواس سے ماننا پڑا کہ وہی مسیح موعود ہے کیونکہ حدیثوں کی رو سے مسیح موعود کی بھی یہی علامت ہے کہ وہ صدی کا مجدد ہوگا اوراس کا کام یہ ہوگا کہ کسر صلیب کرے۔"

فسق وفجور وکثرت گناہ کا سبب

"بہرحال اس وقت کے مولوی اگر دیانت اوردین پر قائم ہوکرسوچیں تو انہیں ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ چودھویں صدی کے مجدّد کا کام کسرصلیب ہے۔ اور چونکہ یہ وہی کام ہے جو مسیح موعود سے مخصوص ہے اس لئے بالضرورت یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چودھویں صدی کا مجدّد مسیح موعود چاہئے اور اگرچہ چودھویں صدی میں فسق و فجور بھی مثل شراب خوری وزناکاری وغیرہ بہت پھیلے ہوئے ہیں مگر بغور نظر معلوم ہوگا کہ ان سب کا سبب ایسی تعلیمیں ہیں جن کا یہ مدّعا ہے کہ ایک انسان کے خون نے گناہوں کی

باز پرس سے کفایت کردی ہے۔اسی وجہ سے ایسے جرائم کے ارتکاب میں یورپ سب سے بڑھا ہوا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کی مجاورت کے اثر سے عموماً ہر ایک قوم میں بے قیدی اور آزادی بڑھ گئی ہے''۔

(روحانی خزائن جلد13، صفحہ 302 تا304۔حاشیہ کتاب البریہ)

''مصنف (براہین احمدیہ۔ ناقل) کو اس بات کا علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدّد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے پر بشدّت مناسبت ومشابہت ہے۔اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض ببرکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل ﷺ ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بعد و حرمان ہے''۔

(روحانی خزائن جلد6، صفحہ 39۔ برکات الدعا)

مجدّد زماں کی تکذیب کی دو صورتیں

''میں زور سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے اور اس پر بائیس 22 برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ اس قدر عرصہ تک میری تائیدوں کا ہونا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا الزام اور حجّت ہے تم لوگوں پر۔ کیونکہ میں نے جو مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ میں فسادوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں، حدیث اور قرآن کی بنا پر کیا ہے۔اب جو لوگ میری تکذیب

کریں گے، وہ میری نہیں اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کریں گے۔ ان کو کوئی حق تکذیب کا نہیں پہنچتا جب تک وہ میری جگہ دوسرا مصلح پیش نہ کریں۔ کیونکہ زمانہ اور وقت بتاتا ہے کہ مصلح آنا چاہئے۔ کیونکہ ہر جگہ مفاسد پیدا ہو چکے ہیں۔ اور قرآن شریف کہتا ہے کہ ایسی آفتوں کے وقت حفاظتِ قرآن کے لئے مامور آتا ہے۔ اور حدیث کہتی ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجا جاتا ہے۔ پھر ضرورتیں موجود ہیں۔ اور یہ وعدے حفاظت اور تجدید دین کے الگ ہیں۔ تو ان ضرورتوں اور وعدوں کے موافق آنے والے کی تکذیب کی تو دو ہی صورتیں ہیں۔ یا کوئی اور مصلح پیش کیا جاوے یا ان وعدوں کی تکذیب کی جاوے''۔

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد2، صفحہ 359)

''یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں''۔

(روحانی خزائن جلد6، صفحہ 344- شہادت قرآن)

س: کیا مجددوں کا ماننا ضروری ہے؟

ج: ''یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں، خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے **وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الفَاسِقُوْن** یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے''۔

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 344۔ شہادت القرآن)

محدّث اللہ

’’اَنْتَ مَحَدَّثُ اللّٰہِ، فِیْکَ مَادَّۃٌ فَارُوْقِیَّۃٌ‘‘۔
تو محدث اللہ ہے، تجھ میں مادۂ فاروقی ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 82)

محدّثیت بھی ایک شعبہ قویّہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے

حضور علیہ السلام علیہ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

’’نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدّثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدّثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رؤیا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوّت قرار دیا جاوے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا؟‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 320۔321۔ ازالۂ اوہام حصہ اول)

حضورؑ ’’برکات الدعا‘‘ میں قرآن شریف کی تفسیر کے معیاروں کا ذکر

کرتے ہوئے ساتویں معیار کے ماتحت لکھتے ہیں:

’’ساتواں معیار وحی ولایت اور مکاشفات محدّثین ہیں۔اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے۔کیونکہ صاحب وحی محدثیت اپنے نبیٔ متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے۔اور بغیر نبوت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اسکو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں۔اور اس پر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کی جاتی ہے۔اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس پر وہ سب امور بطور انعام واکرام کے وارد ہو جاتے ہیں جو نبی متبوع پر وارد ہوتے ہیں۔سو اس کا بیان محض اٹکلیں نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ دیکھ کر کہتا ہے اور سنکر بولتا ہے۔اور یہ راہ اس امّت کے لئے کھلی ہے۔ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وارثِ حقیقی کوئی نہ رہے۔اور ایک شخص جو دنیا کا کیڑا اور دنیا کے جاہ وجلال اور ننگ وناموس میں مبتلا ہے وہی وارثِ علم نبوّت ہو۔کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ بجز مُطَهَّرِيْنْ کے علم نبوت کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ یہ تو اس پاک علم سے بازی کرنا ہے کہ ہر ایک شخص باوجود اپنی آلودہ حالت کے وارث النبی ہونے کا دعویٰ کرے اور یہ بھی ایک سخت جہالت ہے کہ ان وارثوں کے وجود سے انکار کیا جائے اور یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اسرارِ نبوت کو اب صرف بطور ایک گزشتہ قصّہ کے تسلیم کرنا چاہیئے جن کا وجود ہماری نظر کے سامنے نہیں ہے اور نہ ہونا ممکن ہے اور نہ ان کا کوئی نمونہ موجود ہے۔بات یوں نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اسلام زندہ مذہب نہ کہلا سکتا بلکہ اور مذہبوں کی طرح یہ بھی مردہ مذہب ہوتا اور اس صورت میں اعتقاد مسئلہ

نبوت بھی صرف ایک قصّہ ہوتا جس کا گزشتہ قرنوں کی طرف حوالہ دیا جاتا۔مگر خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرینِ وحی کو ساکت کر سکے اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی برنگ محدّثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے۔سو اس نے ایسا ہی کیا۔

محدث وہ لوگ ہوتے ہیں جو شرف مکالمۂ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ اوران کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔اور وہ خواصِ عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیاتِ باقیہ کے ہوتے ہیں تا یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہو کر صرف بطور قصّہ کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیھم السلام دنیا سے بے وارث ہی گزر گئے اور اب ان کی نسبت کچھ رائے ظاہر کرنا بجز قصّہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت ان کے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے۔''

''اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بڑا احسان یہی ہے کہ وہ اسلام کو مردہ مذہب رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمیشہ یقین اور معرفت اور الزام خصم کے طریقوں کو کھلا رکھنا چاہتا ہے۔ بھلا تم آپ ہی سوچو کہ اگر کوئی وحیٔ نبوت کا منکر ہو اور یہ کہے کہ ایسا خیال تمہارا سراسر وہم ہے۔تو اس کے منہ بند کرنے والی بجز اس کے نمونہ دکھلانے کے اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے۔ کیا یہ خوشخبری ہے یا بدخبری کہ آسمانی برکتیں صرف چند سال

اسلام میں رہیں اور پھر وہ خشک اور مردہ مذہب ہو گیا؟ اور کیا ایک سچّے مذہب کی یہی علامتیں ہونی چاہئیں''۔

(روحانی خزائن جلد6،صفحہ 25-19۔ برکات الدعا)

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امّت کے لئے محدّث ہو کر آیا ہے۔ اور محدّث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ بابِ نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے، اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ بابِ نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امّت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامّہ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان

کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدّثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتداء سے ملتی ہے۔ جو مستجمع جمیع کمالاتِ نبوّت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم''۔

(روحانی خزائن جلد3، صفحہ 60۔توضیح مرام)

'' محدث جو مرسلین میں سے ہے امّتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امّتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلّی تابع شریعتِ رسول اللہ اور مشکوٰۃِ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امّتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ اور محدّث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے''۔

(روحانی خزائن جلد3، صفحہ 407۔ازالہ اوہام حصہ دوم)

محمدؐ

''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔اس وحی الٰہی میں میرا نام محمدؐ رکھا گیا اور رسول بھی''۔

(روحانی خزائن جلد18 صفحہ 207۔ ایک غلطی کا ازالہ)

''نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلّی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اُسی کے جلال کے لئے۔ اسی لئے اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی۔ گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ ......غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے۔ نہ میرے نفس کے رُو سے۔ اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا ہے''۔

(روحانی خزائن جلد18 صفحہ 208۔ ایک غلطی کا ازالہ)

(مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ''ایک غلطی کا ازالہ'')

بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدؐی مع نبوّت محمدؐیہ کے میرے

آئینہ ظلّیت میں منعکس ہیں

’’میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پروہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔پس اس طور سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔کیونکہ ظلّ اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔اور چونکہ میں ظلّی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت محمدؐ تک ہی محدود رہی۔یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔یعنی جب کہ میں بروزی طور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلّیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا‘‘۔

(روحانی خزائن جلد18،صفحہ 212۔ایک غلطی کا ازالہ)

وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے

’’بعض وقت بعض گزشتہ صلحاء کی کوئی ہم شکل روح جو نہایت اتحاد ان

سے رکھتی ہے دنیا میں آجاتی ہے۔ اوراس روح کو اس روح سے صرف مناسبت ہی نہیں ہوتی بلکہ اس سے مستفیض بھی ہوتی ہے۔ اوراس کا دنیا میں آنا بعینہٖ اس روح کا دنیا میں آنا شمار کیا جاتا ہے۔ اس کو متصوّفین کی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد10، صفحہ 182۔ ست بچن)

"تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہوجاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح پر تو محمدؐ کے نام کی نبوت محمد ﷺ تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دُوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(روحانی خزائن جلد18، صفحہ 214۔ ایک غلطی کا ازالہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو سورۃ الجمعہ کی آیت **وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ** کا مصداق قرار دیتے ہوئے خود کو بروز محمد ﷺ قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔

آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا وَآخَرِیْنَ مِنَ الْاُمَّۃِ بلکہ یہ فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ۔ اور ایک ہر ایک جانتا ہے مِنْھُمْ کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ مِنْھُمْ میں داخل ہوسکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمدؐ اور احمد رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے''۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 502، تتمہ حقیقۃ الوحی)

محمدؐ بن عبداللہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا ایک نام محمدؐ بن عبداللہ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اس نام کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”محمد بن عبداللہ کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب دنیا ایسی حالت میں ہوجائے گی جو اپنی درستی کے لئے سیاست کی محتاج ہوگی تو اس وقت کوئی شخص مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوکر ظاہر ہوگا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ درحقیقت اس کا نام محمد ابن عبداللہ ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس کا نام محمد ابن عبداللہ ہوگا۔ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کا مثیل بن کر آئے گا“۔

(روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 409۔ ازالہ اوہام حصہ دوم)

محمدؐ مفلح

’’ آج اللہ تعالیٰ نے میرا ایک اور نام رکھا ہے جو پہلے کبھی سُنا بھی نہیں۔
تھوڑی سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا: محمدؐ مفلح‘‘۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 471)

محمدؐ مہدی و عیسیٰ مسیح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگرچہ میں نے بہت سی کتابوں میں اس بات کی تشریح کر دی ہے کہ میری طرف سے یہ دعویٰ کہ میں ’’عیسیٰ مسیح‘‘ ہوں اور نیز ’’محمد مہدی‘‘ ہوں اس خیال پر مبنی نہیں ہیں کہ مَیں درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں اور نیز درحقیقت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ مگر پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے غور سے میری کتابیں نہیں دیکھیں وہ اس شبہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ گویا میں نے تناسخ کے طور پر اس دعویٰ کو پیش کیا ہے۔ اور گویا میں اس بات کا مدّعی ہوں کہ سچ مچ ان دو بزرگ نبیوں کی روحیں میرے اندر حلول کر گئی ہیں۔ لیکن واقعی امر ایسا نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ آخری زمانہ کی نسبت پہلے نبیوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ جو دو قسم کے ظلم سے بھر جائے گا۔

ایک ظلم مخلوق کے حقوق کی نسبت ہوگا۔ دوسرا ظلم خالق کے حقوق کی نسبت۔ مخلوق کے حقوق کی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ جہاد کا نام رکھ کر نوع انسان کی خونریزیاں ہوں گی۔ یہاں تک کہ جو شخص ایک بے گناہ کو قتل کرے گا وہ خیال کرے گا کہ گویا وہ ایسی خونریزی سے ایک ثواب عظیم کو حاصل کرتا ہے۔ اور اس کے سوا اور بھی کئی قسم کی ایذائیں محض دینی غیرت کے بہانہ

پر نوعِ انسان کو پہنچائی جائیں گی۔ چنانچہ وہ یہی زمانہ ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد17، صفحہ 23۔ضمیمہ رسالہ جہاد، گورنمنٹ انگریزی اور جہاد)

’’پس خدا نے آسمان پر اس ظلم کو دیکھا اس لئے اس نے اس کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰ مسیح کی خو اور طبیعت پر ایک شخص کو بھیجا اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا۔ جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شکل کا جو عکس پڑتا ہے اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے۔ کیونکہ یہ تعلیم جس پر اب ہم زور دیتے ہیں۔ یعنی یہ کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور خدا کی مخلوق کی عموماً بھلائی چاہو اس تعلیم پر زور دینے والا وہی بزرگ نبی گزرا ہے جس کا نام عیسیٰ مسیح ہے۔

اور اس زمانہ میں بعض مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنے دشمنوں سے پیار کریں ناحق ایک قابل شرم مذہبی بہانہ سے ایسے لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں جنہوں نے کوئی بدی ان سے نہیں کی بلکہ نیکی کی۔ اس لئے ضرور تھا کہ ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے ایک ایسا شخص خدا سے الہام پا کر پیدا ہو جو حضرت مسیح کی خو اور طبیعت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور صلح کاری کا پیغام لے کر آیا ہے۔ کیا اس زمانے میں ایسے شخص کی ضرورت نہ تھی جو عیسیٰ مسیح کا اوتار ہے؟ بے شک ضرورت تھی ....سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خُو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں‘‘۔

(روحانی خزائن جلد17، صفحہ 26-25۔ضمیمہ رسالہ جہاد)

''اور دوسری قسم ظلم کی جو خالق کی نسبت ہے وہ اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو خالق کی نسبت کمال غلو تک پہنچ گیا ہے۔............ اس حق کے قائم کرنے کے لئے اور توحید کی عظمت دلوں میں بٹھانے کے لئے ایک بزرگ نبی ملک عرب میں گزرا ہے جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ تھا۔ خدا کے اس پر بے شمار سلام ہوں۔ شریعت دو حصّوں پر منقسم تھی............ دوسرا حصّہ جو بڑا حصّہ ہے یعنی لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ جو خدا کی عظمت اور توحید کا سرچشمہ ہے اس پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا۔ کیونکہ وہ زمانہ اسی قسم کے زور کو چاہتا تھا۔ پھر بعد اس کے ہمارا زمانہ آیا جس میں اب ہم ہیں۔ اس زمانہ میں یہ دونوں قسم کی خرابیاں کمال درجہ تک پہنچ گئی تھیں۔ یعنی حقوق عباد کا تلف کرنا اور بے گناہ بندوں کا خون کرنا مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہوگیا تھا .... اور پھر دوسری طرف حقوقِ خالق کا تلف کرنا بھی کمال کو پہنچ گیا تھا اور عیسائی عقیدہ میں یہ داخل ہوگیا تھا کہ وہ خدا جس کی انسانوں اور فرشتوں کو پرستش کرنی چاہئے وہ مسیح ہی ہے۔ اور اس قدر غلو ہوگیا کہ اگر چہ ان کے نزدیک عقیدہ کے رو سے تین اقنوم ہیں۔ لیکن عملی طور پر دعا اور عبادت میں صرف ایک ہی قرار دیا گیا ہے یعنی مسیح۔ یہ دونوں پہلو اتلافِ حقوق کے یعنی حق العباد اور حق ربّ العباد اس قدر کمال کو پہنچ گئے تھے کہ اب یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان دونوں میں کونسا پہلو اپنے غلو میں انتہائی درجہ تک جا پہنچا ہے۔

سو اس وقت خدا نے جیسا کہ حقوق العباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح

رکھا اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا۔ ایسا ہی اس نے حقوقِ خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا۔ اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدیؐ پہنا کر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کر کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ مسیح ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ جسکے معنے ہیں خدا کو چھونے والا اور خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا اور اسکا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو اختیار کرنے والا۔ اور مہدی ایک لقب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں کہ فطرتاً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا۔ اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے۔ سو میں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ اور یہ وہ طریقِ ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں''۔

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 28-26۔ضمیمہ رسالہ جہاد)

عیسیٰ مسیح و محمدؐ مہدی کا کام

'' عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں''۔

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 28۔ضمیمہ رسالہ جہاد)

’’محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں۔ کیونکہ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت، عرب کے بت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے روح القدس سے مدد دی گئی ہے۔ وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر فاران کے پہاڑ پر چمکا، وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلی فرما ہوا ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 29۔ ضمیمہ رسالہ جہاد)

’’خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں۔ اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 29۔ ضمیمہ رسالہ جہاد)

لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسىٰ

’’مسیح کے مقابل پر جو مہدی کا آنا لکھا ہے اس میں بھی یہ اشارات موجود

ہیں کہ مہدی بروز کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کا مورد ہوگا۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کا خُلق میرے خُلق کی طرح ہوگا۔ اور یہ حدیث کہ لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسىٰ ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف کرتی ہے کہ آنے والا ذوالبروزین ہوگا۔ اور دونوں شاخیں مہدویت اور مسیحیت کی اس میں جمع ہونگی۔ یعنی اس وجہ سے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اثر کرے گی مہدی کہلائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہدی تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ وَجَدَکَ ضَالًّا فَهَدٰی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ مکتبوں میں بیٹھے تھے۔............

غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی استاد ہوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَءْ کہا یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا۔ اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیرِ تربیت تمام دینی ہدایت پائی۔ اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعے سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی

انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسّر یا محدّث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویّت ہے۔ جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اسرارِ دین بلاواسطہ میرے پر کھولے گئے اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائے گا کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہٰذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائے گا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصۂ مہدویت کو اس کے اندر پھونکا۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی روحانیت نے اپنا خاصہ روح اللہ ہونے کا اس کے اندر ڈالا''۔

(روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 395-393۔ ایام الصلح)

احادیث میں مہدی کے سپرد امامت کا کام کرنے میں حکمت

''پس چونکہ دنیوی برکتیں عیسیٰ صفت انسان کی تجلی کو چاہتی تھیں اور روحانی برکتیں محمد صفت انسان کے ظہور کا تقاضا کرتی تھیں۔ اور خدا وحدت کو پسند کرتا ہے نہ تفرقہ کو، اس لئے اس نے یہ دونوں شانیں ایک ہی انسان میں جمع کر دیں تا دو کا بھیجنا موجب تفرقہ نہ ہو۔ سو ایک ہی شخص ہے جو ایک اعتبار سے مظہر عیسیٰ علیہ السلام ہے اور دوسرے اعتبار سے مظہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور یہی سرّ اس حدیث کا ہے کہ جو **لَاْمَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسٰى** اور یہی سرّ ہے کہ جو احادیث میں امامت کا کام مہدی کے سپرد

بیان کیا گیا ہے۔اور قتل دجّال کا کام مسیح کے سپرد ظاہر فرمایا گیا ہے۔اس میں حکمت یہ ہے کہ امامت امور روحانیہ میں سے ہے جس کا نتیجہ استقامت اور قوتِ ایمان اور معرفت اور اتباع مرضات الٰہی ہے جو اخروی برکات میں سے ہے۔لہٰذا اس قسم کی برکت برکات محمدیہ میں سے ہے۔اور دجال کی شوکت اور شان کو صفحۂ زمین سے معدوم کرنا جس کو قتل کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے یہ دنیوی برکات میں سے ہے۔کیونکر دشمن کی ترقی کو گھٹا کر ایسا کالعدم کر دینا گویا اس کو قتل کر دینا یہ دنیا کے کاموں میں سے ایک قابلِ قدر کام ہے۔اور اس قسم کی برکت برکاتِ عیسویہ میں سے ہے''۔

(روحانی خزائن جلد 14،صفحہ 405۔ایام الصلح)

''اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں آنے والے مسیح کی نسبت یہ لکھا ہوا تھا کہ وہ دونوں قسم کی برکتیں جسمانی اور روحانی پائے گا۔چنانچہ اشارہ کیا گیا تھا کہ روحانی اور غیر فانی برکتیں جو ہدایتِ کاملہ اور قوتِ ایمانی کے عطا کرنے اور معارف اور لطائف اور اسرارِ الٰہیہ اور علومِ حکمیہ کے سکھانے سے مراد ہے۔ان کے پانے کے لحاظ سے وہ مہدی کہلائے گا۔ اور وہ برکتیں چشمۂ فیوضِ محمدیہ سے اس کو ملیں گی۔کیونکہ خالص مہدویت بلا آمیزش وسائلِ ارضیہ،صفت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اس لئے اس لحاظ سے خدا کے نزدیک اس مجدد کا نام محمد اور احمد ہوگا۔
اور یہ بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ جو جسمانی اور فانی یعنی دنیوی برکتیں ہیں جو

ہمیشہ نہیں رہ سکتیں اور محدود اور قابلِ زوال ہیں۔ جن سے مراد یہ ہے کہ دوستوں اور غریبوں اور مسکینوں اور رجوع کرنیوالوں کی نسبت ان کی صحت اور عافیت یا کامیابی اور امن یا فقر و فاقہ سے مخلصی اور سلامتی کے بارہ میں برکات عطا کرنا اور ظالم درندوں کی نسبت ان کی ہلاکت اور تباہی کے بارہ میں جو درحقیقت غریبوں اور نیکوں کی نسبت وہ بھی برکات ہیں قہرالٰہی کی بشارت دینا جیسا کہ حضرت مسیح نے یہودیوں کی تباہی کی نسبت بشارت دی تھی۔ ان برکات کے عطا کرنے کے لحاظ سے اور نیز ان دنیوی برکات کے لحاظ سے بھی کہ اس زمانہ میں انسانوں کی زندگی میں بہت سے وسائل آرام پیدا ہوجائیں گے وہ عیسیٰ ابن مریم کہلائے گا۔ کیونکہ جو برکات اعلیٰ درجہ کی اور بکثرت حضرت مسیح کو دی گئی تھیں وہ یہی ہیں۔ اس لئے آخری امام کے لئے ان برکات کا سرچشمہ حضرت مسیح ٹھہرائے گئے۔ اور چونکہ حقیقت عیسوی یہی ہے اس لئے اس حقیقت کے پانے والے کا نام عیسیٰ بن مریم قرار پایا۔ جیسا کہ مہدویت کے لحاظ سے جو حقیقت محمدیہ تھی اس کا نام مہدی رکھا گیا''۔

(روحانی خزائن جلد14، صفحہ 398-397۔ ایام الصلح)

س: ''اب اگر یہ سوال پیش ہو کہ ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ یہ دونوں قسم کی برکتیں جو عیسوی برکت اور محمدی برکت کے نام سے موسوم ہوسکتی ہیں تم میں جو مسیح موعود اور مہدئ معہود ہونے کا دعویٰ کرتے ہو جمع ہیں؟ اور کیونکر ہم صرف دعویٰ کو قبول کرلیں؟''

ج: ”سواس کا جواب یہ ہے کہ ان برکات کو اللہ جلّ شانہ نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ میں ثابت کردیا ہے۔ اور میں بڑے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں ان دونوں قسم کی برکتوں کا جامع ہوں۔ اور آج تک جونشان آسمانی مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ ان دونوں قسم کی برکتوں پر مشتمل ہیں۔ یہ تو معلوم ہے کہ محمدیؐ برکتیں معارف اور اسرار اور نکات اور کلم جامعہ اور بلاغت اور فصاحت ہے۔ سو میری کتابوں میں ان برکات کا نمونہ بہت کچھ موجود ہے، براہین احمدیہ سے لے کر آج تک جس قدر متفرق کتابوں میں اسرار اور نکات دینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ ہونے کسی استاد کے جاری کئے ہیں اور جس قدر میں نے اپنی عربیت میں باوجود نہ پڑھنے علم ادب کے بلاغت اور فصاحت کا نمونہ دکھایا ہے اس کی نظیر اگر موجود ہے تو کوئی صاحب پیش کریں۔
مگر انصاف کی پابندی کے لئے بہتر ہوگا کہ اوّل تمام میری کتابیں براہین احمدیہ سے لے کر فریاددرد یعنی کتاب البلاغ تک دیکھ لیں۔ اور جو کچھ ان میں معارف اور بلاغت کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کو ذہن میں رکھ لیں اور پھر دوسرے لوگوں کی کتابوں کو تلاش کریں۔ اور مجھ کو دکھلاویں کہ یہ تمام امور دوسرے لوگوں کی کتابوں میں کہاں اور کس جگہ ہیں اور اگر نہ دکھلاسکیں تو پھر یہ امر ثابت ہے کہ محمدیؐ برکتیں اس زمانہ میں خارق عادت کے طور پر مجھ کو عطا کی گئی ہیں۔ جن کے رو سے مہدی موعود ہونا میرا لازم آتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے بغیر انسانی توسط کہ یہ تمام

برکتیں آنحضرت ﷺ کوعنایت فرمائیں جنکی وجہ سے آپ کا نام مہدی ہوا۔یعنی آپ کو بلاواسطہ کسی انسان کے محض خدا کی ہدایت نے یہ کمال بخشاایساہی بغیرانسانی توسط کے یہ روحانی برکتیں مجھ کوعطا کی گئیں اوریہی مہدیٔ موعود کی نشانی اورحقیقت مہدویّت ہے۔

رہیں عیسوی برکتیں جن سے مراد یہ ہے کہ انسانوں کواپنی دعااورتوجہ سے مشکلات سے رہائی دینا، بیماریوں سے صاف کرنا اوردشمنوں سے خلاصی دینا اورفقرو فاقہ سے چھڑانا اوربرکات عامہ دنیوی کے پیدا ہونے کا موجب ہونا،سواس میں بھی میں کمال دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدرخدا تعالیٰ نے میری ہمت اورتوجہ اوردعا سے لوگوں پر برکات ظاہر کی ہیں اس کی نظیر دوسروں میں ہرگزنہیں ملے گی۔اورعنقریب خدا تعالیٰ اوربھی بہت سے نمونے ظاہر کرے گا۔ یہاں تک کہ دشمن کوبھی سخت ناچار ہوکر ماننا پڑے گا۔ میں بار باریہی کہتا ہوں کہ یہ دوقسم کی برکتیں جن کا نام عیسوی برکتیں اورمحمدی برکتیں ہیں مجھ کوعطا کی گئی ہیں۔

میں خداتعالیٰ کی طرف سے علم پا کراس بات کو جانتا ہوں کہ جو دنیا کی مشکلات کے لئے میری دعائیں قبول ہوسکتی ہیں دوسروں کی ہرگزنہیں ہوسکتیں۔اورجودینی اورقرآنی معارف حقائق اوراسرارمع لوازمِ بلاغت اورفصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسراہرگزنہیں لکھ سکتا۔اگرایک دنیاجمع ہوکرمیرے اس امتحان کے لئے آوے تو مجھے غالب پائے گی ...... مجھے خدا کے فضل سے توفیق دی گئی ہے کہ مَیں شانِ عیسوی کی طرز سے دنیوی

برکات کے متعلق کوئی نشان دکھاؤں۔ یا شانِ محمدی کی طرز سے حقائق و معارف اور نکات اور اسرار شریعت بیان کروں اور میدان بلاغت میں قوت ناطقہ کا گھوڑا دوڑاؤں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اور محض اُسی کے ارادے سے زمین پر بجز میرے ان دونوں نشانوں کا جامع اَور کوئی نہیں ہے۔ اور پہلے سے لکھا گیا تھا کہ ان دونوں نشانوں کا جامع ایک ہی شخص ہوگا جو آخر زمانہ میں پیدا ہوگا اور اس کے وجود کا آدھا حصّہ عیسوی شان کا ہوگا اور آدھا حصّہ محمدؐی شان کا۔ سو وہی مَیں ہوں''۔

(روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 408-405۔ ایام الصلح)

الہام هُوَالَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی تشریح کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ خدا جس نے اپنے فرستادہ کو بھیجا اُس نے دو امر کے ساتھ اسے بھیجا ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کو نعمتِ ہدایت سے مشرف فرمایا ہے۔ یعنی اپنی راہ کی شناخت کے لئے روحانی آنکھیں اس کو عطا کی ہیں۔ اور علم لدنّی سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور کشف اور الہام سے اس کے دل کو روشن کیا ہے۔ اور اس طرح پر الٰہی معرفت اور محبت اور عبادت کا جو اس پر حق تھا اس حق کی بجا آوری کے لئے آپ اس کی تائید کی ہے۔ اور اس لئے اس کا نام مہدی رکھا۔

دوسرا امر جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے وہ دین الحق کے ساتھ روحانی

بیماروں کو اچھا کرنا ہے۔یعنی شریعت کے صدہا مشکلات اور معضلات حل کر کے دلوں سے شبہات کو دور کرنا ہے۔پس اس لحاظ سے اس کا نام عیسیٰ رکھا ہے یعنی بیماریوں کو چنگا کرنے والا۔''

(روحانی خزائن جلد17،صفحہ 356۔اربعین نمبر2)

''ان دوصفتوں کے ساتھ اس کو اس لئے بھیجا گیا ہے تا کہ وہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر کے دکھاوے۔کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ایک انسان مہدی کے خلعت فاخرہ سے ممتاز نہ ہو۔یعنی خدا سے علم لدنّی کے ذریعہ حقیقی بصیرت نہ پاوے اور خدا اس کا معلّم نہ ہو تو محض معمولی طور پر دین کی واقفیت اور ادیان باطلہ پر اطلاع پانے سے حقیقی نیکی تک نہیں پہنچا سکتا''۔

(روحانی خزائن جلد17،صفحہ 357۔اربعین نمبر2)

''کئی مناسبتوں کے لحاظ سے اس عاجز کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔ایک یہی کہ بیماروں کو اچھا کرنا۔دوسرے سرعت سیر اور سیاحت اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خلاف عادت اس عاجز کی مشرق یا مغرب میں جلد شہرت ہو جائے گی۔جیسے بجلی کی روشنی ایک طرف سے نمودار ہو کر دوسری طرف بھی فی الفور اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے۔ایسا ہی انشاء اللہ ان دنوں ہوگا۔اور ایک معنے مسیح کے صدیق کے بھی ہیں۔اور یہ لفظ دجال کے مقابل پر ہے۔اور اس کے یہ معنی ہیں کہ دجال کوشش کرے گا کہ جھوٹ غالب ہو۔اور مسیح کوشش کرے گا کہ صدق غالب ہو۔اور مسیح

خلیفۃ اللہ کو بھی کہتے ہیں''۔

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 357 حاشیہ۔اربعین نمبر 2)

'' یہ زمانہ جس میں ہم ہیں مسیح کو بھی چاہتا ہے اور مہدی کو بھی۔ مہدی کو اس لئے کہ اس گندہ زمانہ میں لاحقین کا ربط سابقین سے ٹوٹ گیا ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ ظاہر ہونے والا آدم کی طرح ظاہر ہو جس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو اور اسی کو دوسرے لفظوں میں مہدی کہتے ہیں۔ یعنی خاص خدا سے ہدایت پانے والا اور تمام روحانی وجود اسی سے حاصل کرنے والا۔ اور ان علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بے خبر ہو گئے ہیں۔ کیونکہ یہ ضروری لازمہ صفت مہدویت ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دوبارہ دنیا میں لاوے کیونکہ وہ آدم روحانی ہے۔ ایسا ہی چاہئے کہ وہ بذریعہ نشانوں کے دوبارہ خدا تعالیٰ پر یقین دلانے والا ہو۔ اور ایمان جو آسمان پر اٹھ گیا اس کو بذریعہ نشانوں کے دوبارہ لانے والا ہو۔ کیونکہ یہ بھی ضروری خاصہ صفت مہدویت ہے''۔

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 360-359۔اربعین نمبر 2)

'' اور وہ شخص موعود ''مہدی'' کے نام سے بھی اس لئے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھیں گے بلکہ کافر بیدین کہیں گے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور ذبّ اور دفع کے مقرر کیا گیا۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمّت کرنے والوں کے ردّ کے لئے محمدؐ رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو

کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمّت کریں گے۔مگر وہ محمدؐ ہے''۔

(روحانی خزائن جلد11،صفحہ 296،انجام آتھم)

''مہدی کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کیا گیا ہے یہ ہے کہ وہ علم کو علماء سے نہیں لے گا۔اور خدا تعالیٰ کے پاس سے ہدایت پائے گا۔جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طریق سے ہدایت دی۔ اس نے محض خدا سے علم اور ہدایت کو پایا''۔

(روحانی خزائن جلد14 صفحہ 90۔ترجمہ عربی عبارت نجم الہدیٰ)

مدّثر

یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 39)

ترجمہ: اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ اور (لوگوں کو آنے والے خطرات سے) ڈرا اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کر۔

مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ

’’اَنْتَ مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ‘‘ تُوعلم کا شہر ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 320)

مُذَكِّرْ

''اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّر''

تو صرف نصیحت دہندہ ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 67)

مردِسلامت

''سلامت برتو اے مردِسلامت''۔

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 374۔حقیقۃ الوحی)

اے سلامتی والے شخص تیرے لئے سلامتی ہے۔

''جب لیکھرام قتل کیا گیا تو آریوں کو میری نسبت شک واقع ہو گیا کہ ان کے کسی مرید نے قتل کیا ہے۔ چنانچہ میری خانہ تلاشی بھی ہوئی اور بعض مولویوں نے اپنی عداوت کی وجہ سے اپنے رسالوں میں یہ شائع کیا کہ پیشگوئی کرنے والے سے لیکھرام کے قتل کی نسبت پوچھنا چاہیئے۔اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا: سلامت برتو اے مردِ سلامت۔ اور وہ اشتہار جس میں یہ الہام تھا شائع کر دیا گیا تب باوجود مخالفوں کی سخت کوشش کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کی تہمتوں سے مجھے بچالیا۔ اوران کے مکراورفریب اورمنصوبوں سے محفوظ رکھا۔ فالحمدللہ علی ذٰلک''۔

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 374۔حقیقۃ الوحی)

مُرسَل

''وَ یَقُوْلُ الْعَدُوُّ لَسْتَ مُرْسَلاً، سَنَاْخُذُہٗ مِنْ مَّارِنٍ اَوْ خُرْطُوْمٍ''
(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 304)

دشمن کہتا ہے کہ تو مرسل نہیں۔ہم اس کو ناک سے پکڑیں گے یعنی دلائل قاطعہ سے اس کا منہ بند کریں گے۔

مریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مریم کا خطاب دیا ہے۔ اس نام کے ذریعہ آپؑ کا مقام صدق بیان کیا گیا ہے۔ پھر اسی نام میں سالہا سال بعد ہونے والے اعتراضات، الزامات اور بہتانوں کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور اسی نام کے ذریعہ ان سب کی تردید بھی کی گئی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''اوائل میں اوّل میرا نام خدا تعالیٰ نے مریم رکھا ہے اور فرمایا ہے: **يَا مَرْيَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ** یعنی اے مریم تو اور تیرے دوست جنت میں داخل ہو۔ پھر آگے چل کر کئی صفحوں کے بعد جو ایک مدت پیچھے لکھے گئے تھے خدا تعالیٰ نے فرمایا: **يَا مَرْيَمُ نَفَخْتُ فِيْكَ مِن لَّدُنِّىْ رُوْحَ الصِّدْقِ**۔ یعنی اے مریم میں نے تجھ میں صدق کی روح پھونک دی۔ پس یہ روح پھونکنا گویا روحانی حمل تھا کیونکہ اس جگہ وہی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو مریم صدیقہ کی نسبت استعمال کئے گئے تھے۔ جب مریم صدیقہ میں روح پھونکی گئی تھی تو اس کے یہی معنے تھے کہ اس کو حمل ہو گیا تھا، جس حمل سے عیسیٰ پیدا ہوا۔ پس اس جگہ بھی اسی طرح فرمایا کہ تجھ میں روح پھونکی گئی گویا یہ ایک روحانی حمل تھا۔''

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 110۔ براہین احمدیہ پنجم)

’’خدا نے سورہ فاتحہ میں آیت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گزشتہ کی نعمت بھی پائیں گے۔ نہ یہ کہ نرے یہود ہی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں۔ اسی کی طرف سورۃ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امّت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی۔ تب اس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا۔ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اس کو ملے گا پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جاوے گی۔ تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا۔ یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 48۔ کشتی نوح)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نزدیک مریم نام دینے میں حکمت

مولوی محمد حسین بٹالوی ’’براہین احمدیہ‘‘ پر ریویو کرتے ہوئے مریم نام دینے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو آپ کو یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ

زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ کے الہام میں دیا گیا ہے کہ:

''الہام یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ الہام میں لفظ مریم سے مؤلف مراد ہے جس کو ایک روحانی مناسبت کے سبب سے مریم سے تشبیہ دی گئی ہے۔ وہ مناسبت یہ ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلاشوہر حامل ہوئی ہیں۔ چنانچہ ظاہر قرآن کی دلالت ہے اور انجیل میں تو اس پر صاف تصریح ہے، ایسے ہی مؤلف براہین احمدیہ بلاتربیت وصحبت کسی پیر، فقیر، ولی، مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پا کر مورد الہامات غیبیہ وعلوم لدنیہ ہوئے ہیں۔ اس تشبیہ کی ایک ادنیٰ مثال نظامی کا یہ شعر ہے جس میں انہوں نے اپنی طبعیت کو مریم سے تشبیہ دی ہے:

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن ست
کہ مریم صفت بکر آبستن ست

(اشاعۃ السنۃ ''ریویو براہین احمدیہ'' نمبر 9 جلد 7 (جون جولائی اگست 1884ء) صفحہ 280)

میرا باطن ''زن'' (یعنی انسان کی مادہ نسل) جیسا نہیں بلکہ ''آتشِ زن'' (یعنی بشر مادہ کا نُور) ہے جس سے مریم صفت کنواری باردار ہوتی (اور عیسیٰ صفت انسان پیدا کرتی) ہے۔

مسرور

''اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ''

اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 630)

مسیح الحقّ

''یَا مَسِیْحَ الْحَقِّ عَدْوَانَا''

(تذکرہ طبع دوم صفحہ 437)

(دافع البلاء روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 228 حاشیہ)

اے مسیحِ حق ہماری جلد خبر لے اور ہمیں اپنی شفاعت سے بچا

مسیح الخَلق

''مدت ہوئی کہ پہلے اس سے طاعون کے بارے میں حکایةً عن الغیر خدا نے مجھے یہ خبر دی تھی یَــا مَسِیْــحَ الْــحَــقِّ عَــدْوَانَــا۔مگرآج 21 اپریل 1902ء ہے۔اُسی الہام کو پھراس طرح فرمایا گیا۔ یَــا مَسِیْــحَ الْــخَــلْقِ عَدْوَانَا لَن تَرَی مِنْ بَعْدُ مَوَادَّنَا وَ فَسَادَنَا۔یعنی اے خدا کے مسیح جومخلوق کی طرف بھیجا گیا ہماری جلد خبر لے۔ اور ہمیں اپنی شفاعت سے بچا۔تو اس کے بعد ہمارے خبیث مادوں کونہیں دیکھے گا اور نہ ہمارا فساد کچھ فساد باقی رہے گا۔''

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 346)

(دافع البلاء روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 228 حاشیہ)

'' یَــا مَسِیْــحَ الْــخَــلْقِ عَدْوَانَــا یعنی اے خلقت کے لئے مسیح ہماری متعدی بیماریوں کے لئے توجہ کر۔''

(روحانی خزائن جلد 12۔سراج منیر۔پیشگوئی نمبر 18۔ص 70)

مسیح السماء

حضرت مسیح موعودؑ علماء اور خصوصاً مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علومِ روحانی اور اسرارِ نہانی اُسی شخص پر کھولے جاتے ہیں جو آسمان سے آتا ہے اور وہ مسیح السماء کہلاتا ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:

”اپنے منہ سے کوئی مرتبہ انسان کو نہیں مل سکتا جب تک آسمانی نور اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور جس علم کے ساتھ آسمانی نور نہیں وہ علم نہیں، وہ جہل ہے۔ وہ روشنی نہیں وہ ظلمت ہے۔ وہ مغز نہیں وہ اُستخواں ہے۔ ہمارا دین (یعنی اسلام۔ ناقل) آسمان سے آیا ہے۔ اور وہی اس کو سمجھتا ہے جو وہ بھی آسمان سے ہی آیا ہو۔ کیا خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ میں قبول نہیں کروں گا اور ہرگز نہیں مانوں گا کہ آسمانی علوم اور ان کے اندرونی بھید اور ان کے تہ در تہ چھپے ہوئے اسرار زمینی لوگوں کو خود بخود آسکتے ہیں۔ زمینی لوگ دَابَّةُ الْاَرْض ہیں، مسیح السماء نہیں ہیں۔ مسیح السماء آسمان سے اترتا ہے اور اس کا خیال آسمان کو مسح کر کے آتا ہے اور روح القدس اس پر نازل ہوتا ہے اس لئے وہ آسمانی روشنی ساتھ رکھتا ہے۔ لیکن دابّةُ الْاَرْض کے ساتھ زمین کی غلاظتیں ہوتی ہیں۔“

(روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 573۔ ازالہ اوہام۔ حصہ دوم)

مسیح اللہ

''یَا مَسِیْحَ اللّٰہِ عَدْوَانَا''

اے اللہ کے مسیح ہماری شفاعت کر۔

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 635

''مسیح کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کی گئی ہے یہ ہے کہ وہ دین کی اشاعت کے لئے تلوار اور نیزہ سے کام نہیں لے گا بلکہ تمام مدار اُس کا آسمانی برکتوں کے چھونے پر ہوگا۔اوراس کا حربہ قسم قسم کی تضرّع اور دعا ہوگی''۔

(روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 92-91۔ترجمہ عربی عبارت از نجم الھدی)

''مسیح کے لفظ سے مراد احادیث کے رو سے دو مسیح ہیں۔ایک مسیح ظالم آخری زمانے میں آنے والا۔ اور ایک مسیح عادل اُسی زمانہ میں آنے والا۔ پس وہ شخص جو ردّی طریقوں سے کام چلاتا اور زمین کی ہر ایک ناپاکی کو ذلیل حیلوں کے ساتھ چھوتا اور طرح طرح کی تحریف اور مکر اور تلبیس اور فریب سے کام لے گا اور تمام قسم کے دجل اور فسق سے باطل کی تائید کرے گا۔پس وہ مسیح دجال ہے اور کام اس کا تزویر اور گمراہ کرنا ہے۔ مگر جو شخص اپنا ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے سپرد کرے گا اور قطع اسباب کر کے دعا پر زور ڈالے گا اور اسباب سے مسبب کی طرف دوڑے گا یہاں تک

کہ اپنے توکّل کے ساتھ آسمان کی سطح کو چھو لے گا یہ مسیح صدیق ہے اور اسی کا کام حق کی مدد کرنا اور غریق کو بچانا ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 91-90۔ حاشیہ، ترجمہ عربی عبارت از نجم الھدیٰ)

مسیح موعود

''اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ لِلْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ''

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 435)

ترجمہ:۔ہم نے اسے مسیح موعود کے لئے اتارا ہے۔

''اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ الَّذِیْ یَرْقُبُوْنَهٗ وَالْمَهْدِیَّ الْمَسْعُوْدَ الَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَهٗ هُوَ اَنْتَ''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 209)

ترجمہ: یقیناً وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا وہ انتظار کرتے ہیں وہ تُو ہے۔

''اور یہ بات ظاہر تھی کہ یہ زمانہ ایمانی اور اعتقادی فتنوں کا زمانہ تھا اور لاکھوں انسان اعتقاد توحید سے برگشتہ ہو کر مخلوق پرستی کی طرف جھک گئے تھے۔اور زیادہ تر حصہ مخلوق پرستی کا جس پر زور دیا جاتا تھا۔وہ یہی تھا کہ صلیبی نجات کی حمایت میں قلموں اور زبانوں سے وہ کام لیا گیا تھا کہ اگر نسخہ عالم کے تمام صفحات میں تلاش کریں تو تائید باطل میں یہ سرگرمی کسی اور زمانہ میں کبھی ثابت نہیں ہوگی۔اور جب کہ صلیبی نجات کے حامیوں کی تحریریں انتہا درجہ کی تیزی تک پہنچ گئی تھیں۔اور اسلامی توحید اور نبی عربی، خیر الرسل علیہ السلام کی عفت اور عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ

قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے پر کمال ظلم اور تعدّی سے حملے کئے گئے تھے۔ اور وہ بے جا حملے جن کتابوں اور رسالوں اور اخباروں میں کئے گئے ان کی تعداد کی سات کروڑ تک نوبت پہنچ گئی تھی۔ اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی کے ختم ہونے تک ظہور میں آ چکا تھا۔ تو کیا ضرور نہ تھا کہ وہ خدا جس نے فرمایا تھا کہ **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُون** وہ ان بے جا حملوں کے فرو کرنے کے لئے چودھویں صدی کے سر پر اپنی قدیم سنت کے موافق کوئی آسمانی سلسلہ قائم کرتا؟ پس اگر یہ سچ ہے کہ ہر ایک مجدد فتن موجودہ کے مناسب حال آنا چاہئے۔ تو یہ دوسری بات بھی سچی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد کسر فتن صلیبیہ کے لئے آنا چاہئے تھا۔ کیونکہ یہی وہ فتن ہیں جن کے لاکھوں دلوں پر خطرناک اثر پڑے ہیں اور یہی وہ فتن ہیں جن کو اس زمانہ کے تمام فتنوں کی نسبت عظیم الشان کہنا چاہئے۔ اور جبکہ ثابت ہوا کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کام صلیبی فتنوں کا توڑنا اور اس کے حامیوں کے حملوں کا جواب دینا ہے۔ تو اب طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس مجدد کا یہ کام ہو کہ وہ صلیبی فتنوں کو توڑے اور کسر صلیب کا منصب اپنے ہاتھ میں لے کر حقیقی نجات کی راہ دکھلا دے۔ اور وہ نجات جو صلیب کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کا بطلان ثابت کرے، اس مجدد کا کیا نام ہونا چاہئے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے نبی ﷺ نے ایسے مجدد کا نام مسیح موعود رکھا ہے؟ پس جب کہ زمانہ کی حالت موجودہ ہی بتلا رہی ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کا نام مسیح موعود ہونا چاہئے۔ یا یہ

تبدیل الفاظ یوں کہو کہ ایسی صدی کا مسیح موعود ہی مجدد ہوگا جس میں فتنہ صلیبیہ کا جوش وخروش ہو۔ تو پھر کیوں انکار ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد14،صفحہ 256-255۔ایام صلح)

کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کوآسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا

’’اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں میں آسمان سے اتر آوے۔ کیونکہ میں تو اس وقت موجود ہوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں۔ اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں۔ اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دعا قبول ہو جائے گی۔ کیونکہ اہل حق کی دعا مبطلین کے مقابل پر قبول ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیح تو آچکا لیکن آپ نے اس کو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ امید موہوم آپ کی ہرگز پوری نہیں ہوگی۔ یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی ان میں سے مسیح کو اترتے نہیں دیکھے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد3۔صفحہ 179۔ازالہ اوہام،حصہ اوّل)

’’یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب

زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔''

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 67۔ تذکرۃ الشہادتین)

آپ فرماتے ہیں:

''اللہ جلّ شانہٗ کی قسم ہے کہ مجھے صاف طور پر اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے الہام سے فرما دیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بلا تفاوت ایسا ہی انسان تھا جس طرح اور انسان ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور اس کا مرسل اور برگزیدہ ہے۔ اور مجھ کو یہ بھی فرمایا کہ جو مسیح کو دیا گیا وہ بمتابعت نبی علیہ السلام

تجھ کو دیا گیا ہے۔ اور تُو مسیح موعود ہے۔ اور تیرے ساتھ ایک نورانی حربہ ہے جو ظلمت کو پاش پاش کرے گا اور یکسر الصلیب کا مصداق ہو گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 49۔ حجۃ الاسلام)

سوال:- مسیح کا قتلِ دجال کے علاوہ اور کون سا اہم کام ہے جس کے لئے اس کا آنا ضروری ہے؟

جواب:- ’’اگر یہ خیال کیا جائے کہ مسیح دجال کے قتل کرنے کے لئے آئے گا تو یہ خیال نہایت ضعیف اور بودا ہے۔ کیونکہ صرف ایک کافر کا قتل کرنا کوئی ایسا بڑا کام نہیں جس کے لئے ایک نبی کی ضرورت ہو۔ خاص کر اس صورت میں کہ کہا گیا ہے کہ اگر مسیح قتل بھی نہ کرتا تب بھی دجال خود بخود پگھل کر نابود ہو جاتا۔

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مسیح کا آنا اس لئے خدائے تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے کہ تا تمام قوموں پر دین اسلام کی سچائی کی حجت پوری کرے تا دنیا کی ساری قوموں پر خدائے تعالیٰ کا الزام وارد ہو جائے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مسیح کے دَم سے کافر مریں گے۔ یعنی دلائل بیّنہ اور براہین قاطعہ کی رُو سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

دوسرا کام مسیح کا یہ ہے کہ اسلام کو غلطیوں اور الحاقاتِ بے جا سے منزّہ کر کے وہ تعلیم جو روح اور راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھے۔

تیسرا کام مسیح کا یہ ہے کہ ایمانی نور کو دنیا کی تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشے۔اور منافقوں کو مخلصوں سے الگ کر دیوے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد3۔صفحہ 132-131۔ازالہ اوہام حصہ اول)

سوال: اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اگر اسی امت میں سے کسی مسیح نے پیدا ہونا تھا تو وہ آپ ہی سچے موعود ہیں؟

جواب: ’’اس کا جواب یہ ہے کہ ہر یک انسان اپنے کاموں سے شناخت کیا جاتا ہے۔ ہر چند عوام کی نظر میں یہ دقیق اور غامض بات ہے لیکن زیرک لوگ اس کو خوب جانتے ہیں کہ ایسے مامور من اللہ کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اَور کوئی ثبوت ممکن نہیں کہ جس خدمت کے لئے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کے بجا لانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اگر وہ اس خدمت کو ایسی طرز پسندیدہ اور طریق برگزیدہ سے ادا کر دیوے جو دوسرے اس کے شریک نہ ہوسکیں تو یقیناً سمجھا جائے گا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا تھا۔کیونکہ ہر یک چیز اپنی علّت غائی سے شناخت کی جاتی ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد3۔صفحہ 398۔ازالہ اوہام حصہ دوم)

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ مسیح موعود کا سب سے بڑا کام صلیبی فتنہ کو توڑنا اور اس کے حامیوں کے حملہ کا جواب دینا تھا۔اس سوال کے جواب میں کہ کیا وہ مقصد پورا ہو گیا ہے یا نہیں۔ ہم ذیل میں ایک مخالف احمدیت کا اقرار درج کرتے ہیں۔

حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب کے دونوں ترجموں والے قرآن کے ناشر مولوی نور محمد صاحب نے اس کے دیباچہ میں واضح اقرار کیا ہے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیوں کو شکست دی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر جو اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا۔ کیونکہ احکام اسلام و سیرت رسولؐ اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر اس کا ایمان تھا یکساں تھے۔ پس الزامی و نقلی و عقلی جوابوں سے ہار گیا مگر حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰؑ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰؑ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اسی ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے

کر ولایت تک کے پادریوں کوشکست دے دی۔‘‘
(دیباچہ معجزنما کلال قرآن شریف۔مترجم مطبوعہ 1934ء صفحہ 30)

حضورؑ فرماتے ہیں۔

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
آسماں پر دعوت حق کے لئے ایک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 131، براہین احمدیہ حصہ پنجم)

س: جبکہ ہم مسلمان ہیں۔کلمہ، نماز، روزہ اور دوسرے احکام اسلام کی پیروی کرتے ہیں۔اور اگر مسیح ناصری کو بھی وفات یافتہ مانتے تو پھر ہمیں کسی مسیح موعود یا کسی اور کے ماننے کی کیا ضرورت ہے؟

ج: حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یاد رہے کہ اس خیال کے لوگ سخت غلطی میں ہیں۔اول تو وہ مسلمان

ہونے کا دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں جبکہ وہ خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتے۔ حکم تو یہ تھا کہ جب وہ امام موعود ظاہر ہو تو تم بلا توقف اس کی طرف دوڑو۔ اور اگر برف پر گھٹنوں کے بل بھی چلنا پڑے تب بھی اپنے تئیں اس تک پہنچاؤ۔ لیکن اس کے برخلاف اب لاپرواہی ظاہر کی جاتی ہے۔ کیا یہی اسلام ہے؟۔ اور یہی مسلمانی ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 220۔ لیکچر سیالکوٹ)

''پس یہ نہایت مغرورانہ خیال ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مجھے خدا کے نبیوں اور رسولوں کی ضرورت نہیں اور نہ کچھ حاجت۔ یہ سلبِ ایمان کی نشانی ہے۔ اور ایسے خیال والا انسان اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے۔ جبکہ وہ کہتا ہے کہ کیا میں نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا کلمہ گو نہیں ہوں۔ چونکہ وہ سچے ایمان اور سچے ذوق وشوق سے بے خبر ہے اس لئے ایسا کہتا ہے۔ اس کو سوچنا چاہئے کہ گو انسان کو خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ مگر کس طرح اس نے ایک انسان کو دوسرے انسان کی پیدائش کا سبب بنا دیا ہے۔ پس جس طرح جسمانی سلسلہ میں جسمانی باپ ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ ایسا ہی روحانی سلسلہ میں روحانی باپ بھی ہیں جن سے روحانی پیدائش ہوتی ہے۔ ہوشیار رہو اور اپنے تئیں صرف ظاہری صورت اسلام سے دھوکا مت دو۔ اور خدا کی کلام کو غور سے پڑھو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 227۔ لیکچر سیالکوٹ)

مصلح

اِنِّــــیْ صَـــدُوْقٌ مُـــصْـــلِـــحٌ مُتَـــرَدِّمُ
سَـــمٌّ مُـــعَـــادَاتِـــیْ وَسِــلْــمِــیْ أَسْــلَــمُ

میں صادق اور مصلح ہوں اور میری دشمنی زہر اور میری صلح سلامتی ہے۔

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 221، حجۃ اللہ)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''جس وقت کوئی آسمانی مصلح زمین پر آتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے آسمان سے اتر کر مستعد لوگوں کو حق کی طرف کھینچتے ہیں۔ پس ان آیات کے مفہوم سے یہ جدید فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اگر سخت ضلالت اور غفلت کے زمانہ میں یک دفعہ ایک خارق عادت طور پر انسان کے قویٰ میں خود بخود مذہب کی تفتیش کی طرف حرکت پیدا ہونی شروع ہو جائے تو وہ اس بات کی علامت ہو گی کہ کوئی آسمانی مصلح پیدا ہو گیا ہے۔ کیونکہ بغیر روح القدس کے نزول کے وہ حرکت پیدا ہونا ممکن نہیں۔ اور وہ حرکت حسب استعداد طبائع دو قسم کی ہوتی ہے۔ حرکت تامّہ اور حرکت ناقصہ۔ حرکت تامّہ وہ حرکت ہے جو روح میں صفائی اور سادگی بخش کر اور عقل اور فہم کو کافی طور پر تیز کر کے روبحق کر دیتی ہے۔ اور حرکت ناقصہ وہ ہے جو روح القدس کی تحریک سے عقل اور فہم تو کسی قدر تیز ہو جاتا ہے۔ مگر

بباعث عدم سلامت استعداد کے وہ روبحق نہیں ہوسکتا۔ بلکہ مصداق اس آیت کا ہوجاتا ہے کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا۔یعنی عقل اورفہم کے جنبش میں آنے سے پچھلی حالت اس شخص کی پہلی حالت سے بدتر ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ تمام نبیوں کے وقت میں یہی ہوتا رہا کہ جب ان کے نزول کے ساتھ ملائک کا نزول ہواتو ملائکہ کی اندرونی تحریک سے ہرایک طبیعت عام طور پرجنبش میں آ گئی۔تب جولوگ راستی کےفرزند تھے۔ وہ ان راستبازوں کی طرف کھنچے چلے ہوئے۔ اور جوشرارت اور شیطان کی ذریت تھےوہ اس تحریک سے خواب غفلت سےتو جاگ اٹھے اور دینیات کی طرف متوجہ بھی ہو گئے۔لیکن بباعث نقصان استعدادحق کی طرف رخ نہ کرسکے۔سوفعل ملائک کا جوربّانی مصلح کے ساتھ اترتے ہیں ہرایک انسان پرہوتا ہے۔لیکن اس فعل کا نیکوں پر نیک اثراور بدوں پر بداثر پڑتا ہے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

(روحانی خزائن جدیدایڈیشن جلد3،صفحہ 157-155۔ ازالہ اوہام جلداول)

طبعًا بارش تو رطوبت پہنچانے میں نامساعدنہیں، یہ باغ ہے کہ اس میں پھول کھلتے اوربنجرزمین میں خاردارجھاڑیاں اُگتی ہیں۔

روحانی مصلح کے چار اوصاف

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر ایک مصلح، ریفارمر، ولی، نبی میں چار باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

اول:- اس میں ایک بصیرت ہو۔ جس سے وہ علمی مسائل کو ایسے رنگ میں پیش کرے جس سے سننے والوں کو ایک لذت حاصل ہو۔ کیونکہ نامعقول بات سے انسان کے دل میں ایک خلش رہتی ہے اور معقول بات خوانخواہ پسندیدہ ہوتی ہے اور اس میں ایک لذت ہوتی ہے۔ جیسا کہ شربت میں طبعاً ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔

دوم:- یہ کہ اس میں ایک عملی طاقت ہو۔ خود عالم باعمل ہو۔ صدق، وفا اور شجاعت اس میں پائی جاتی ہو۔ کیونکہ جو شخص خود عمل کرنے والا نہیں اس کا اثر دوسروں پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔

سوم:- یہ کہ اس میں کشش ہو۔ کوئی نبی نہیں جس میں قوت جاذبہ نہ ہو۔ ہر ایک مامور کو ایک قوت جاذبہ عطا کی جاتی ہے کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا دوسروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور لوگ اس کی طرف کھنچے ہوئے چلے آتے ہیں۔

چہارم:- یہ کہ وہ خوارق اور کرامات دکھائے اور نشانات کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان کو پختہ کرے۔

(اس کی مزید تفصیلات ''امام'' کے عنوان کے تحت بیان ہو چکی ہیں۔)

مُصِیْبٌ

''اَنْتَ مُصِیْبٌ''

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 148)

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 402)

تو راہ صواب پر ہے۔

مَطَرُ الرَّبِیْع

”اِنِّی اَنَا مَطَرُ الرَّبِیْعِ وَمَا ادَّعَیْتُ بِھَوَی النَّفْس بَل اُرْسِلْتُ مِنَ اللّٰہِ البَدِیْعِ۔ لِاُطَھِّرَ الدُّنْیَا مِنْ اَوْثَانِھَا وَ اُزَکِّیَ النُفُوْسَ مِن الشَّھَوَاتِ وَ شَیْطَانِھَا“

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ648۔ضمیمہ حقیقۃ الوحی)

ترجمہ: میں موسم بہار کی بارش ہوں۔ اور میں نے نفسانی خواہشات کے نتیجہ میں دعویٰ نہیں کیا بلکہ میں خدائے بدیع کی طرف سے بھیجا گیا ہوں تا کہ دنیا کو اس کے بتوں سے پاک کروں اور نفسوں کو ان کی شہوات اور شیطانوں سے پاک کروں۔

مظفر

''اے مظفر تجھ پر سلام ہو۔ خدا نے تیری بات سن لی۔ خدا تیرے لئے لڑکا دے گا۔''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 571)

''اے مظفر تجھ پر سلام ہو۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہو۔''

(تذکرہ طبع چہارم، صفحہ 109)

مَظْهَرُ الْاٰيَات

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنِيْ مَظْهَرَ الْاٰيَات۔ اس خدا کو تمام تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا۔"

(روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 165۔ حجۃ اللہ)

سیدنا حضرت مہدی معہود کو اللہ تعالیٰ نے دین حق یعنی اسلام کے غلبہ کو ادیان باطلہ پر ثابت کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ هُوَالَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔(سورہ الصّف آیت نمبر 10) کہ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے۔ تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

اس غلبہ کے متعلق تمام علماء و مفسرین شیعہ و سنّی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ موعود غلبہ مہدی معہود کے زمانہ میں ہوگا۔ وہ غلبہ کس طرح ہوگا؟ بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ طاقت وتلوار سے ہوگا۔ لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ غلبہ نشانات کے ذریعہ ہوگا۔ چنانچہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"درحقیقت دین وہی دین ہے جس کے ساتھ سلسلہ معجزات اور نشانوں کا ہمیشہ رہے۔ تا اس دین کے پیرو کو بہت آسانی اور سہولت سے سمجھ آجائے

کہ خدا موجود ہے۔لیکن جس دین میں خدا کے نشانوں کے ذکر کرنے کے وقت صرف قصوں کا حوالہ دیا جاتا ہے اس کے ذریعہ سے خدا کی معرفت کیونکر حاصل ہو؟ دوستو! خدا کے تازہ بتازہ نشانوں میں عجیب لذت ہے۔اس لذت کی کیفیت ہم کیونکر بیان کرسکتے ہیں۔وہ کس قدر ایمان کی ترقی کا وقت ہوتا ہے جبکہ خدا کوئی غیب کی خبر ہمیں بتلا کر ثابت کرتا ہے کہ میں موجود ہوں اور ساتھ کسی مشکل کو حل کرکے ظاہر کرتا ہے کہ میں قادر ہوں۔اور ہمارے دشمن کو ہلاک کرکے اپنی وحی سے ہمیں مطلع کرتا ہے کہ میں تمہارا مؤیّد اور مددگار ہوں۔اور ہمارے دوستوں کی نسبت ہماری دعائیں قبول کرکے ہمیں اطلاع دیتا ہے کہ میں تمہارے دوستوں کا دوست ہوں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد23،صفحہ 335۔چشمۂ معرفت)

اس کے بعد چند پیشگوئیوں کا ذکر کرنے کے بعد جو دوستوں دشمنوں سے تعلق رکھتی ہیں،آپؑ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ یہ خدا کے نشان ہیں جو بارش کی طرح برس رہے ہیں۔اور ایسا کوئی مہینہ کم گذرتا ہے جس میں کوئی آسمانی نشان ظاہر نہ ہو۔لیکن یہ اس لئے نہیں کہ میری روح میں تمام روحوں سے زیادہ نیکی اور پاکیزگی ہے۔بلکہ اس لئے ہے کہ خدا نے اس زمانہ میں ارادہ کیا ہے کہ اسلام جس نے دشمنوں کے ہاتھ سے بہت صدمات اٹھائے ہیں وہ اب سرِ نو تازہ کیا جائے۔اور خدا کے نزدیک جو اس کی عزت ہے وہ

آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ظاہر کی جائے۔
میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین دعا کرنے کیلئے ایک طرف کھڑے ہوں۔ اور ایک طرف صرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا۔ مگر نہ اس لئے کہ سب سے مَیں ہی بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ مَیں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں۔''

(روحانی خزائن جلد23،صفحہ 340-339۔چشمۂ معرفت)

حضور علیہ السلام اپنی کتاب سراج منیر میں چند ایسے الہامات درج کرنے کے بعد جن میں تائید و نصرت الٰہی کے وعدے ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

یہ آسمانی نشانوں کا زمانہ ہے

''ان الہامات میں نصرت الٰہی کے پُر زور وعدے ہیں۔ مگر یہ تمام مدد آسمانی نشانوں کے ساتھ ہوگی۔ وہ لوگ ظالم اور ناسمجھ اور بیوقوف ہیں جو ایسا خیال کرتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی موعود تلوار لے کر آئے گا۔ نبوت کے نوشتے پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں تلواروں سے نہیں بلکہ آسمانی نشانوں سے دلوں کو فتح کیا جائے گا۔ اور پہلے بھی تلوار اٹھانا خدا کا مقصد نہ تھا۔ بلکہ جنہوں نے تلواریں اٹھائیں وہ تلواروں سے ہی مارے گئے۔ غرض یہ آسمانی نشانوں کا زمانہ ہے۔ خونریزیوں کا زمانہ نہیں۔''

(روحانی خزائن جلد12،صفحہ 84۔سراج منیر)

خدا تعالیٰ آسمانی نشانوں کے ساتھ مہدی خلیفۃ اللہ کی تائید کرے گا

حضور علیہ السلام اپنی کتاب سراج منیر میں ہی پیشگوئیوں اور نشانات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

''آثار سابقہ اور احادیث نبویہ میں مہدی آخرزمان کی نسبت یہ لکھا گیا تھا کہ اوائل حال میں اس کو بے دین اور کافر قرار دیا جائے گا۔ اور لوگ اس سے سخت بغض رکھیں گے۔ اور مذمت کے ساتھ اس کو یاد کریں گے۔ اور دجال اور بے ایمان اور کذاب کے نام سے اس کو پکاریں گے۔ اور یہ سب مولوی ہوں گے۔ اور اس دن مولویوں سے بدتر زمین پر اس امت میں سے کوئی نہیں ہوگا۔ سو کچھ مدت ایسا ہوتا رہے گا۔ پھر خدا آسمانی نشانوں سے اس کی تائید کرے گا۔ اور اس کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ مگر کیا آسمان بولے گا جیسا انسان بولتا ہے؟ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ہیبت ناک نشان ظاہر ہوں گے جن سے دل اور کلیجے ہل جائیں گے۔ تب خدا دلوں کو اس کی محبت کی طرف پھیر دے گا اور اس کی قبولیت زمین میں پھیلا دی جائے گی۔ یہاں تک کہ کسی جگہ چار آدمی مل کر نہیں بیٹھیں گے جو اس کا ذکر محبت اور ثناء کے ساتھ نہ کرتے ہوں۔''

(روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 10۔ سراج منیر)

’’ہر ایک جو مجھ پر حملہ کرتا ہے وہ جلتی ہوئی آگ میں اپنا ہاتھ ڈالتا ہے۔ کیونکہ وہ میرے پر حملہ نہیں بلکہ اس پر حملہ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ وہی فرماتا ہے کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ یعنی میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت چاہتا ہے۔ ایسا شخص خدا تعالیٰ کی آنکھ سے پوشیدہ نہیں۔ یہ مت گمان کرو کہ وہ میرے لئے نشانوں کا دکھلانا بس کردے گا۔ نہیں بلکہ وہ نشان پر نشان دکھلائے گا اور میرے لئے اپنی وہ گواہیاں دے گا جن سے زمین بھر جائے گی۔ وہ ہولناک نشان دکھلائے گا اور رعب ناک کام کرے گا۔ اس نے مدت تک ان حالات کو دیکھا اور صبر کرتا رہا مگر اب وہ اس مینہ کی طرح جو موسم پر ضرور گرجتا ہے گرجے گا۔ اور شریر روحوں کو اپنے صاعقہ کا مزا چکھائے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 101۔ براہین پنجم)

مَظْهَرُ الْبُرُوْزَيْنِ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تبلیغی خط عربی زبان میں علماء عرب، شام، بغداد، عراق اور خراسان وغیرہ کو لکھا جس کا نام لُجَّة النور ہے۔ اس میں آپ اپنے آپ کو مَظْهَرُ الْبُرُوْزَيْنِ اور وَارِث النَّبِيِّيْنْ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں

”اَمَّا بَعْدُ فَهَذَا مَكْتُوْبٌ مِنْ مَظْهَرِ الْبُرُوْزَيْنِ وَوَارِثِ النَّبِيِّيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَحَدِ اَبِىْ الْمَحْمُوْدِ اَحْمَدَ عَافَاهُ اللّٰهُ۔“

(روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 337۔ لجۃ النور)

جن دو نبیوں کا بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ چنانچہ اس کی قدرے تفصیل حضورؑ کے ذیل کے حوالہ سے ہو جاتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:-

” مہدی آخر الزماں کے لئے جس کا دوسرا نام مسیح موعود بھی ہے بوجہ ذُو الْبُرُوْزَيْنِ ہونے کے ان دونوں صفتوں کا کامل طور پر پایا جانا ازبس ضروری ہے۔ کیونکہ جیسا کہ اس آیت (هُوَ الَّذِىْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى ......مراد ہے۔ ناقل) سے سمجھا جاتا ہے حالت فاسدہ زمانہ کی یہی چاہتی ہے کہ ایسے گندے زمانہ میں جو امام آخر الزمان آوے۔ وہ خدا سے مہدی ہو اور دینی امور میں کسی اور کا شاگرد نہ ہو۔ اور نہ کسی کا مرید ہو

اورعام علوم ومعارف خدا سے پانے والا ہو۔ نہ علم دین میں کسی کا شاگرد ہواور نہ امور فقر میں کسی کا مرید۔

اور ایسا ہی روح پاک مقدس سے تائید یافتہ ہو۔ اوران امراض میں سے جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر ایک قسم کے روحانی مرض کے دور کرنے پر قادر ہواور ظاہر ہے کہ بعض اشخاص عقلی ابتلاؤں کی وجہ سے مریض ہوتے ہیں اور بعض نقلی ابتلاؤں کی وجہ سے اور عیسیٰ ہونے کے لئے شرط ہے کہ روح القدس سے تائید پا کر ہر ایک بیمار کو اچھا کرے۔''

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 359-358۔ اربعین نمبر 3)

مَظْهَرُ الْحَیّ

"مَظْهَرُ الْحَیّ"
زندہ خدا کا مظہر۔

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 320)

مُعِیْنُ الْحَقّ

"اَنْتَ مُصِیْبٌ وَ مُعِیْنٌ لِلْحَقِّ"

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 148)

تو راہ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔

مقبول الرحمان

"مقبول الرّحمان"

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 269)

حضور علیہ السلام مقبولوں کے اوصاف و کمالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں۔ بلکہ بڑا معجزہ ان کا استجابتِ دعا ہی ہے۔ جب ان کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے۔ اور اس شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا ان کی سنتا ہے۔ اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے۔ کامل مقبولوں کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔ خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اس کے مقبول ستائے جاتے ہیں۔ اور جب حد سے زیادہ ان کو دکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کرے گا جیسا کہ خدا ان لوگوں سے کرتا ہے جو دل و جان سے اس کے ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کے لئے عجائب کام دکھلاتا ہے۔ اور ایسی اپنی قوت دکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ اٹھتا ہے۔ خدا مخفی ہے اور اس کے ظاہر

کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ وہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اور اس کا چہرہ دکھلانے والی یہی قوم ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد22، صفحہ 21-20۔ حقیقۃ الوحی)

’’مقبولوں اور غیر مقبولوں میں فرق تو بہت ہے۔ جو کسی قدر اس رسالہ (حقیقۃ الوحی۔ ناقل) میں بھی تحریر ہو چکا ہے۔ لیکن آسمانی نشانوں کے رو سے ایک عظیم الشان یہ فرق ہے کہ خدا کے مقبول بندے جو انوار سبحانی میں غرق کئے جاتے اور آتشِ محبت سے ان کی ساری نفسانیت جلائی جاتی ہے۔ وہ اپنی ہر شان میں کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیت غیروں پر غالب ہوتے ہیں۔ اور غیر معمولی طور پر خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اس کثرت سے ان کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دنیا میں کسی کو مجال نہیں ہوتی کہ ان کی نظیر پیش کر سکے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں خدا جو مخفی ہے اس کا چہرہ دکھلانے کے لئے وہ کامل مظہر ہوتے ہیں۔ وہ دنیا کے آگے پوشیدہ خدا کو دکھلاتے ہیں اور خدا انہیں دکھلاتا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد22۔ صفحہ 22، حقیقۃ الوحی)

ایک اور جگہ حضور علیہ السلام مقبول الٰہی کے کمالات اور خدا تعالیٰ کا اس کے ساتھ سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

’’ہزارہا برکات ان کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اور بصیرت صحیحہ ان کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ دور سے نہیں دیکھتے بلکہ نور کے حلقہ کے اندر داخل کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے دل کو خدا سے ایک ذاتی تعلق ہوتا ہے۔ اسی لئے

جس طرح خدا تعالیٰ اپنے لئے یہ امر چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے ایسا ہی ان کے لئے بھی یہی چاہتا ہے کہ اس کے بندے ان کو شناخت کرلیں۔ پس اِسی غرض سے وہ بڑے بڑے نشان ان کی تائید اور نصرت میں ظاہر کرتا ہے۔ ہر ایک جو اُن کا مقابلہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے۔ ہر ایک جو اُن سے عداوت کرتا ہے آخر خاک میں ملایا جاتا ہے۔ اور خدا اُن کی ہر بات میں اور حرکات اور ان کے لباس میں اور مکان میں برکتیں رکھ دیتا ہے۔ اور ان کے دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور زمین اور آسمان کو ان کی خدمت میں لگا دیتا ہے۔ اور جیسا کہ زمین اور آسمان کی مخلوقات پر نظر ڈال کر ماننا پڑتا ہے کہ ان مصنوعات کا ایک خدا ہے۔ ایسا ہی ان تمام نصرتوں اور تائیدوں اور نشانوں پر نظر ڈال کر جو ان کے لئے خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ مقبول الٰہی ہیں۔ پس وہ اُن تائیدوں اور نصرتوں اور نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کثرت اور صفائی سے ہوتے ہیں کہ ان میں کوئی دوسرا شریک ان کا ہو ہی نہیں سکتا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 52-51، حقیقۃ الوحی)

ایک سو سال سے زائد تاریخ احمدیت کا ہر ورق اور ہر دن اس امر پر شاہد ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقبول الرحمٰن تھے۔ خدا تعالیٰ آپ کی تائید و نصرت کے لئے دوستوں، دشمنوں، اپنوں، غیروں اور مختلف قوموں اور ملکوں کے افراد و اقوام میں بے شمار نشانات ظاہر فرماتا رہا۔

مقبول اور مردود میں فرق معلوم کرنے کا آسان طریق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف ”نشان آسمانی“ میں مقبول و مردود میں فرق جاننے اور رفع شک کی آسان صورت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالب جو مؤاخذہ الٰہی سے ڈرتے ہیں وہ بلا تحقیق اس زمانہ کے مولویوں کے پیچھے نہ چلیں اور آخری زمانہ کے مولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں۔ اور ان کے فتووں کو دیکھ کر حیران نہ ہو جاویں۔ کیونکہ یہ فتویٰ کوئی نئی بات نہیں۔ اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اس کی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالبِ صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اول توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں۔ جس کی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس 21 مرتبہ سورۃ اخلاص ہو اور پھر بعد اس کے تین سو 300 مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ:

اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم

عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعوی کرتا ہے کیا حال ہے۔ کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رؤیا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تا اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے۔ آمین

یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں۔ لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے اور بدظنی اس پر غالب آ گئی ہے، اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہے تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پس اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ سو اگر تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلّی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئیں بکلّی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا۔ جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہو گا۔ سو اے حق کے طالبو! ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور علیم اور

ہادی مطلق سے مدد چاہو۔ اور دیکھو کہ اب میں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کردی ہے۔آئندہ تمہیں اختیار رہے۔“

(روحانی خزائن جلد4،صفحہ 401-400۔نشان آسمانی)

مُقَرَّب

وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۔

(تذکرہ طبع چہارم، صفحہ 296و299)

دنیااورآخرت میں وجیہہ اور خدا کا مقرب ہے۔

مَکِیْن

اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ

آج تو میرے نزدیک با مرتبہ اور امین ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم، صفحہ 62)

مُلْہَمْ، مُکَلَّم

’’جو شخص دعویٰ کرے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ صدہا نشان ظاہر ہوں۔ اور ہزاروں قسم کی تائید اور نصرت الٰہی شامل حال ہو۔ اور اس کے دشمنوں پر خدا کے کھلے کھلے حملے ہوں۔ پھر کس کی مجال ہے کہ ایسے شخص کو جھوٹا کہہ سکے۔ مگر افسوس ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس بلا میں پھنس جاتے ہیں کہ کوئی حدیث النفس یا شیطانی وسوسہ ان کو پیش آجاتا ہے۔ تو اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ لیتے ہیں اور فعلی شہادت کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 538-537۔ تتمہ حقیقۃ الوحی)

’’لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلم کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں ان کی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں۔ اور دنیا ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اور فعل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں۔ وہ کلام الٰہی ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 538۔ تتمہ حقیقۃ الوحی)

وَاللّٰہِ اِنِّی قَدْ بُعِثْتُ لِخَیْرِکُم

وَاللّٰہِ اِنِّی مُلْھَمٌ و مُکَلَّمٌ

(روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 223۔ حجۃ اللہ)

بخدا میں تمہاری بھلائی کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔اور بخدا میں ملہم اور مُکَلَّم ہوں۔

مُنادی

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ

(روحانی خزائن جلد اول صفحہ 268۔حاشیہ در حاشیہ نمبر 1۔براہین احمدیہ چہار حصص)

ترجمہ: (وہ کہیں گے) اے ہمارے رب یقیناً ہم نے ایک منادی کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں۔ کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔......سو مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 293-291 حاشیہ۔کتاب البریّہ)

''خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور

شرک میں غرق دیکھ کر، ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے''۔

(روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ 251۔آئینہ کمالاتِ اسلام)

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا۔ اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان تیار ہوں گے۔''

(روحانی خزائن جلد دوم صفحہ 470۔سبز اشتہار)

''توبہ کرو اور پاک اور کامل ایمان اپنے دلوں میں پیدا کرو اور ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں میں مت بیٹھو تا تم پر رحم ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک جو بچایا جائے گا اپنے کامل ایمان سے بچایا جائے گا۔ کیا تم ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ یا ایک قطرہ پانی کا تمہاری پیاس بجھا سکتا ہے؟ اسی طرح ناقص ایمان تمہاری روح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ آسمان پر وہی مومن لکھے

جاتے ہیں جو وفاداری سے اور صدق سے اور کامل استقامت سے اور فی الحقیقت خدا کو سب چیز پر مقدّم رکھنے سے اپنے ایمان پر مہر لگاتے ہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 549)

ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین اردو)

اپنی اولاد کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا:۔

نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے مُنادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین اردو)

مَنْصُور

اِنَّکَ مِنَ الْمَنْصُوْرِیْنَ

(تذکرہ طبع چہارم، صفحہ 296و299)

تُو منصور اور مظفّر ہے۔

منوراللہ

مُنَوَّرُاللّٰہِ

(تذکرہ طبع چہارم،صفحہ 684)

اللہ کاروشن کیاہوا۔

مَوْتُ الزُّوْر

اَنَا مَوْتُ الزُّوْرِ

من موت دروغ ہستم

(روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 473۔ لجۃ النور)

موسیٰ

''تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَ تَرَحَّمْ عَلَيْهِمْ أَنْتَ فِيْهِمْ بِمَنْزِلَةِ مُوْسٰى وَاصْبِرْ عَلَى مَايَقُوْلُوْنَ......''

موسیٰ نام رکھنے میں پیشگوئی

''یعنی لوگوں سے لطف اور مدارات سے پیش آ۔ تو ان میں موسیٰ کی طرح ہے۔ اور ان کی دل آزار باتوں پر صبر کرتا رہ۔ یعنی موسیٰ بڑا حلیم تھا اور ہمیشہ بنی اسرائیل آئے دن مرتد ہوتے تھے اور موسیٰ پر حملے کرتے اور بعض اوقات کئی بیہودہ الزامات اس پر لگاتے تھے۔ مگر موسیٰ ہمیشہ صبر کرتا تھا اور ان کا شفیع تھا۔ موسیٰ ان کو ایک جلتے ہوئے تنور سے نکال لایا اور فرعون کے ہاتھ سے نجات دی۔ اور موسیٰ نے فرعون کے سامنے بڑے بڑے ہولناک معجزے دکھائے۔ پس اس نام کے رکھنے میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ ایسا ہی اس جگہ بھی ہوگا۔''

(روحانی خزائن جلد21، صفحہ 116۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اس الہام الٰہی کی تشریح کرتے ہوئے آپؑ نے براہین احمدیہ میں تحریر فرمایا کہ:

''لوگوں کے ساتھ رفق اور نرمی سے پیش آ اور ان پر رحم کر۔ تو ان میں

بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ اور ان کی باتوں پر صبر کر۔ حضرت موسیٰ بردباری اور حلم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لے گئے تھے اور بنی اسرائیل میں نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰ کے مرتبہ عالیہ تک پہنچ سکے۔'' ...... '' ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزار ہا درجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تمام ان اخلاقِ فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔

...... چونکہ امت محمدیہ کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اس لئے الہام متذکرہ بالا میں اس عاجز کی تشبیہ حضرت موسیٰ سے دی گئی۔ اور یہ تمام برکات حضرت سید الرسلؐ کے ہیں جو خداوندِ کریم اس کی عاجز امت کو اپنے کمال لطف اور احسان سے ایسے ایسے مخاطبات شریفہ سے یاد فرماتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 605 تا 607، حاشیہ نمبر 3)

حضور علیہ السلام اپنا ایک رؤیا بیان فرماتے ہیں:-

'' میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں۔ اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں۔ اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکرِ کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے۔ اور اس کے

ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے وگاڑیوں ورتھوں کے ہے۔اوروہ ہمارے بہت قریب آ گیا ہے۔ میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ اور اکثر ان میں سے بے دل ہو گئے ہیں۔ اور بلند آواز سے چلّاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے۔تو میں نے بلند آواز سے کہا:
کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔☆''

(تذکرہ طبع چہارم،صفحہ 373)

میں کبھی آدم ، کبھی موسیٰ ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں ، نسلیں ہیں میری بے شمار

☆ ترجمہ: ہرگز نہیں، یقیناً میرا ربّ میرے ساتھ ہے جو میری راہنمائی فرمائے گا۔

موصوف

"اَنَا الْوَاصِفُ وَالْمَوْصُوْفُ"

"من وصف کننده ہستم یعنی تعریفِ حق کار من است و مرا وصف کرده شد یعنی درحق من پیشگوئی ہا آمده"

(روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 474۔ لجۃ النور)

میں وصف بیان کرنے والا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا میرا کام ہے اور میرا وصف بیان کیا گیا ہے یعنی میرے حق میں پیشگوئیاں آئی ہیں۔

مہدی مسعود

''اِنَّ الْمَسِيْحَ الْمَوْعُوْدَ الَّذِیْ يَرْقُبُوْنَهٗ وَالْمَهْدِیَ الْمَسْعُوْدَ الَّذِیْ يَنْتَظِرُوْنَهٗ هُوَ أَنْتَ۔''

(روحانی خزائن جلد8 صفحہ 275 اتمام الحجّة)

یقیناً وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا وہ انتظار کرتے ہیں۔ وہ تُو ہے۔

میکائیل

’’ دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیلؔ رکھا ہے۔ اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں: خدا کی مانند۔ یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزَلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ. فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنی توحید اور تفرید کو۔ سو جیسا کہ میں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ایسا ہی تجھے دنیا میں مشہور کرونگا۔ اور ہر ایک جگہ جو میرا نام جائے گا، تیرا نام بھی ساتھ ہوگا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 61 حاشیہ۔ تحفہ گولڑویہ)

نبی

''یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَ الْمُعْتَرَّ''

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 631)

اے نبی! بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ۔

نبی کے کیا معنی ہیں؟

''نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے۔یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں۔اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے۔جس کے یہ معنے ہیں: خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا۔''

(روحانی خزائن جلد18،صفحہ 210-209۔ایک غلطی کا ازالہ)

نبی اور رسول میں فرق

''نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے، نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی۔اور یہ آیت روکتی ہے: **لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَسُوْلٍ**۔اب اگر آنحضرت ﷺ

کے بعد ان معنوں کی رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امّت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرور اس پر مطابق آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اس کو ہم رسول کہیں گے۔"

(روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 208۔ ایک غلطی کا ازالہ)

س:- کیا ہر صاحب رؤیا و کشف یا غیب سے خبر پا کر آئندہ کی خبر دینے والا نبی کے خطاب کا سزاوار ہوگا؟

ج:- "اسلام کلام الٰہی کی صفت کو کبھی معطل نہیں کرتا۔ اور اسلام کی رو سے جیسا کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا، اب بھی کرتا ہے۔ اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو، اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔"

(روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 189-188۔ چشمہ معرفت)

"میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت

نازل ہو جوغیب پر مشتمل ہو۔اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔شریعت کا حامل قیامت تک قرآن شریف ہے۔''

(روحانی خزائن جلد20 صفحہ 412۔ تجلیات الٰہیہ)

ہر خواب بین کو نبی نہیں کہہ سکتے یا نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ کیفیت وکمیت کے لحاظ سے کثرت شرط ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: **عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ** (سورۃالجن:27۔28) کہ غیب کا جاننے والا وہی ہے۔وہ اپنے غیب پر کسی کو غلبہ نہیں بخشتا مگر ایسے رسول کو جس کو وہ اس کام کے لئے پسند کر لیتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو امّتی بھی نہ کہا جائے

''نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرت ﷺ پر ختم ہے۔اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے۔جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے پایا، نہ

براہ راست۔''

(روحانی خزائن جلد20،صفحہ 401۔حاشیہ تجلیات الٰہیہ)

'' میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا۔اور پھر اسحاقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ اور موسیٰؑ سے اور مسیحؑ ابن مریم سے۔اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت ﷺ کی امّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔کیونکہ اب بجز محمدیؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔مگر وہی جو پہلے امّتی ہو۔پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے۔اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی۔اور چونکہ میں محض ظل ہوں اور امتی ہوں اس لئے آنجنابؐ کی اس سے کچھ کسرِ شان نہیں۔''

(روحانی خزائن جلد20،صفحہ 412-411۔تجلیات الٰہیہ)

س: جبکہ آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ ہیں اور آپکے خلفاء مثیل

انبیاء بنی اسرائیل ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ صرف مسیح موعودؑ کا نام احادیث میں نبی کر کے پکارا گیا ہے؟ مگر دوسرے تمام خلفاء کو یہ نام نہیں دیا گیا؟

ج: ’’جبکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء تھے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تھا اس لئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰؑ کے خلفاء نبی ہیں۔ اس لئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعودؑ کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے۔ اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں مسیح موعود کی نبوت ظلّی طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ایک وحی میں خداتعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: **یَا اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلًا** ۔اے احمد تو مرسل بنایا گیا۔ یعنی جیسے کہ تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوا ہے حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا۔ سو اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 45۔ تذکرۃ الشہادتین)

’’اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل

ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ بابِ نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا، نبوت تامہ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتداء سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ۔''

(روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 60۔ توضیح مرام)

''ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے۔ سو اس طور پر خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوتِ محمدیہ میرے آئینۂ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلّی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا

تامیں آنحضرت ﷺ کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد23،صفحہ 340 حاشیہ،چشمۂ معرفت)

امت محمدیہ میں نبی وہی ہوسکتا ہے جو ظلّ محمدؐ ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ آیت مَن یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ کی تشریح کرتے ہوئے اپنے لیکچر ’’اُسوہ حسنہ‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’جو کوئی اللہ اور اس کے اس رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے منعم علیہ گروہ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صلحاء میں سے کسی ایک میں شامل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے کئی درجے ہیں۔ کبھی کوئی شخص سب سے چھوٹا درجہ حاصل کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں صالح کہلانے لگ جاتا ہے۔ کبھی کوئی اس سے بھی واضح تصویر محمد رسول اللہ ﷺ کی اپنے دل پر کھینچ لیتا ہے اور وہ شہید کہلانے لگ جاتا ہے۔ کبھی کوئی شہید سے بھی زیادہ واضح اور روشن تصویر اپنے آئینہ قلب پر کھینچ لیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور صدیق بن جاتا ہے۔ پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس سے بھی آگے ترقی کر جاتا ہے اور وہ خدا کی نگاہ میں نبوت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ سورہ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے مطابق سارے نبیوں کی تصویریں اپنے اندر لے لیتا ہے اور ظلّ محمدؐ کہلانے لگ جاتا ہے ﷺ۔ پھر جب محمد رسول اللہ ﷺ کی تصویر میں

سے کوئی شخص صرف عیسوی تصویر اتار لے تو وہ عیسیٰ بن جاتا ہے۔ جب ابراہیمی تصویر اتار لے تو ابراہیم بن جاتا ہے۔ اور جب سارے انبیاء کے نقوش اوران کی تصویریں اپنے دل پر اتار لیتا ہے تو وہ ظِلِ محمدؐ بن جاتا ہے۔ اسی لئے امت محمدیہ میں صرف وہی شخص نبی بن سکتا ہے جو ظل محمدؐ ہو۔ خالی موسیٰؑ کا ظل بننے، یا خالی عیسیٰؑ کا ظل بننے سے کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اور موسیٰؑ وعیسیٰؑ خاص خاص اقوام کی طرف مبعوث ہوئے۔ پس جو شخص انبیائے سابقین میں سے کسی ایک نبی کی تصویر اتارتا اور اس کے نقوش اپنے اندر پیدا کرتا ہے وہ بے شک عیسیٰ ثانی بن سکتا ہے، موسیٰ ثانی بن سکتا ہے مگر وہ امت محمدیہ میں نبی نہیں بن سکتا۔ وہ ایسا ہی ہوگا جیسے حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ نے کہا کہ

دمبدم روح القدس اندر معینے دمد
من نمے گویم مگر من عیسی ثانی شدم

(دیوان حضرت معین الدین چشتی، صفحہ 56)

یعنی جبرئیل لحظہ بہ لحظہ معین الدین کے اندر آ کر اپنی روح پھونکتا ہے۔ اس لئے میں تو نہیں کہتا مگر حقیقت یہی ہے کہ میں عیسیٰ ثانی ہو گیا ہوں۔ پس بے شک کوئی عیسیٰ ثانی بن جائے اس میں کوئی حرج نہیں۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عیسیٰ ثانی ہونے سے انسان نبی نہیں بن سکتا۔ اس زمانے میں انسان نبی تبھی بنتا ہے جب وہ ظلّ محمدؐ ہو جاتا ہے۔''

(اسوہ حسنہ، تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ انوار العلوم جلد 17، صفحہ 75-74)

س: جبکہ دین کمال کو پہنچ چکا ہے اور نعمت پوری ہو چکی ہے تو پھر کسی مجدد یا نبی کی کیا ضرورت ہے؟

ج: ''ہم کب کہتے ہیں کہ مجدد اور محدث دنیا میں آ کر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالاتِ فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدّد اور محدّث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔ نہ معلوم کہ بے چارہ معترض نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ مجدد اور روحانی خلیفے دنیا میں آ کر دین کی کچھ ترمیم و تنسیخ کرتے ہیں۔ نہیں، وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں۔

...... یہ بھی یاد رہے کہ دین کی تکمیل اس بات کو مستلزم نہیں جو اس کی مناسب حفاظت سے بکلّی دستبردار ہو جائے۔ مثلاً اگر کوئی گھر بناوے اور اس کے تمام کمرے سلیقہ سے تیار کرے اور اس کی تمام ضرورتیں جو عمارت کے متعلق ہیں با حسن وجہ پوری کر دیوے۔ اور پھر مدت کے بعد اندھیریاں چلیں اور بارشیں ہوں۔ اور اس گھر کے نقش و نگار پر گرد و غبار بیٹھ جاوے اور اس کی خوبصورتی چھپ جاوے۔ اور پھر اس کا کوئی وارث اس گھر کو صاف اور سفید کرنا چاہے۔ مگر اس کو منع کر دیا جاوے کہ گھر تو مکمل ہو چکا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ منع کرنا سراسر حماقت ہے۔ افسوس کہ ایسے اعتراضات کرنے والے نہیں سوچتے کہ تکمیل شئے دیگر ہے اور

وقتاً فوقتاً ایک مکمل عمارت کی صفائی کرنا یہ اور بات ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 344-339۔ شہادۃ القرآن)

س: قرآن کریم جامع جمیع کمالات ہے اور ابتدائے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین اور مفسرین نے مشکلات کو حل کر دیا ہے۔ اب کسی نئے معلم کی کیا ضرورت ہے؟

ج: ''اس کا جواب یہ ہے کہ حل شدہ بھی ایک مدت کے بعد پھر قابل حل ہو جاتی ہیں۔ ماسوا اس کے امت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں۔ اور قرآن جامع جمیع علوم تو ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اس کے تمام علوم ظاہر ہو جائیں۔ بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں۔ اور ہر یک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں جو وارث رسل ہوتے ہیں اور ظلّی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 348۔ شہادۃ القرآن)

''مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے۔ اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں۔ سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہیں،

ایک مجدد کھلے کھلے دعویٰ کے ساتھ آتا۔ سوعنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے۔ ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا۔ اس وقت علماء کی ناسمجھی اس کی سدِّ راہ ہوئی۔ آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیریں پھل نہیں لاسکتا۔ اور خدا غیر کو وہ برکتیں نہیں دیتا جو خاصوں کو دی جاتی ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد6، صفحہ 36۔ برکات الدعا)

س: "بعض جاہل اس جگہ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ کبھی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ کبھی الہام بھی ہو جاتا ہے۔ پس ہم میں اور رسولوں میں کیا فرق ہے؟"

ج: "یہ ایک ایسا مغرورانہ خیال ہے جس سے اس زمانہ میں بہت سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ لیکن طالب حق کے لئے ان اوہام کا صاف جواب ہے اور وہ یہ کہ بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ خدا نے ایک گروہ کو اپنے خاص فضل اور عنایت کے ساتھ برگزیدہ کر کے اپنی روحانی نعمتوں کا بہت سا حصہ ان کو دیا ہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ ایسے معاند اور اندھے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام سے منکر رہے ہیں۔ تاہم خدا کے نبی ان پر غالب آتے رہے ہیں۔ اور ان کا خارق عادت نور ہمیشہ ایسے طور سے ظاہر ہوتا رہا ہے کہ آخر عقلمندوں کو ماننا پڑا ہے کہ ان میں اور ان کے غیروں میں ایک عظیم الشان امتیاز ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ ایک مفلس گدائی پیشہ کے پاس بھی چند درہم ہوتے ہیں۔ اور ایک شہنشاہ کے خزائن بھی دراہم

سے پُر ہوتے ہیں۔ مگر وہ مفلس نہیں کہہ سکتا کہ میں اس بادشاہ کے برابر ہوں۔ یا مثلاً ایک کیڑے میں روشنی ہوتی ہے جو رات کو چمکتا ہے اور آفتاب میں بھی روشنی ہے مگر کیڑا نہیں کہہ سکتا کہ میں آفتاب کے برابر ہوں۔ اور خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کرسکیں۔ اور اس راہ سے بھی ان پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 226۔ لیکچر سیالکوٹ)

س: آپ کے دعووں میں تضاد ہے۔ کبھی اپنے آپ کو غیر نبی اور محدّث کہتے رہے اور پھر نبی کہلانا شروع کر دیا۔

ج: ’’اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 153-154۔ حقیقۃ الوحی)

’’میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس

سے علم نہ ہوا، میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں مَیں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں۔ مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔''

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 154۔حقیقۃ الوحی)

''یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلاسکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امّتی۔ اور میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا، ایسا ہی میرا نام امّتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 154 حاشیہ۔حقیقۃ الوحی)

نذیر

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 81)

انبیاء علیہم السلام کی صفات میں سے دو صفات نذیر اور بشیر بھی ہیں۔ ان دونوں صفات کا تعلق دو قسم کے لوگوں سے ہوتا ہے۔ نذیر کا منکروں اور مخالفوں سے جو اپنی شوخی اور شرارت سے باز نہیں آتے۔ اور بشیر کا ان سے جو اس کے سچے اور حقیقی پیرو کار ہوتے ہیں۔ بشیر و نذیر دونوں صفات کا ظہور مستقبل میں اس کے دوستوں اور دشمنوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اور اس مامور کے اس نام کے ذریعہ قبل از وقت بتا دیا جاتا ہے کہ اب اسی دنیا میں اس کے ماننے والوں کی نصرت و تائید ہوگی۔ اور تکفیر و توہین اور مخالفت و شرارت کرنے والوں کی ذلّت و رسوائی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ دونوں نام دے کر آپ سے تعلق محبت و اخوت رکھنے والوں اور منکروں اور مخالفوں کے انجام کا اعلان کیا ہے۔ علاوہ ازیں نذیر نام کے ذریعہ اس زمانہ کی مذہبی حالت کا بھی اظہار کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت نبی کریم ﷺ کی نذیر صفت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نبی نیکوں کے لئے بشیر ہوتے ہیں اور بدوں کے لئے نذیر

’’نذیر کا لفظ ....جس کے معنے گنہگاروں اور بدکاروں کو ڈرانا ہے۔ اسی لفظ سے یقینی سمجھا جاتا ہے کہ قرآن کا یہ دعویٰ تھا کہ تمام دنیا بگڑ گئی۔ اور ہر ایک نے سچائی اور نیک بختی کا طریق چھوڑ دیا کیونکہ انذار کا محل فاسق اور مشرک اور بدکار ہی ہیں۔ اور انذار اور ڈرانا مجرموں کی تنبیہ کے لئے ہوتا ہے نہ نیک بختوں کے لئے۔ اس بات کو ہر یک جانتا ہے کہ ہمیشہ سرکشوں اور بے ایمانوں کو ہی ڈرایا جاتا ہے اور سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ نبی نیکوں کے لئے بشیر ہوتے ہیں اور بدوں کے لئے نذیر۔ پھر جبکہ ایک نبی تمام دنیا کے لئے نذیر ہوا تو ماننا پڑا کہ تمام دنیا کو نبی کی وحی نے بداعمالیوں میں مبتلا قرار دیا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 337۔نور القرآن نمبر 1)

اس مذکورہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ کسی کا نذیر ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ دنیا میں بدعملی اور بے دینی کا دَور دورہ ہے۔ گویا نذیر نام کے ذریعہ اس زمانہ کی مذہبی حالت بتائی گئی ہے۔ اور اس کے انجام کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی اور زلزلے آئیں گے۔ اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ و بالا

کردیں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔ پھر وہ جو توبہ کریں گے اور گناہوں سے دست کش ہو جائیں گے، خدا ان پر رحم کرے گا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی، ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو۔ لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کرلیں گے اور ان راہوں کو اختیار کریں گے جو خدا کو پسند ہیں، ان کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تو میری طرف سے نذیر ہے، میں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کئے جائیں۔''

(روحانی خزائن جلد20، صفحہ 302-303۔ رسالہ الوصیت)

نذیر کے لفظ میں ایک پیشگوئی

''ظاہر ہے کہ نذیر کا لفظ اسی مرسل کے لئے خدا تعالیٰ استعمال کرتا ہے جس کی تائید میں یہ مقدّر ہوتا ہے کہ اس کے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا۔ کیونکہ نذیر ڈرانے والے کو کہتے ہیں۔ اور وہی نبی ڈرانے والا کہلاتا ہے جس کے وقت میں کوئی عذاب نازل ہونا مقدر ہوتا ہے۔ پس آج سے چھبیس برس پہلے جو براہین احمدیہ میں میرا نام نذیر رکھا گیا ہے۔ اس میں صاف اشارہ تھا کہ میرے وقت میں عذاب نازل ہوگا۔ سو اس پیشگوئی کے مطابق طاعون اور زلزلوں کا عذاب نازل ہوگیا۔''

(روحانی خزائن جلد22 صفحہ 486 تتمہ حقیقۃ الوحی)

چندانذاری پیشگوئیاں

''یادرہے کہ خدانے مجھے عام طورپرزلزلوں کی خبردی ہے۔پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے،ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اورنیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گےاور بعض ان میں قیامت کانمونہ ہوں گے۔اوراس قدرموت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔اس موت سے پرند چرند بھی باہرنہیں ہوں گےاورزمین پراس قدرسخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا،ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔اوراکثر مقامات زیروزبرہوجائیں گے کہ گویاان میں کبھی آبادی نہ تھی۔اوراس کے ساتھ اَوربھی آفات زمین وآسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہرایک عقلمندکی نظرمیں وہ باتیں غیرمعمولی ہوجائیں گی اورہیئت اورفلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔اورنہ صرف زلزلے بلکہ اوربھی ڈرانے والی آفتیں ظاہرہوں گی۔کچھ آسمان سےاورکچھ زمین سے۔یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑدی ہے۔اورتمام دل اور تمام ہمت اورتمام خیالات سے دنیاپرہی گرگئے ہیں۔

اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے، ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے۔ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے ہیں اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر

رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔''

(روحانی خزائن جلد22،صفحہ 269-268،حقیقۃ الوحی)

آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اِک برہنہ سے نہ ہو گا یہ کہ تا باندھے اِزار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربّانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار

(روحانی خزائن جلد21 صفحہ 152-151۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

نور

قُلْ جَاءَ كُمْ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ فَلَا تَكْفُرُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْن۔

کہہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے۔پس اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔

(تذکرہ طبع چہارم،صفحہ 545)

''تو جہان کا نور ہے''۔

(تذکرہ طبع چہارم،صفحہ 258)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مندرجہ بالا الہامات میں نور نام دیا گیا ہے۔حضور علیہ السلام اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے کہ نُورٌ عَلٰی نُور میں آنحضرت ﷺ کو نور کہا گیا ہے،نور نام کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نور فائض ہوا نور پر یعنی جبکہ وجودِ مبارک حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میں کئی نور جمع تھے۔سو ان نوروں پر ایک اور نورِ آسمانی جو وحی الٰہی ہے، وارد ہو گیا......پس اس میں یہ اشارہ فرمایا کہ نورِ وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے،تاریکی پر وارد نہیں ہوتا۔کیونکہ فیضان کے لئے مناسب شرط ہے۔اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہیں بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے۔اور حکیمِ مطلق بغیر رعایتِ مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔ایسا ہی فیضانِ نور میں بھی اس کا یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اس کو اور نور بھی دیا جاتا ہے۔اور جس کے پاس کچھ نہیں

اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے۔ اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے۔ اور جس کو فطرتی نور کم ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے۔ اور جس کو فطرتی نور زیادہ ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے۔

............پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نورِ قلب و نورِ عقل کسی انسان میں کامل درجے پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نورِ وحی ہرگز نہیں پاتا۔''

(روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 198-195 حاشیہ نمبر 11، براہین احمدیہ حصہ دوم)

''اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کردوں۔ اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں۔ اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کیلئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں۔ اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 13۔ مسیح ہندوستان میں)

اس تشریح اور وضاحت سے نور نام رکھنے کا فلسفہ یہ معلوم ہوا کہ اس نام کے ذریعہ معترضین کے اس اعتراض کا ازالہ بھی مدنظر ہے جو وہ مدعی وحی نبوت پر ناپا کی، بداخلاقی، خدا سے دوری اور عقلی ودماغی پراگندگی کا کرتے رہتے ہیں۔ گویا نور نام رکھ کر آپ کی پاک اور سلیم فطرت اور آپ پر نازل ہونے والی عظیم الشان الٰہی برکات اور آپ کے عالی مقام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز نور نام رکھ کر اس زمانہ کی علمی، اخلاقی اور روحانی ظلمت وتاریکی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ نبی نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہوتا ہے۔ اور نور کی ضرورت ظلمت وتاریکی کے وقت ہی ہوتی ہے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اب یہ تمام ظلمات اس نور کے ذریعہ سے کافور ہوں گی۔ انشاء اللہ۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں فرمایا۔ ؎

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 145۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اور فارسی نظم میں فرمایا: ؎

آمدم چوں سحر بلجّۂ نور
تا شود تیرگی زنورم دور

(روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 478۔ نزول المسیح)

میں نور کا ایک طوفان لے کر صبح کی طرح آیا ہوں، تاکہ یہ اندھیرا میرے نور کی وجہ سے دُور ہو جائے۔

نوح

”خدا تعالیٰ نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے۔ اور میری نسبت فرمایا ہے **وَلَاتُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْن**...... یعنی ظالموں کی شفاعت کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کر کہ میں ان کو غرق کر دوں گا۔ خدا نے نوحؑ کے زمانہ میں ظالموں کو قریباً ایک ہزار سال تک مہلت دی تھی۔ اور اب بھی خیر القرون کی تین صدیوں کو علیحدہ رکھ کر ہزار برس ہی ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے اب یہ زمانہ اس وقت پر آ پہنچتا ہے جبکہ نوح کی قوم عذاب سے ہلاک کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا **وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ**۔ یعنی میری آنکھوں کے روبرو اور میرے حکم سے کشتی بنا۔ وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ نہ تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے۔ جو انسانوں کی جان اور ایمان بچانے کے لئے ہے۔ لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگردان ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں، میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل

نہیں۔''

(روحانی خزائن جلد21،صفحہ 114-113۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

''نوحؑ کی قوم نے بجز غرق کرنے کے معجزہ کے اور کسی نوع کے معجزہ سے حصہ نہ لیا۔ اور لوط کی قوم نے بجز اس معجزہ کے جو اُن کی زمین زیروزبر کی گئی اور ان پر پتھر برسائے گئے اور کسی معجزہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ ایسا ہی اس زمانہ میں خدا نے مجھے مامور فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی طبیعتیں نوحؑ کی قوم سے ملتی ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد20،صفحہ 239۔لیکچر سیالکوٹ)

وارث الانبیاء

''محدّث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمۂ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور ان کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔ اور وہ خواص عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیاتِ باقیہ کے ہوتے ہیں۔ تا یہ دقیق مسئلہ نزولِ وحی کا کسی زمانہ میں بے ثبوت ہوکر صرف بطور قصہ کے نہ ہوجائے۔ اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے بے وارث ہی گزر گئے۔ اور اب ان کی نسبت کچھ رائے ظاہر کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت ان کے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور اس صدی میں یہ عاجز ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 24-23، برکات الدعا)

واصف

"اَنَا الْوَاصِفُ وَالْمَوْصُوْفُ"

"من وصف کنندہ ہستم یعنی تعریفِ حق کار من است و مرا وصف کردہ شد یعنی درحق من پید   ہگوئی ہا آمدہ"

(روحانی خزائن جلد16 صفحہ 474۔ لجۃ النور)

میں وصف بیان کرنے والا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا میرا کام ہے اور میرا وصف بیان کیا گیا ہے یعنی میرے حق میں پیشگوئیاں آئی ہیں۔

وَجِیْہٌ

اَنْتَ وَجِیْہٌ فِی حَضْرَتِی۔تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔

(تذکرہ طبع چہارم،صفحہ 52)

وجیہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لوگوں کے الزاموں،تکلیف دہ باتوں اور بہتانوں سے بری قرار دیا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ کو قرآن میں وجیہ کہہ کر قوم کے الزاموں اور بہتانوں سے بری قرار دیا ہے۔اسی الہام میں یہ بھی اشارہ تھا کہ وہ تجھ پر ناپاک حملے کریں گےاوراس خطاب سے ہی آپ کوتسلی دی اورآپ کی عزت افزائی فرمائی کہ ان کے بہتان بے بنیاد ہیں اورآپ کوعزت ملے گی۔

وقاراللہ

"سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَنْتَ وَقَارُہٗ فَکَیْفَ یَتْرُکُکَ"

(تذکرہ طبع چہارم، صفحہ 319)

خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے۔اور تو اس کا وقار ہے۔پس وہ تجھے کیونکر چھوڑ دے۔

ولی اللہ

''یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ۔یعنی اے خدا کے ولی! میں اس سے پہلے تجھے نہ پہچانتی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کشفی طور پر زمین میرے سامنے کی گئی اور اس نے یہ کلام کیا کہ میں اب تک تجھے نہیں پہچانتی تھی کہ تو ولی الرحمان ہے۔

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 229 حاشیہ۔دافع البلاء)

''مَنْ عَادیٰ وَلِیًّا لِیْ فَکَاَنَّمَا خَرَّمِنَ السَّمَاءِ۔جو میرے ولی سے دشمنی کرے گویا وہ آسمان سے گر گیا۔''

(تذکرہ طبع چہارم،صفحہ 623)

''آج رات میں نے دیکھا کہ ایک شخص مجھ کو کہتا ہے کہ تم ولی ہو۔ میں نے کہا کہ کیونکر۔ اس نے جواب دیا کہ میں تمہارے ملنے کے لئے آیا تھا۔ راہ میں دریا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر یہ ولی ہے تو دریا کا یہ کنارہ گر پڑے، تبھی وہ گر پڑا۔''

(تذکرہ طبع چہارم،صفحہ 194)

''حدیث صحیح میں ہے:وَمَنْ عَادَی وَلِیًّا لِیْ فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ لِلْحَرْبِ۔ یعنی جو شخص میرے ولی کا دشمن ہو تو میں اس کو متنبہ کرتا ہوں کہ اب میری لڑائی کے لئے طیار ہو جا۔ غرض اہل اصطفاء خدائے تعالیٰ کے بہت پیارے ہوتے ہیں اور اس سے نہایت شدید تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی

عیب جوئی اور نکتہ چینی میں خیر نہیں ہے۔ اور ہلاکت کے لئے اس سے کوئی بھی دروازہ نزدیک تر نہیں کہ انسان اندھا بن کر محبان اور محبوبانِ الٰہی کا دشمن ہو جائے۔"

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 91۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

"میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ زمین نے مجھ سے کلام کیا اور کہا **یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ** یعنی اے ولی اللہ میں اس سے پہلے تجھ کو نہیں پہچانتی تھی۔ زمین سے مراد اس جگہ اہل زمین ہیں۔ مبارک وہ جو دہشتناک دن سے پہلے مجھ کو قبول کرے کیونکہ وہ امن میں آئے گا۔ لیکن جو شخص زبردست نشانوں کے بعد مجھے قبول کرے اس کا ایمان رتّی بھی قیمت نہیں رکھتا۔"

(روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 104-103۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

ہارون

''اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْن''۔

''یعنی تو میرے دین کی نصرت کرتا ہے۔ جیسے ہارون موسیٰ کے لئے نصرت کرتا تھا''۔

(تذکرہ طبع چہارم۔صفحہ 620)

تو میرے نزدیک بمنزلہ ہارون ہے۔

اس نام میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت محمد ﷺ کے دین کا حامی وخدمتگار ظاہر کیا ہے۔نہ کہ آنحضرت ﷺ کے مقابل کسی قسم کے نبی ہونے کا۔

یٰسٓ

یٰسٓ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

''اے سردار! تو خدا کا مرسل ہے''۔

(تذکرہ طبع چہارم صفحہ 562)

''سیّد لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا تابع ایک ایسا سوادِ اعظم ہو جو اپنے دلی جوش اور اپنی طبعی اطاعت سے اس کے حلقہ بگوش ہوں۔ سو بادشاہ اور سیّد میں یہ فرق ہے کہ بادشاہ سیاست قہری اور اپنے قوانین کی سختی سے لوگوں کو مطیع بناتا ہے۔ اور سیّد کے تابعین اپنی دلی محبت اور دلی جوش اور دلی تحریک سے خود بخود متابعت کرتے ہیں۔ اور سچی محبت سے اس کو سیدنا کر کے پکارتے ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 153 حاشیہ۔ منن الرحمان)

یعقوب

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 133۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

یوسف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوسف نام بھی رکھا گیا ہے۔ اور حضور علیہ السلام پر بہت سی وہ آیات نازل کی گئی ہیں جو قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق موجود ہیں۔ حضور اقدس اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس جگہ مجھے یوسف قرار دینے سے ایک اور مفید مقصد بھی مدنظر ہے۔ کہ یوسف نے مصر میں پہنچ کر کئی قسم کی ذلتیں اٹھائی تھیں جو دراصل اس کی ترقی مدارج کی ایک بنیاد تھی۔ مگر اوائل میں یوسف نادانوں کی نظر میں حقیر اور ذلیل ہو گیا تھا اور آخر خدا نے اس کو ایسی عزت دی کہ اس کو اسی ملک کا بادشاہ بنا کر قحط کے دنوں میں وہی لوگ غلام کی طرح اس کے بنادئے جو غلامی کا داغ بھی اس کی طرف منسوب کرتے تھے۔ پس خداتعالیٰ مجھے یوسف قرار دے کر یہ اشارہ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی میں ایسا ہی کروں گا۔ اسلام اور غیر اسلام میں روحانی غذا کا قحط ڈال دوں گا۔ اور روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے بجز اس سلسلہ کے کسی جگہ آرام نہ پائیں گے۔ اور ہر ایک فرقہ سے آسمانی برکتیں چھین لی جائیں گی۔ اور اسی بندۂ درگاہ پر جو بول رہا ہے، ہر ایک نشان کا انعام ہوگا۔ پس وہ لوگ جو اس روحانی موت سے بچنا چاہیں گے، وہ اسی بندۂ حضرت عالی کی

طرف رجوع کریں گے۔اور یوسف کی طرح یہ عزت مجھے اسی توہین کے عوض دی جائے گی بلکہ دی گئی جس توہین کو ان دنوں ناقص العقل لوگوں نے کمال تک پہنچایا ہے۔اور گو میں زمین کی سلطنت کے لئے نہیں آیا مگر میرے لئے آسمان پر سلطنت ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی۔اور مجھے خدا نے اطلاع دی ہے کہ آخر بڑے بڑے مفسد اور سرکش تجھے شناخت کریں گے۔''

(روحانی خزائن جلد21،صفحہ 103۔براہین احمدیہ حصہ پنجم)

''خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤں گا اور بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کرلیں۔اور جس طرح یوسف نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کھانے کے لئے درختوں کے پتے بھی نہ رہے۔اس طرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا۔ اور جیسا یوسف نے اناج کے ذخیرے سے لوگوں کی جان بچائی تھی۔اسی طرح جان بچانے کے لئے خدا نے اس جگہ مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جائے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم۔صفحہ 638)

ایک اور جگہ آپ مسیح کی جس کا ایک نام یوسف بھی ہے، علامات خاصہ سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب وہ آئے گا تو:

''مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی

ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا۔ اوران کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بکلّی دور فرما کر جواہراتِ علوم وحقائق و معارف ان کے سامنے رکھ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے لیتے تھک جائیں گے اوران میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا۔ بلکہ جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیب غذا صداقت کی اور شربت شیریں معرفت کا پلایا جائے گا۔ اور علوم حقہ کے موتیوں سے ان کی جھولیاں پُر کردی جائیں گی۔ اور جو مغز اور لب لباب قرآن شریف کا ہے، اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے ان کو دئے جائیں گے۔“

(روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 142 حاشیہ۔ ازالہ اوہام حصہ اوّل)

مخلوق خدا کی طرف سے ملنے والے خطابات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب تریاق القلوب میں دو قسم کے خطابوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اول وہ جو وحی والہام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی کسی قدر تفصیل گزشتہ صفحات میں ہم لکھ چکے ہیں۔ دوسری قسم کے خطابوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''دوسری قسم خطاب کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض نشانوں اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگوں کے دلوں میں ایک دفعہ ڈال دیتا ہے کہ یا تو ان کو جھوٹا اور کافر اور مفتری کہا جاتا ہے۔ اور طرح طرح کی نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں۔ اور ہر ایک بدعادت اور عیب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یا ایسا ظہور میں آتا ہے کہ ان کی تائید میں کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا ہے جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی نہ کر سکے اور ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکے کہ یہ نشان انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے پاک ہے۔ اور خاص خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے ہاتھ سے نکلا ہے۔ تب ایسا نشان ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر کسی شک وشبہ کے اس انسان کو قبول کر لیتی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑ جاتی ہے کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے۔ تب لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ

لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔اس شخص کوصادق کا خطاب دیدیتے ہیں ......۔اورلوگوں کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے آسمان سے خطاب دیا کیونکہ خدا تعالیٰ آپ ان کے دلوں میں یہ مضمون نازل کرتا ہے کہ لوگ اس کوصادق کہیں۔''

(روحانی خزائن جلد15،صفحہ 503-502۔تریاق القلوب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے الہامات میں بہت سے خطابات جلیلہ سے نوازا گیا۔ وہاں خدا تعالیٰ نے آپ کو اس دوسری قسم کے عظیم الشان خطابات بھی عطا فرمائے اور لوگوں نے آپ کی صداقت کوتسلیم کیا اور آپ کے علوّ مرتبت کے قائل ہوئے۔اپنوں ہی نے نہیں غیروں نے بھی آپ کا بہت سے جلیل القدر خطابات سے تذکرہ کیا۔

وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

ذیل میں ان خطابات میں سے چند ایک کا انتہائی اختصار کے ساتھ ذکرکیا جاتا ہے۔

''اخبار وکیل''امرتسر کے ایڈیٹر مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے ایک مضمون میں آپؑ کا ذکر جن الفاظ میں کیا ان میں سے چیدہ چیدہ الفاظ ذیل میں درج ہیں:

''بہت بڑا شخص''

''دماغی عجائبات کا مجسمہ''

''فتح نصیب جرنل''

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد2 صفحہ 560 جدید ایڈیشن)

’’پاکباز مسلمان‘‘
’’متقی‘‘

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 563 جدید ایڈیشن)

(1) ’’تہذیب النسواں‘‘ لاہور میں سید ممتاز علی صاحب امتیاز نے لکھا۔

’’نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ‘‘
’’باخبر عالم‘‘
’’بلند ہمت مصلح‘‘
’’پاک زندگی کا نمونہ‘‘
’’ان کی ہدایت و رہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی‘‘

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 564 جدید ایڈیشن)

(2) اخبار ’’زمیندار‘‘ لاہور نے لکھا:

’’نہایت صالح‘‘
’’متقی بزرگ‘‘
’’بناوٹ اور افترا سے بری‘‘
’’پکا مسلمان‘‘

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 564 جدید ایڈیشن)

(3) ’’البشیر‘‘ اٹاوہ نے لکھا:

’’حضرت اقدس اس زمانہ کے نامور مشاہیر میں سے تھے۔‘‘
’’مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت کے پیشوا اور امام برحق‘‘

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 564 جدید ایڈیشن)

(4) ''علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ''علیگڑھ نے لکھا:

''ایک مانے ہوئے مصنف''

''اسلام کا ایک بڑا پہلوان''

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 565 جدید ایڈیشن)

(5) ''صادق الاخبار'' ریواڑی نے لکھا:

''اولوالعزم''

''حامیٔ اسلام''

''معین المسلمین''

''فاضل اجل''

''عالم بے بدل''

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 565 جدید ایڈیشن)

(6) اخبار ''بنگالی'' کلکتہ نے لکھا:

''مرزا صاحب مذہب اسلام کے مجدّد تھے''۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 568 جدید ایڈیشن)

(7) ''سٹیٹس مین'' کلکتہ نے لکھا:

''ایک مشہور مقدس اسلامی واعظ''

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 568 جدید ایڈیشن)